نگارشاتِ
تاج الشَّریعہ رحمۃ اللہ علیہ
۱
مضامین
تقاریظ
اجازات
تصدیقات
تاثرات
مرتب
محمد دانش احمد اختر القادری
دار النقی

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. +92 334 3247192

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نگارشاتِ

تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

مضامین — تقاریظ

اجازات — تصدیقات — تاثرات

مرتب

محمد دانش احمد اختر القادری

ناشر

دار النقی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

دار النقی

بیاد: رئیس المتکلمین حضرت العلام مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ

(والد ماجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ)
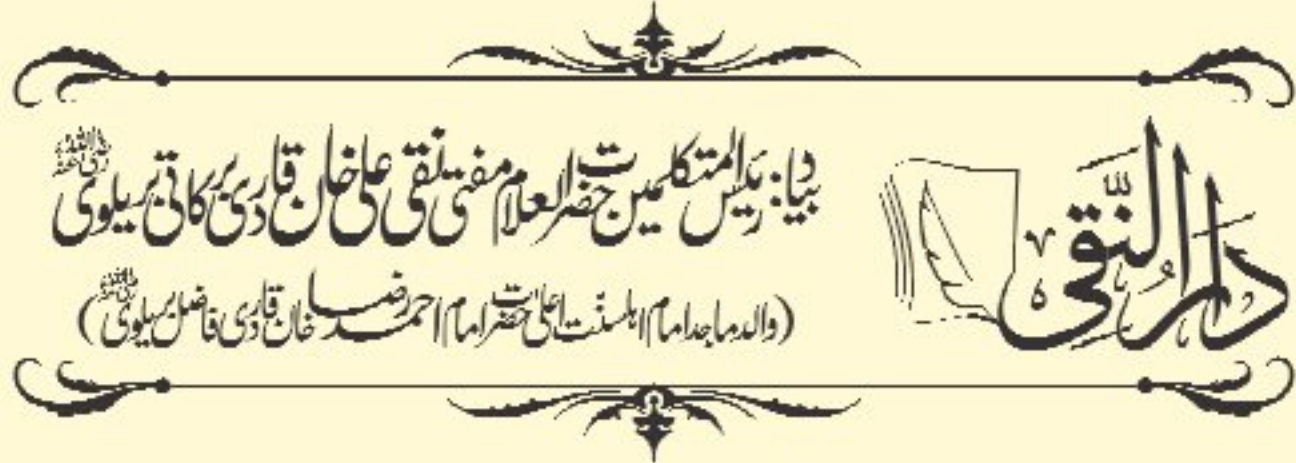
کتاب	نگارشاتِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	محمد دانش احمد اختر القادری
کمپوزنگ	مولانا فضل احمد اختر القادری
پروف ریڈنگ	علامہ تاج نواب اختر القادری، علامہ اشتیاق احمد اختر القادری
صفحات	256
تاریخ اشاعت	(ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ/ جولائی ۲۰۱۹ء)
قیمت	
طابع	M.A.R.K پرنٹرز، کراچی (0312-3247192)
ناشر	

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

دار النقی

Dar-ul-Naqi, Taj-ush-Shariah Foundation, Karachi, Pakistan.

www.muftiakhtarrazakhan.com

+92 334 3247192 tfkhi25@gmail.com

/muftiakhtarrazakhan1011 /muftiakhtarraza

یہ کتاب www.muftiakhtarrazakhan.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

فہرست

4

انتساب

بنام

جانشین اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، جمال الانام حضرت علامہ مفتی

محمد حامد رضا خان

قادری برکاتی نوری بریلوی علیہ الرحمہ (جد کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

تاجدار اہل سنت، امام المشائخ، مفتیٔ اعظم ہند، ابوالبرکات، آل الرحمٰن حضرت علامہ مفتی

محمد مصطفیٰ رضا خان

قادری برکاتی نوری بریلوی (مرشد کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

جانشین حجۃ الاسلام، لسانِ رضا، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد ابراہیم رضا خان

قادری برکاتی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ (جیلانی میاں) (والد ماجد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

منبع فیض رضا، نور دیدۂ مفتیٔ اعظم، نازش اہل سنت، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عسجد رضا خان

قادری برکاتی رضوی نوری بریلوی دام ظلہ علینا (جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

الاھداء

امیر المؤمنین فی الحدیث، ممتاز الفقہاء، جانشین صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ مفتی

ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ

نبیرۂ استاذ زمن، تاج الاصفیاء حضرت علامہ مفتی

حبیب رضا خان قادری علیہ الرحمہ

ماہر رضویات، حضرت علامہ ڈاکٹر

عبد النعیم عزیزی علیہ الرحمہ

خلیفہ و دامادِ حضور تاج الشریعہ، محسن ملت حضرت علامہ مفتی

شعیب رضا نعیمی صدیقی علیہ الرحمہ

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی

عاشق حسین کشمیری دامت برکاتہم العالیہ

عرضِ مرتب

تحریر کی ضرورت، اہمیت وافادیت کا اندازہ لگانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خالق کائنات نے بذاتِ خود "قلم" اور "تحریر" کی قسم بیان فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ (سورۃ القلم:۱)

ترجمہ: قلم اور ان کے لکھے کی قسم (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں دیگر اقوال کے علاوہ یہ بھی ہے کہ، یہاں عموماً لکھنے والوں کے قلم بھی مراد ہو سکتے ہیں جن سے دینی و دنیوی مصالح و فوائد وابستہ ہیں یا علمائے دین کے قلم جن سے وہ رب کی حمد، حضور ﷺ کی نعت، دینی مسائل و فتاویٰ وغیرہ لکھتے ہیں۔

تہذیب انسانی میں تحریر کی ابتداء کب؟ کہاں؟ کیسے ہوئی؟ تاریخ اس بارے میں ٹھوس شواہد پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب انسان نے ضرورت محسوس کی کہ اہم باتوں اور یادداشتوں کو محفوظ کرے اور دوسرے تک پہنچائے، تو ابتداء میں مختلف نشان مقرر کئے، اور یہ چیز مختلف ادوار اور تہذیبوں میں پائی جاتی ہے۔ یعنی کہا جا سکتا ہے کہ فن تحریر کسی ایک قوم کی ایجاد نہیں۔

یہی نشانات بعد میں اشکال کی صورت اختیار کر گئے اور "تصویری خط (Pictorial Writing) وجود میں آئے۔ "تحریر" کی موجودہ شکل وصورت ہزاروں سال کی تبدیلیوں اور ارتقائی مراحل سے گزر کر وجود میں آئی اور ہنوز تغیر پذیر ہے۔ فن تحریر، ترقی کے ساتھ ساتھ وسعت بھی اختیار کرتا گیا، ذاتی یادداشتوں سے شروع ہونے والا سلسلہ اقوام کی تواریخ تک پھیلتا گیا۔ آج زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو "تحریر" کی قید سے آزاد ہو۔

ہر تحریر قطع نظر اس سے کہ وہ اچھی ہے یا بری اپنا اثر رکھتی ہے۔ اچھی تحریروں اور نامور افراد کے افکار و خیالات کو محفوظ کرنے کا سلسلہ نیا نہیں ہے۔ میڈیا کے اس دور میں یہ سلسلہ وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ متنوع بھی ہوگیا ہے۔ مشاہیر کے الفاظ بلکہ حرکات و سکنات تک کو نا صرف ''قید'' کیا جاتا ہے بلکہ کوئی بھی غیر معمولی چیز چند ساعتوں میں دنیا بھر میں وائرل (Viral) ہو جاتی ہے۔

عصر حاضر میں جدید اور تیز ترین ذرائع کی موجودگی میں بھی تحریر کی اہمیت مسلم ہے۔ اس سے انکار ممکن نہیں کہ قومی تاریخ اور شخصیات کے احوال و افکار کی حفاظت کے سلسلے میں اہل اسلام دوسری اقوام سے ہر طرح آگے ہی نظر آتے ہیں۔ تاریخ کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس سے متعلق کتنے ہی فنون کے موجد بھی ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت، احادیث کی تدوین، فقہ کی ترتیب اور ان کے متعلقات سے لے کر فلسفہ و منطق، ریاضی و الجبرا، ہیئت و فلکیات اور ان کی ضمنیات تک ایک طویل فہرست ہے۔

دیگر شعبہ ہائے زندگی کے مقابلے میں علمائے اسلام کی تحریرات کی حفاظت کا جذبہ مسلمانوں میں زیادہ رہا ہے، ہماری یہ کاوش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو سال گزشتہ اس دار فانی سے عالم بقا کی جانب کوچ کرنے جانے والے، نامور عالم دین قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کی مختلف تحریرات پر مشتمل ہے۔ تاج الشریعہ کے عالمی سطح پر اثر و رسوخ اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بغیر کسی ریاستی طاقت، حکومتی عہدے، سیاسی تنظیم، مذہبی تحریک کے، آپ اپنے ذاتی اوصاف، علمی مقام اور روحانی شخصیت کی بنیاد پر ۲۰۰۹ء سے تادم حیات (the royal islamic strategic studies centre المركز الملكي للبحوث والدراسات الإسلامية کے سروے کے مطابق) عالم اسلام کی ۵۰ رموثر ترین شخصیات میں شامل رہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ان تحریرات میں مقدمات، خطبات، مضامین، تبصرے،

تقاریظ، دعائیہ کلمات، معائنہ جات، اپیلیں، اجازات، اعلانات، تاثرات وغیرہ سب ہی کچھ شامل ہے۔ ابتداءً صرف ''تقاریظ'' جمع کرنے کا ارادہ تھا جس کے لئے ''نوازشات تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا عنوان تجویز ہوا تھا۔ بعدازاں احباب کے مشورے سے دیگر عنوانات کی شمولیت کے بعد اسے ''نگارشاتِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا عنوان دیا گیا۔ اس مجموعہ میں شامل تحریرات اردو، عربی اور انگریزی زبانوں پر مشتمل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی متحرک اور مصروف زندگی میں ایسی بے شمار تحریرات مختلف مواقع پر رقم فرمائی ہیں۔ اگر سب جمع کی جاسکیں تو ایک عظیم خزانہ ہوگا، ایک مختصر فہرست ان تحریرات کی جو معلوم ہیں لیکن دستیاب نہ ہوسکیں، پیش خدمت ہے:

1۔ دعائیہ کلمات بر جمال مصطفیٰ ہمارا میگزین، منجانب طلبہ مجلس الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور
2۔ تقریظ بر مرشد برحق، از: حافظ افتخار ولی خان رضوی پیلی بھیتی
3۔ تقریظ بر اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں انصاریوں کا مقام، از: قاری محمد امانت رسول نوری پیلی بھیتی
4۔ تقریظ بر مکاشف التجوید، از: قاری ابو الحماد حامد علی رضوی شاہ پوری
5۔ الامن والعلیٰ (جدید ہندوستانی ایڈیشن)
6۔ تقریظ بر مولانا رضا علی خان بریلوی اور جنگ آزادی: از مولانا ڈاکٹر شہاب الدین رضوی
7۔ الفی کنز الایمان (مطبوعہ نوری مشن، مالیگاؤں، انڈیا)
8۔ کنز الایمان (ہندوستانی ایڈیشن 1001)
9۔ تازیانہ، از: امین شریعت حضرت علامہ مفتی عبدالواجد قادری

بعض ایسی بھی تحریرات ہیں جن کی اطلاع تو ہے لیکن تفصیلات دستیاب نہیں۔ جن احباب کے پاس حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی کوئی قلمی یا مطبوعہ تحریر ہو تو ضرور عنایت فرمائیں تاکہ ''نگارشات تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' حصہ ۲ جلد از جلد منظر عام پر آسکے۔ رابطے کیلئے تفصیلات

اندرونی سرورق پر ملاحظہ فرمائیں۔

مشمولہ تمام تحریرات مطبوعہ ہیں یا حضرت کی دستخط شدہ تحریر کا عکس محفوظ ہے، حضرت کی قابل طباعت دستی تحریرات کے عکس شامل اشاعت ہیں، جہاں کہیں عبارت کی وضاحت کیلئے کچھ الفاظ اضافہ کئے ہیں وہاں [۔۔۔] اس طرح کے قوسین کا استعمال کیا گیا ہے۔

اس مجموعے کے لئے اپنی گرانقدر مصروفیات سے وقت نکال کر تقاریظ و تاثرات عنایت فرمانے پر جانشین حضور تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری (بریلی شریف)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں رضوی (بریلی شریف)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد یونس شاکر اختر القادری (کراچی)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، مفتیٔ اعظم اتر کھنڈ حضرت علامہ مفتی ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی (کاشی پور)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ وحضور امین شریعت، شاعر خوشنوا حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا قادری سبطینی (بریلی شریف)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، الماس ملت حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی (ہاسپیٹ) کا ممنون کرم ہوں۔

مواد کی فراہمی اور مفید مشوروں کی عنایت پر خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری (بریلی شریف)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، جگر گوشۂ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ابو یوسف محمد قادری ازہری (گھوسی)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مفتی راحت خان قادری شاہجہان پوری و خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی (بریلی شریف)، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا سید آل رسول زین العابدین (ناندیڑ)، علامہ کیف الحسن قادری (مظفر پور)، مولانا امین رضا قادری و محترم عبد الصبور برکاتی (بریلی شریف) اور خصوصاً برادر طریقت، محترم امتیاز رضا چاندیڈ (ممبئی) کا شکر گزار ہوں۔

کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اشاعت کے حوالے سے تعاون کے لئے خلیفۂ مجاز

حضور تاج الشریعہ، پیکرِ خلوص حضرت علامہ مولانا تاج نواب اختر القادری، علامہ مولانا اشتیاق احمد اختر القادری، علامہ مولانا امان اللہ خان اختر القادری، محترم کاشف حنیف قادری، مولانا فضل احمد رضا اختر القادری، مولانا حافظ محمد عمران شاکر اختر القادری، محمد کاشف عالم قادری وغیرہ کا ممنون ہوں۔ اللہ کریم تمام علماء واحباب کو شاد وآباد رکھے، دارین کی بھلائیاں عطا فرمائے، مرشد کریم کے فیوضات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

الحمدللہ! تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان کی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ تیسری بڑی کاوش ہے۔ پہلی www.muftiakhtarrazakhan.com، اس کی ابتداء 27/جولائی 2016ء سے ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ حضور تاج الشریعہ اور دیگر علمائے خانوادہ کے حوالے سے گراں قدر مواد اب تک اپلوڈ کیا جاچکا ہے، مزید کام جاری ہے۔

دوسری اہم کاوش ''اخترِ اعلیٰ حضرت'' حضور مرشد کریم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کی حیات وخدمات پر پاکستان میں شائع ہونے والی واحد کتاب جو 20x30/8 کے 500 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

مزید جن منصوبوں پر کام جاری ہے ان میں پہلا ''ملفوظاتِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' جو 7500 سے زائد سوالات پر مشتمل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول جلاو علاو صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے تقریباً آدھا کام مکمل ہوگیا ہے، دوسرا منصوبہ ''مجموعہ رسائل تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' کی پاکستان میں اشاعت، اس کی پہلی جلد مرشد کریم علیہ الرحمہ کے پہلے عرسِ پاک پر منظرِ عام پر لانے کا ارادہ تھا، جو بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر تاخیر کا شکار ہوگئی۔ انشاء اللہ جلد احباب کے پیش خدمت ہوگی۔ تیسرا منصوبہ ''خطباتِ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ'' کے عنوان سے تقاریر کا مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔ جس پر حضرت مولانا عتیق الرحمٰن رضوی، مالیگاؤں، انڈیا کی وساطت سے کام جاری ہے۔ علاوہ ازیں والد ماجد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا

خان قادری جیلانی علیہ الرحمہ کے رسائل پر بھی کام جاری ہے۔

قارئین سے التماس ہے دعا فرمائیں رب کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے مزید کارِ خیر کی توفیق مرحمت فرمائے، ہمت، قوت، وقت میں برکت عطا فرمائے۔ خصوصاً ناچیز (مرتب) کو وقتِ اخیر ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے۔ تمامی علمائے کرام، برادرانِ طریقت و احباب اہل سنت جو ان امورِ خیر میں معاونت فرماتے ہیں، اللہ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل انہیں دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ ان تمام کاوشوں کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے، مرشد کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ و دیگر بزرگوں کے فیوضات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

محمد دانش احمد اختر القادری غفرلہ و الوالدیہ

بدھ ۱۵ / شوال المکرم ۱۴۴۰ ھجری

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان

+92 334 3247192

تقریظ منور

منبع فیضانِ اعلیٰ حضرت، نورِ دیدۂ مفتیٔ اعظم، جانشین تاج الشریعہ،
قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی

محمد منور رضا محامد المعروف محمد عسجد رضا خان قادری دام ظلہ علینا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگانِ دین کا معمول ہے کہ علمائے کرام کی دینی و علمی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی کاوشوں پر اپنا تاثر یا تقریظ یا دعائیہ کلمات رقم کرتے ہیں جس سے ان علمائے کرام کا حوصلہ اور بڑھ جاتا ہے اور ان میں مزید ہمت آجاتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بھی بہت ساری کتب و رسائل پر اس طرح کی نوازشات فرمائیں، محب گرامی محمد دانش احمد اختر القادری زیدمجدہ (کراچی) نے ان نوازشات کو بڑی محنت سے جمع کر کے مرتب کیا اور اب "نوازشاتِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے موسوم کر کے شائع کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے اور انہیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ أفضل الصلوٰۃ وأکرم التسلیم

محمد عسجد رضا قادری غفرلہٗ

۹ر شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

تقریظ

ماہر رضویات، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی

محمد حنیف خان رضوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

۷۸۶/۹۲

ہر مصنف کی قلبی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری قلمی کاوش کو اکابرین ملت میں سے کوئی ملاحظہ فرما کر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دیں تو ہماری تحریر کو سند کا درجہ مل جائے اور قارئین کی نگاہ میں اس کی ایک وقعت ہو جائے اور پھر زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کریں۔

انہی حقائق کے پیش نظر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے بہت سے احباب نے اپنی کتابوں پر تقاریظ کے لیے خواہش ظاہر کی بلکہ اصرار کیا تو آپ نے تقاریظ تحریر فرمائیں جو آج بھی کتابوں کے آغاز میں مرقوم ہیں۔ ایسی کتابوں کی تعداد دو درجن سے بھی زیادہ ہے۔

عصر حاضر میں وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات والاصفات علمائے کرام کیلیے حجۃ الخلف تھی، چنانچہ بسا اوقات تقاریظ کے لیے مصنفین گزارش کرتے اور حضرت حتی الامکان ان کی دلجوئی فرماتے ہوئے کتابوں کے بعض مقامات پڑھوا کر سنتے اور اپنے تأثرات رقم فرما دیتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ اس خاکسار کی جامع الاحادیث وغیرہ پر بھی جامع انداز میں حضرت نے

تقریظ رقم فرمائی ہے۔

حضرت نے کتنی کتابوں پر اس طرح کی تقاریظ اور دعائیہ کلمات تحریر فرمائے، ان کا احاطہ نہایت مشکل کام ہے لیکن عزیز مکرم مولانا دانش اختر القادری صاحب زیدمجدہٗ کراچی پاکستان، نے ان سب جواہر پاروں کو جمع کرنے کا عزم کیا اور مختصر عرصہ میں ان کو اس سلسلہ میں بڑی کامیابی ملی جو کتابی شکل میں قارئین کے ہاتھوں میں ہے، یہ مولانا موصوف کی تتبع اور تلاش اور شب و روز جد و جہد کا ثمرہ ہے اور محبان تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے لیے نعمت غیر مترقبہ۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی مشکور فرمائے اور مقبول انام بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

تقریظ

خلیفۂ مجاز و وکیل بیعت حضور تاج الشریعہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا

محمد یونس شاکر اختر القادری دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم کھتری دار العلوم فیض رضا، بانی ومہتمم دار العلوم حنفیہ رضویہ (للبنات)

بانی رضا ایجوکیشنل سسٹم، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں)

بلاشبہ علمائے حق نبوی میراث کے امین رہے ہیں اور کوئی دور ایسے امناء سے خالی نہیں رہا۔ یہ امناء میراث نبوی ﷺ ساری زندگی اپنے وابستگان کو ان کا حصہ عطا کرتے رہے۔ علمائے حق نہ صرف علوم نبوی کے امین تھے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بھی محافظ تھے بلکہ خود اس کے سانچے میں ڈھلے رہے۔ ان کے شب و روز دین کے احیاء وترویج میں صرف ہوئے۔ اور الدین النصیحۃ (دین تو خیر خواہی کا نام ہے) کے جذبے کے تحت ساری زندگی بتادی۔

ان نفوس قدسیہ میں کچھ لوگ دین کی اشاعت کے ہر شعبے میں کامیاب و کامران ہوئے۔ وعظ و ارشاد ہو، تصنیف و تالیف ہو، درس و تدریس کا شعبہ ہو، یا افتاء نویسی، ہر شعبے میں نام کمایا۔ وہ نا خود ان میدانوں میں کامیاب ہوئے بلکہ اپنے بعد آنے والوں میں جس کسی میں کوئی ایسی خوبی ملاحظہ فرمائی تو اس کی حوصلہ افزائی کی۔ زمانۂ قریب میں ہم سے پردہ فرمانے والے شریعت کے تاج اور طریقت کے بدر منیر، مجھ جیسے لاکھوں انسانوں کے مرشد برحق اور مربیٔ صادق ازہری

میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بلاشبہ نبوی میراث کو بڑی فراخی سے تقسیم فرماتی رہی۔ ان کی علمی خدمات و کاوشات میں جہاں ان کی تصانیف ہیں وہیں ان کے بے شمار فتاویٰ جات بھی، اور اسی طرح مریدین اور تلامذہ کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔

زیر دست کتاب ''نگارشات تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ'' دراصل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی علم پروری و علماء دوستی کا بین ثبوت ہے کہ حضرت نے ہر اس شخص پر کیسی شفقت فرمائی جو دین کے کام میں مصروف ہوا۔ کسی کو اس کی کتاب پر تقریظ عطا فرمائی تو کسی کی اپنے قلم سے تائید فرمائی، کسی کو درس و تدریس کی سند عطا فرمائی تو کسی کو وعظ و ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی، بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ قلم ازہری علیہ الرحمہ ہمیں کسی جگہ کلک رضا کا پرتو نظر آتا ہے تو کہیں اپنے اسلاف کی حرمتوں کے لئے سپر۔

الغرض یہ کتاب برادر طریقت عزیزم محمد دانش احمد اختر القادری سلمہ الباری کی ایک منفرد کاوش ہے جس کی نظیر زمانہ قریب میں نہیں ملتی۔ یقیناً اس کتاب کی تدوین میں بہت وقت صرف ہوا ہوگا۔ مگر مؤلف موصوف نے ہمیں اپنے مرشد گرامی کے درر منثور (بکھرے موتیوں) کو یکجا کر دیا۔ اللہ ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے مرشد گرامی کے فیضان اور ان جواہر پاروں سے خوب مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خاکپائے تاج الشریعہ

محمد یونس شاکر القادری

تقریظ

مفتیٔ اعظم اتر کھنڈ، صاحب تصانیف کثیرہ، خطیب ذیشان حضرت علامہ مفتی

محمد ذوالفقار خان نعیمی، ککرالوی دامت برکاتھم العالیہ

رئیس نوری دارالافتاء، کاشی پور، ہند

ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو

ابھی کچھ ماہ گزرے کہ تاج شریعت، غواص بحر طریقت، چشم و چراغ خاندان اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری قدس سرہ ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔ جن آنکھوں نے انہیں دیکھا ہے وہ ان کے رخ زیبا کے نور سے منور ہیں۔ اور جو آنکھیں ان کے دیدار پر انوار سے محروم رہیں وہ یہی کہہ رہی ہیں کہ ؎

انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

حضرت کے وصال کے بعد دیوانوں کی دیوانگی حد سے بڑھ گئی ہے۔ حضرت سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی تمنا ہے۔ کہاں ملیں گے حضرت؟ سوداگران میں ہیں، تو مسجد میں یا گھر میں؟ یا مدرسہ جامعۃ الرضا میں جلوہ فرما ہیں؟ یا کہیں جلسہ میں؟ کسی کانفرنس میں؟ تبلیغی دورے پر ہیں؟ تو کس ملک، کس شہر، کس گاؤں میں ہیں؟

فرط محبت میں دیوانے پوچھ رہے ہیں کوئی جواب دینے والا نہیں۔ اسی تحیر کے عالم میں

محسوسات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے، دل کے کان وا ہو جاتے ہیں، تصورات کی بزم سج جاتی ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ "سوداگران" کی مقدس وادی سے گویا آواز آ رہی ہو، مرقد اقدس حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ سے رہبری کے نغمے بلند ہو رہے ہوں کہ:

مجھے تلاش کرنے والو!

مجھ سے ملاقات کرنے والو!

میرے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والو!

میں دنیا میں رہا تو ظاہری جسم کے ساتھ تم سے ملتا رہا، ملاقات کرتا رہا مگر اب وعدۂ الٰہیہ کے سبب تمہارے اور میرے درمیان ایک حجاب حائل ہے جس کے سبب تم میرے ظاہری جسم کا دیدار تو نہ کرسکو گے البتہ مجھ سے ملنے کے چند ایک پتے ہیں جہاں تم مجھ سے ملاقات کر سکتے ہو، میرے فیوض و برکات حاصل کر سکتے ہو۔ کبھی شوق ملاقات بے قرار کرے تو بریلی شریف کا سفر کر کے میرے جد امجد قدس سرہٗ کے مزار پر انوار پر حاضری دینا میں اپنے جد امجد کی بارگاہ اقدس میں تمہیں ملوں گا، یا پھر "متھرا پور" میرے خون جگر سے سینچے ہوئے چمنستان علم وحکمت "جامعۃ الرضا" میں مجھے تلاش کر لینا میں وہاں بھی تمہیں مل جاؤں گا، اور اگر تم یہاں بھی نہ جاسکو تو مجھ سے ملنے کا ایک آسان پتہ بھی نوٹ کر لو جہاں میں تمہیں ہر وقت ملوں گا۔ وہ پتہ یہ ہے ؎

جسم تو خاک ہے اور خاک سے مل جائے گا
ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو

مجھے میری کتابوں میں تلاش کرنا میں وہیں ملوں گا۔ میرے فتاویٰ "المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریۃ (فتاوی تاج الشریعہ)" پڑھ لینا مجھ سے ملاقات اس بہانے بھی ہو جائے گی۔ کبھی مجھ سے احادیث کی وضاحت درکار ہو یا میری درسگاہ میں بیٹھ کر درس بخاری سننے کا شوق ہو تو "تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری" پڑھ لینا۔ کبھی قصیدہ بردہ پڑھنے کا من کرے

اور اس کی نکتہ سنجیاں سمجھ سے بالاتر ہوں تو "فردہ شرح بردہ" کے ذریعہ مجھ سے سمجھ لینا، کبھی مجھ سے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے کی چاہت ہو تو میرا نعتیہ دیوان "سفینۂ بخشش" کھول کر بیٹھ جانا، کبھی میرے پاس آنے کی نیت ہو تو میری کتاب "شرح حدیث نیت" پڑھ لینا۔

کبھی مقدس خانقاہوں کے ناپاک مجاور تقدس صحابہ کو پامال کریں اور میری رہبری کی ضرورت محسوس ہو تو "الصحابۃ نجوم الاھتداء" کے ذریعہ مجھے آواز دے لینا۔

جب کبھی نجدی، وہابی، دیوبندی یا وہابی نما سنی مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہوں اور اس کو اہل سنت و جماعت سے خارج تصور کریں تو "مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویۃ" کے ذریعہ انہیں میری طرف سے چیلنج مناظرہ دے دینا۔

جب کبھی علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی "المعتقد المنتقد" اور میرے جد امجد امام اہلسنت قدس سرہٗ کی "المعتمد المستند" کی باریک گتھیاں تم سے نہ سلجھتی ہوں تو ان کو سلجھانے کے لیے "شرح معتقد و معتمد" کے ذریعہ میری بارگاہ میں زانوئے ادب طے کر لینا۔

کبھی ٹرین میں مسافر ہو اور میرے ساتھ سفر کرنے کا دل کرے تو میری کتاب "چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم" پڑھ لینا، کبھی چاند دیکھ کر میری چاند سے صورت کی رویت کے لیے بے قرار ہو جاؤ تو "جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت" پڑھ لینا، کبھی ٹی وی، ویڈیو والے پریشان کرتے ہوں یا سیلفی باز ملاؤں کی سیلفیاں تنگ کرتی ہوں تو میری تصنیف "ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن و شرعی حکم" کے ذریعہ ان کے آپریشن کے لیے مجھے بلا لینا۔

کبھی حکومت تین طلاق کے عدم نفاذ کا قانون پاس کر کے تمہیں قوانین شرعیہ سے دور رکھنے کی کوشش کرے تو میرے پاس چلے آنا اور "تین طلاقوں کا شرعی حکم" پڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کر لینا، اگر قیامت میں میری رفاقت مقصود ہو "آثار قیامت" پڑھ لینا۔

الغرض جب تمہیں مجھ سے ملنے کا من کرے تو میری کتابوں کے ذریعے مجھ سے مل لینا، یا

میری ان تحریروں کے ذریعہ مجھ سے ملاقات کرلینا جو گاہے بگاہے دعائیہ کلمات،تقریظ،تقدیم، تصدیق کی شکل میں اہل سنت کے نامورومشاہیر علماو مشائخ کی کتابوں کے لیے میں نے لکھی تھیں ِمختلف کتابیں اگرخریدنا مشکل ہواور میری متفرق تقریظات وغیرہا یکجا حاصل کرنا ہوتو میرے مرید صادق ،لائق فائق محمد دانش احمد اختر القادری سلمہ اللہ القوی سے رابطہ کرکے ان کی مرتب کردہ کتاب ''نگارشاتِ تاج الشریعہ'' حاصل کرلینا اور پھر ان متفرق تحریروں کے ذریعہ مجھ سے مختلف اندازمیں ملاقات کرتے رہنا۔اوران کیلیے دعائیں بھی کرنا کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ مذہب و مسلک کوفروغ عطافرمائے۔ان کومیری نایاب،علمی،قیمتی،تحریروں کو مرتب کرنے اورانہیں شائع کرنے پر اللہ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالامال فرمائے۔انہیں ہرمحاذ پر مولیٰ کامیاب فرمائے۔ اوران کی کاوشوں کو قبول فرما کرانہیں دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ و التسلیم

نیازمند:محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پوراتراکھنڈ

سکریٹری تحریک فروغ اسلام،دہلی

منظوم تاثر

خلیفۂ تاج الشریعہ و امین شریعت، شاعر خوشنوا حضرت علامہ مفتی
محمد اشرف رضا قادری سبطینی دامت برکاتہم العالیہ
مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے جو یہ تازہ کتاب
ہے مری نظروں میں یہ بے حد انوکھا انتخاب

اس نئی ترتیب کا انداز ہے بالکل جدید
اور شہ پارے ہیں اہلِ علم کی خاطر مفید

علمی، معلوماتی، فکری اس کا ہر مضمون ہے
اس میں تو شامل مصنف کے جگر کا خون ہے

ایسی تحریروں کو ہر سو عام کرنا چاہیے
یہ روش اچھی ہے اس پر کام کرنا چاہیے

علمی موضوعات پر تحریر ہے یہ مشتمل
اس کے مشمولات پڑھ کر جھوم اٹھیں گے اہلِ دل

علم و فن کے نور سے معمور ہے ہر اک ورق
خوب الفاظ و معانی میں ہے جدت کی رمق

اس کی سطروں سے عیاں حقانیت کا نور ہے
بلکہ تقدیمات کا یہ اک نیا دستور ہے

اصل میں یہ ایک مجموعہ ہے تقریظات کا
اس میں شامل ہے تاثر ایک علمی ذات کا

اس مقدس ذات کا اختر رضا خاں نام ہے
جن کے علم وفن کا قائل عالم اسلام ہے

مذہبی دنیا میں جن کے علم کا چرچا ہوا
جن کا شیدا آج اہل علم کا طبقہ ہوا

عصر حاضر میں نہیں ہے جن کا ہم پلہ کوئی
دور تک ہم کو نظر آتا نہیں ان سا کوئی

وہ امام احمد رضا کے باغ کے اک پھول ہیں
ہر طرف شہرت ہے ان کی، ہر طرف مقبول ہیں

ان کی ہر تصنیف ہے فکر رضا سے انتساب
ہے وجود ان کا مکمل عشق و الفت کا نصاب

ان کی جو تقدیم ہے کتب و رسائل میں چھپی
آج بھی ہے شمع علم وفضل اس سے پھوٹتی

اک زمانہ کر رہا ہے فیض اس سے اکتساب
کیوں کہ ہر تقدیم ہے اختر رضا کی لاجواب

ان کی ہی تقریظ کا در اصل مجموعہ ہے یہ
اہل دانش کے لئے انمول سرمایہ ہے یہ

ہر طرح سے لگ رہی ہے یہ مجھے جاذب نظر
ہے جھلکتا اس کے صفحوں سے مرتب کا ہنر

خوب محنت سے ہے اس پر نظر ثانی کی گئی
حسن کاری میں ہے بیحد جانفشانی کی گئی

مختلف باغات کے پھولوں کی اس میں ہے مہک
آپ بھی دیکھیں گے اس میں حق نویسی کی چمک

عرق ریزی سے مرتب نے اسے یکجا کیا
میں سمجھتا ہوں انہوں نے کام ہے اعلیٰ کیا

دانش اختر قادری کی پیش کش یہ خوب ہے
اس میں تو ترتیب سازی کا نیا اسلوب ہے

دانش اختر قادری کو داد ملنی چاہیے
علمی حلقوں سے مبارک باد ملنی چاہیے

دانش اختر قادری کا ہے کراچی میں مکان
ان کے افکار و تخیل میں ہے شاہیں کی اُڑان

نام انہوں نے ہے ادارہ کا رکھا دارالنقی
جس میں آتی ہے بریلی سے برابر روشنی

ہے دعا اشرفؔ رضا کی ان کی محنت ہو قبول
باغِ دانش میں کھلیں ہر دن نئے خوشیوں کے پھول

قلمی نگارشات کا درپن

خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، الماس ملت، غیظ المنافقین حضرت علامہ مفتی

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی دامت برکاتھم العالیہ

سربراہ فخر از ہر دارالافتاء والقضاء، ہاسپیٹ، انڈیا

آفتاب علم وفن، مہتاب شعر وسخن حضور تاج الشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں بریلوی قدس سرہٗ کی ذات وشخصیت محتاج تعارف نہیں، جن کی علمی ، دینی، مذہبی، ملّی، ، مسلکی، روحانی، سماجی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات آفاقیت کی حامل ہے۔

معاصرین میں تحقیقات وتنقیدات، جرح وتعدیل، قیل وقال، نقد ونظر، فنون لطیفہ ودقیقہ، تشریحات وتعبیرات، ترجمہ نگاری وتبصرہ خوانی، توضیحات وتحشیہ، تعلیقات وتصنیفات ودیگر امور ومعاملات کے اعتبار حاکمیت مسلم رہی، جس سمت قلم چل پڑا تحقیقات کے ماہ ونجوم مسکرا اُٹھے، دلائل وبراہین کی ایک دنیا آباد ہوگئی، جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارنے لگا جس کا دلکش ودیدہ زیب نظارہ آپ کی تقریباً ۶۱ تصانیف میں کیا جاسکتا ہے۔تصانیف کی یہ فہرست کوزے میں سمندر کے مانند ہے۔اگر ان میں سے ایک ایک فن کو منفرد کردیا جائے تو ہزاروں تصانیف کا ایک جہان آباد ہوجائے۔اس لئے کہا جاتا ہے کہ بحر عرب وعجم سے موتیاں نکالنا بہت آسان ہے اس کے مدمقابل سرکار تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے علمی مقام ومراتب کی گہرائی وگیرائی کا اندازہ لگانا نہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سر دست عماد العلم والادب حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ قلمی نگارشات جو تقدیم وتبصرہ، شخصیت نگاری، خطبۂ صدارت، پیش لفظ وتقاریظ، کلمات خیر ودعائیہ کلمات، شرف قبولیت و ارشاد گرامی، تاثرات عالی وگلہائے عنایت، تصدیق انیق و پیغام تاج الشریعہ، معائنہ جات واپیل، تعزیت نامے ومسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب، اجازات ومفرقات، سند اجازت وخلافت، واجازت قصیدۂ بردہ شریف، وضاحت وترجمہ نگاری، تقرر قاضی واعلان تاسیس کے عنوان پر مشتمل ہے اس کا مطالعہ نذر قارئین ہے۔ جن کو دیکھنے کے بعد چشمان قلب وجگر نیر بار ہو جائیں گی ذہن وفکر کے گلستان میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا اور آپ کا دل یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اس ذات بابرکات کے علمی بحر بیکراں کی تہوں تک پہنچنا تو بہت دور کی بات ہے اس کی گہرائی کا اندازہ لگانا اور اس کے متعلق قیاس آرائیاں کرنا بھی مشکل ہے۔

فضائے عالم اسلام پر ہے دبدبہ قائم
جلال علم ہے ایسا مرے تاج الشریعہ کا

محقق علی الاطلاق امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ایک رسالہ مبارکہ "**تجلیة السلم فی مسائل نصف العلم**" ہے جو علم الفرائض والمیراث سے متعلق ہے۔ سرکار تاج الشریعہ قدس اسرارھم نے اس پر جو تقدیم رقم فرمایا ہے وہ قابل دید ہے، ظاہراً تو یہ ایک تقدیم ہے، حقیقتاً ایک مستقل تصنیف ورسالہ کی حیثیت رکھتا ہے، علم وفن کے جبل استقامت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تقدیم میں مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی علمی تناوری وفنی دیدہ وری کا مختصر اور جو جامع تعریف کی ہے وہ آپ ہی کی قلمی نگارشات کا حصہ ہے۔

جہاں ادبی جمال، فنی کمال، لسانی ملاحت اور فکری فصاحت وبلاغت کی تمکینیت کا آفتاب عالم تاب تبسم ریز ہے، علوم وفنون کے کوہ گراں کی شخصیت کو اس دل پذیر ودل نشیں انداز میں متعارف

کروایا ہے۔ جو شخصیت کی شایان شان ہے۔ حبر العلم والادب حضور تاج الشریعہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم رسالہ مبارکہ کی عظمت ورفعت، اہمیت وافادیت اور اس کی تحقیقی و تنقیحی حیثیت کو علم وفن اور ادبی جواہر پارے کی طلعت بار کرنوں میں اجاگر کیا ہے جو خود ہی علوم وفنون کا گہوارہ نظر آتا ہے۔ امام المحدثین فاضل بریلوی قدس سرہ کا یہ رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل گنجینۂ علوم وفنون ہے سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب وار پانچوں فصل کے تحت اس بحر ہفت اقلیم سے غوطہ زنی فرما کر فوائد علمیہ کے لعل ومرجان کی خوشہ چینی کر کے نکالتے ہیں اور اس نفیس وبلیغ، نادر ونایاب اور قیمتی موتیوں کو اجمالی لڑی میں پرو کر ایک خوب صورت وحسین انداز میں بیان فرماتے ہیں جو آپ کے علمی وفنی کمال وادراک کی چاندنی کو بکھیر کر منصب فن کو عروس بہار بنا دیتا ہے رسالہ کی عربی عبارت کا بلیغ وسلیس ادبی کہکشاں کے جمال میں ترجمہ کرتے ہیں اور اس کا خلاصہ پیش فرماتے ہیں۔ اس سے متعلق آپ خود ہی رقم کرتے ہیں کہ ہمارا قصد بعونہ تعالیٰ یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفیسہ کا اجمالی بیان کر دیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ وخلاصہ پیش کریں۔ (تقدیم۔ص ۶)

فصل اول میں علم الفرائض کے باب تخارج اور اس کی مبادیات ومقتضیات پر بحث ہے۔ سلطان لوح وقلم، تاجدار علم وادب حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم نے اس فصل میں ۱۲ رفوائد علمیہ وافادات نفیسہ وجلیلہ کو اس احسن طریقے سے بیان فرمایا جس سے آپ کا علم الفرائض والمیراث پر کمال درک کا ادراک ہو جاتا ہے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا اس کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ آپ کو اس فن میں بھی عبور حاصل تھا۔ مولوی عبد الحی علیہ الرحمہ سے اس مسئلہ کو بیان کرنے میں جو چار غلطیوں کا صدور ہوا اس کی بھی نشان دہی فرما دی۔

فصل دوم میں شرح بسیط کی عبارت اور اس کے تحت آنے والے مسائل سے بحث ہے یعنی اخوات عینیہ اور اخوات علاقہ کے ساتھ جو عصبہ مع الغیر ہونے کا قاعدہ ہے وہ بنات وبنات الابن

میں منحصر ہے یا سفلیات کو بھی شامل ہے۔صاحب بسیط نے علم الفرائض کی کتب کی عبارت سے مغالطہ میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بنات الابن میں عمومیت کے قاعدہ کا خیال نہیں فرمایا اور سفلیات کو کالعدم قرار دے دیا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس پر شروح وبسط کے ساتھ کلام فرمایا جس سے شارح بسیط کی لغزش آشکار ہوگئی۔سرکار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس (۱۰) فوائد جلیلہ کی نشاندہی کی جو علم وادب کا شاہ کار ہے جس میں ان امور کا تذکرہ بھی فرمایا کہ کسی مسئلہ میں دو بار ثلثین جمع نہیں ہو سکتے۔تین ان اصول میں ہے جن میں کبھی عول نہیں آتا،اسی طرح دو چار آٹھ میں عول نہیں ہوتا۔

فصل سوم میں عورت کی زندگی میں وارث سے اس کے حصہ کے عوض کسی چیز پر صلح کر لینے کی بابت بحث ہے اس فصل میں منیر العلم والادب،مخدوم الکل سرکار تاج الشریعہ قدس سرہٗ نے دو فوائد علیہ کی نشاندہی فرمائی۔اس کے بعد عربی عبارت کا فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا۔اول و دوم اور سوئم کے ذریعہ صلح کی نوعیتوں کا ذکر فرمایا،اس میں کمال علم وفن کا جوت جگایا۔اس کے بعد مزید پانچ فوائد علیہ،نکت دقیقہ نافعہ کا تذکرہ کیا جو سرکار تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی جلالت علمیہ کو بھی آشکار کر رہا ہے۔

فصل چہارم میں مادر حقیقی کے علاوہ دیگر زوجات اب اور جدۂ حقیقیہ کے علاوہ دیگر زوجات جد کے میراث پانے یا نہ پانے سے متعلق بحث ہے۔شامخ العلم والادب حضور تاج الشریعہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنا وارضاہ نے ام اور جدہ کی وضاحت فرمائی اور اس بات کی صراحت کر دی کہ میراث میں معاملات میں دیگر زوجات اب وجد،ام اور جدہ میں اس کا میراث میں کوئی حصہ نہیں۔اس کے تحت چار افادات عالیہ کی نشاندہی فرما کر اس بات کا بھی انکشاف فرمادیا کہ ان چار نقشوں میں سے تین نقشے خود فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استخراج کردہ ہیں جس سے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی اجتہادی شان کو اجاگر فرمادیا۔اسی سے سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی عبقریت علمیہ بھی ہویدا ہے۔

فصل پنجم میں اول میت کے ترکہ اوراس کے تقسیم کار سے متعلق بحث ہے، دوم اس امر سے بحث ہے کہ حق وراثت تقادم زمانہ سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فصل میں بارہ (۱۲) فوائد نفیسہ وافادات جلیلہ کا تذکرہ فرمایا ساتھ ہی محقق علی الاطلاق امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خصوصیات علمیہ، تخریجات انیقہ، حوالجات وافرہ، استخراجی واستنباطی شان رفیعہ، تحقیقات بدیعہ، تنقیحات جمیلہ، دلائل کثیرہ اور استدلالات عظیمہ کے کمالات ومحاسن کو بھی اجاگر فرمایا اور اس کی کامل واکمل نشاندہی مختصر اور جامع لفظوں میں کردی۔اس تقدیم پر گہری نگاہ ڈالنے والوں کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ علوم وفنون کے شمس بازغہ حضور تاج الشریعہ قدس اسرارھم علوم اعلیٰ حضرت کے کامل امین ووارث ہیں اس کے ماسوا یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ادبی کمال، فنی جمال، لسانی محاسن، قلمی شباب، تحقیقی ملاحت، تنقیدی تمکینت، فکری بلاغت، استدلالی فصاحت، شیریں مقالی اور علم الفرائض والمیراث پر دسترس کا آفتاب عالمتاب خط استواء پر گامزن ہے اور علمی وفنی دیدہ وری وشناوری میں حضور والا کا کوئی جواب نہیں۔

تم نے فرحت صاف بالکل کردیا　　　علم کے سلطان تھے اختر رضا

حدیث افتراق امت سے متعلق حضرت علامہ رضوان احمد شریفی نے ایک مقالہ رقم کیا۔اس میں بہتر کے خلود فی النار کے مصداق ہونے پر دلائل قائم کیئے اور اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا کہ بہتر (۷۲) فرقہ جہنمی ہے۔جو حدیث میں وارد ہے اس سے مراد خلود فی النار ہے اور دخول فی النار کے قائلین کا دلائل کی روشنی میں رد کیا۔حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس پر تبصرہ فرمایا ہے، وہ مستقل مقالہ یا رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے حضور والا نے بھی دلائل وبراہین کی روشنی میں یہی ثابت فرمایا کہ اس حدیث کے مصداقین جو بہتر فرقہ یا ملّت آیا ہے اور جن سے متعلق کلھم فی

النار کا قول وارد ہے وہ سب کے سب خلود فی النار کے حامل ہیں دخول فی النار کا نہیں اور اس دعویٰ پر حکیم الامت، مسیحائے قوم وملت سرکار تاج الشریعہ نے دلائل و براہین کی ایک کائنات سجا کر مسکت انداز میں واضح وثابت کر دیا ہے کہ حدیث کی مراد خلود فی النار ہے۔ یہ مقالہ بھی علوم وفنون کا گنجینہ اور ادبی وتحقیقی مہ پارے کا گہوارہ ہے، جس کا مطالعہ قارئین کے فکر وشعور کو تابانیاں عطا کر دے گا۔ اس کے بعد قارئین کو حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کمالات وعروج کا انکشاف ہوگا اور انہیں اس بات کا معترف ہونا پڑے گا کہ ان کی جلالت علمی کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔

قمر العلوم والفنون حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفتیٔ اعظم عالم اسلام قدس سرہٗ سے متعلق جو خامہ فرسائی کی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے اپنا ہی نقشہ کھینچ دیا ہے اس مقالہ کو پڑھتے جائیے اور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی ذات وشخصیت کو دیکھتے جائیے۔ تو اس تحریر پر تنویر کی نورانیت میں حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دکھائی دیں گے ایک جگہ سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بڑا وہ ہے جس کی بڑائی نہ صرف عقیدت منداور اپنے تسلیم کریں بلکہ غیر بھی تسلیم کریں۔ (مفتیٔ اعظم علم وفن کے دریائے ذخار/ ص ۵۸)

زمانے کی نگاہوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جب شمس العلم والادب کا انتقال پر ملال ہوا تو اپنے بیگانے سب نے آپ کی بڑائی کا گن گایا، سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہر اعتبار سے مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کی تصویر پر تنویر اور اپنے مرشد گرامی کے عکس جمیل ہیں۔

اور صدر العلماء وصدر الشہداء کے عنوان سے جو مقالہ رقم فرمایا وہ بھی قابل دید ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ مقبولیت محض عطائے الٰہی ہے اور اس میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں۔ میری آنکھوں نے سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا عالم بارہا دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ جنازہ میں شرکت کے لئے جو مجمع اکٹھا ہوا تھا آج تک اتنا بڑا مجمع کسی کے جنازہ میں نہ دیکھا

گیا۔ مفتیٔ اعظم ہند اور تحسین ملّت علیہما الرحمۃ کی شخصیت کو جس ادبی کہکشاں کے جمالوں میں اجاگر فرمایا کہ وہ قابل دید ہے اور شہادت حکمی کے وقوع پر دلائل و براہین کے جو انبار لگائے ہیں اس سے آپ کی عبقریت جہات ستّہ سے منکشف ہے۔

مفتیٔ اعظم ہند کے جنازہ کی امامت سے متعلق بھی ایک تلخ حقیقت کا اظہار فرمایا ہے جو مبنی بر صداقت ہے۔ ان دونوں مقالات کا جائزہ لیں گے تو تمام کمالات و محاسن کا آفتاب عالم تاب خط نصف النہار پر جلوہ باریاں کرتا ہوا نظر آئے گا وہیں سرکار تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ اور سیرت پاکیزہ کے نقوش دکھائی دیں گے۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ نے جنازے میں کثرت ہجوم کو بھی عظمت و رفعت اور فضیلت تام کا باعث گردانا ہے، جس سے ان لوگوں کا سیاہ چہرہ سامنے آجاتا ہے جن لوگوں نے کثرت جنازہ کو باعث فضیلت ماننے کا انکار کیا تھا۔

تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند قدس سرہٗ نے اپریل ۲۰۱۸ کے پندرہواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں جو خطبۂ صدارت دیا وہ فقط خطبہ نہیں بلکہ مقتیان ذوی الاحترام کے لئے ایک رہنما اصول، دستور العمل اور مشعل ہدایت و ضابطہ دیا جو بھی رہتی دنیا تک اس دستور کو آئیڈیل بنا کر چلے گا وہ کبھی خطا اور ٹھوکریں نہیں کھائے گا اور نہ ہی فتنہ و فساد کا ذمہ دار قرار پائے گا۔ ہوائے نفس کی اتباع سے محفوظ و مامون رہے گا، اسی سال احقر کو بھی اس فقہی سیمینار کا ایک حصہ بنایا گیا جو سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی نگاہ رحمت اور محدث کبیر مدظلہ النورانی کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے۔

مفتی ابو یوسف صاحب زیدت معالیہ کی محبت و وکالت کا ثمرہ ہے، اور یہ خطبہ بھی ادب کا شہ کار ہے۔

عربی اور انگلش تحریرات و تقاریظ بھی آنکھیں نور بار کرتی ہیں، اس کی عبارتوں کی زیارت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت والا عربی النسل یا انگریزی النسل ہیں۔ یہ زبانیں حضور والا کی مادری زبانیں ہیں اس کے بعد مختلف اشخاص سے متعلق تقاریظ و پیش لفظ، کلمات خیر دیگر عنوانات سے قلمی نگارشات ہیں، مختصر مگر جامع کلمات پر مشتمل ہے۔ جن کے جلوؤں میں علوم و فنون کے ماہ تمام فخر

ازہر، غسال کعبہ، شیخ اکبر، مخدوم الکل، قاضی القضاۃ، تاج الاسلام والمسلمین، سید المحدثین والمفسرین، عماد الفقہاء والمتکلمین سیدنا وسندنا وشیخنا عارف باللہ مجدد وقت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری المعروف ازہری میاں بریلوی جانشین مفتیِ اعظم عالم اسلام نوّر اللہ مرقدہٗ کے علمی طمطراقیاں، فنی جاہ وجلال، ادبی شان وشوکت، فکری عروج وارتقاء، لسانی حسن وجمال، استدلالی دلکشی ودل پذیری بلکہ جملہ کمالات ومحاسن آفاقیت کا حامل نظر آتا ہے۔

جزئیات وکلیات دین کا   دلنشین جزدان تھے اختر رضا

لائق مبارکباد قابل صد آفرین وصد ستائش ہیں محب گرامی وقار برادرم دانش صاحب قادری رضوی زیدت معالیہ جنہوں نے منفرد قلمی نگارشات کو یکجا فرما کر اس کو علوم وفنون کا گلستان بنا دیا اور اپنے مرشد گرامی کی بارگاہ عالیہ میں لازوال خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اللہ عزوجل بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب گرامی کے گلزار آرزو اور چمن تمنا کو اس کارہائے نمایاں کے صدقے مرغزار ولالہ زار بنادے۔ شیخ اور شیخ الشیوخ کو فیوض وبرکات دائمہ کے نزول کا محور ومرکز بنا کر مقبولیت سے سرفراز فرمادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میری معلومات کے مطابق محب گرامی وقار ایک متحرک الفعال، جفاکش، علم دوست، مسلک حقہ کا بے باک سپاہی، رضویت کی صداقت وحقانیت کا ناشر، تاج الشریعہ کی محبت سے لبریز اور آفاقی فکر کا حامل ہے۔

پروردگار عالم مزید قوت وتابانی کے دولت لازوال سے بہرہ مند فرمادے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

خادم فخر ازہر دار الافتاء والقضاء

وسرپرست جماعت رضائے مصطفیٰ برانچ ہاسپیٹ کرناٹک۔ الہند

عکس دستی تحریر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

[illegible]

معائنہ: جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

عکس دستی تحریر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

[illegible]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

اپیل: جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

عکس دستی تحریر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

٧٨٦
٩٢

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم
وعلى آله وصحبه الكرام أجمعين أما بعد فقد أجزت
على بركة الله عز وجل وعلى حرمة سيدنا رسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وسلم بما أجازني
سيدي وسندي وذخري ليومي وغدي
مولانا الشيخ محمد مصطفى رضا خان المفتي
الأعظم رضي الله تعالى عنه بالرضا الشريف
لشرط الحيطة في العلم والعمل والله المسئول أن يوفقني
وإياه لما يحبه ويرضاه وصلى الله تعالى على
سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

الفقير إلى رحمة ربه الغني
محمد أختر رضا خان الأزهري القادري عفي عنه
ليلة ١٥ من رجب ١٤[illegible]هـ

سند اجازت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

(تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم)

رشحات قلم: نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

فاضل جامعہ ازہر۔ مصر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و الہ و صحبہ الکرام

و ابنہ الکریم الغوث الاعظم و حزبہ اجمعین۔

سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کے گنجینۂ جواہر کا ایک اور انمول موتی ہدیۂ ناظرین ہے۔ میری مراد رسالۂ مبارکہ "تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم" سے ہے جو اب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہوا تھا۔ رسالہ کیا ہے مسائل میراث میں اپنے نام کے بمصداق مشعل راہ ہدایت ہے جس سے نہ مبتدی کو بے نیازی نہ منتہی کو استغنا۔

ناظرین با تمکین رسالہ مبارکہ کو دیکھ کر خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ولی نعمت جدی الکریم سیدی وسندی وکنزی ومعتمدی لیومی وغدی امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم وآگہی کا کیسا آفتاب عالمتاب بنایا تھا کہ جس کے نور سے کتنے مسائل علمیہ مجلّیٰ اور اہل علم مستنیر اور جملہ عوام مستفیض ہوئے اور تصانیف مبارکہ سے ہر زمانے میں ہوتے رہیں گے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر تصنیف لطیف میں فوائد علمیہ کی بہتات ہوتی ہے اور اس میں رنگ تنقیح صاف جھلکتا ہے۔

ان کی یہ تصنیف بھی فوائد گراں قدر کا خزانہ اور تنقیح و تصحیح کا مجلیٰ آئینہ ہے۔ ہمارا قصد بعونہ تعالیٰ یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفیسہ کا اجمالی بیان کردیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ وخلاصہ پیش کریں۔ و اللہ المستعان و علیہ التکلان رسالہ مبارکہ پانچ فصول پر مشتمل ہے۔

فصل اول

اس فصل میں مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

ف ۱: تخارج کی تعریف جو یہ ہے کہ ورثہ باہم بتراضی (بہ رضامندی) صلح کرلیں کہ فلاں وارث فلاں شے لے کر جدا ہو جائے۔

ف ۲: اس کا حاصل یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ وارث کہ جدا ہو گیا سرے سے معدوم تھا۔

ف ۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ ترکہ میں جتنے سہام ورثہ کے لئے تھے ان میں سے اس وارث نے اپنے سہام پالئے اب باقی میں باقی وارثوں کے سہام رہ گئے تو واجب ہے کہ وہ باقی ان بقیہ کے سہام ہی پر تقسیم ہو۔ الخ

ف ۴: اس وارث کو معدوم محض جان کر ترکہ کی تقسیم "سراسر غلط اور بہ تصریح علماء کرام خلاف اجماع ہے۔"

ف ۵: تخارج کی تین صورتیں ہیں۔

ف ۶: پہلی صورت میں یعنی جبکہ وہ مال جو ایک وارث لے کر جدا ہو گیا اس کے اصل استحقاق سے کم نہ ہو۔ واجب ہے کہ جو کچھ اس کے حصہ کا باقی رہا (بقیہ) سب وارثوں کو پہنچے نہ کہ صرف ایک اس زیادت کا مالک ہو جائے۔ اور پہنچنا بھی ضرور ہے کہ حصہ رسد ہو یعنی ہر ایک کو اسی حساب سے بڑھے جو اصل ترکہ میں اس کا حق تھا۔ دوسری صورت میں جبکہ وہ شے جو ایک وارث لے کر جدا ہو گیا اس کے اصل استحقاق سے زیادہ ہو۔

ف ۷: تو واجب ہے کہ وہ زیادت ہر ایک کے حق سے حصہ رسد لے جائے نہ یہ کہ سارا بار ایک پر ڈال دیں۔ تیسری صورت میں یعنی جبکہ

ف ۸: مال ترکہ جو ایک وارث لے کر جدا ہو گیا اس کے حق کے برابر ہو۔ تخارج سے تقسیم میں کوئی

کمی بیشی نہ ہوگی۔ بلکہ بقیہ ورثاء کو مال اسی حساب سے پہنچے گا جو عدم تخارج کی حالت میں پہنچتا تخارج کا اثر صرف اس قدر ہوگا جو اعیان (اشیاء معینہ) کی تقسیم کا ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنا کامل حصہ بے کم وبیش پاتا ہے حصے کہ ہر شے میں مشاع (شامل وغیر معین تھے) جدا ہو جاتے ہیں۔۔

ف ۹: سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مسئلہ کا جو حکم ارشاد فرمایا اس میں ہر صورت پر یہ میزان عدل اپنی پوری استقامت پر رہے گی۔ پھر اسے مثالوں سے واضح فرمایا جو محتاج شرح نہیں اپنے فتویٰ مبارکہ کی کامل توضیح کے بعد حضرت مولانا عبدالحی علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کی اغلاط کو آشکار فرمایا چناں چہ فرماتے ہیں:

ف ۱۰: لیکن وہ طریقہ جو مولوی صاحب نے اختیار کیا اس پر کسی صورت میں ہرگز عدل کا نام ونشان نہ رہے گا۔"

اس جگہ مولوی عبدالحی صاحب علیہ الرحمہ کا مسئلہ مذکورہ میں جواب یاد کیجئے۔ ترکہ میت جوزیور ومکان وسامان جو (قیمتاً تین (۳) ہزار کا تھا) اور اکیس (۲۱) ہزار کے نوٹوں پر مشتمل تھا اور وارث تین۔ زوجہ لطیفن، بہن فاطمہ بیگم، بھتیجا۔ زوجہ کا اصل حصہ ۱/۴ تھا۔ یعنی چھ (۶) ہزار اسے پہنچتے تھے (مگر وہ ۱/۸ یعنی تین (۳) ہزار پر راضی ہوگئی اور تین (۳) ہزار اس نے چھوڑے اور بہن کا حصہ کل ترکہ کا نصف یعنی بارہ (۱۲) ہزار ہوا باقی بھتیجے کا) یہ وہی پہلی صورت تخارج کی ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فتویٰ میں ذکر فرمائی۔ باقی اکیس (۲۱) ہزار کو مولانا موصوف علیہ الرحمہ نے فاطمہ بیگم واسد علی میں نصف نصف بانٹ دیا اس پر ارشاد فرماتے ہیں:

ف ۱۱: چار سخت شناعتیں لازم آئیں۔

(۱) کہ تین (۳) ہزار کہ حق زوجہ سے چھوٹے تھے دونوں کو ملنا چاہیئے تھے بہن کو ایک حبہ نہ پہنچا۔

(۲) ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) اس کے اصل بارہ (۱۲) ہزار سے بھی کتر گئے یہ کس قصور کا جرمانہ تھا۔

(۳) بھتیجا تنہا اس زیادت کا مستحق نہ تھا حالانکہ صرف اس نے پائی۔

(۴) عورت نے تین (۳) ہی ہزار چھوڑے تھے بھتیجے کے چھ (۶) ہزار مل کر نو (۹) ہزار بنتے۔ حالانکہ اس نے ساڑھے دس ہزار (۱۰۵۰۰) پائے تو پندرہ سو (۱۵۰۰) کس کے گھر سے آئے۔ پھر فرماتے ہیں "دوسری صورت میں عورت کو اس کے حق سے چھ (۶) ہزار زیادہ پہنچ کر بقیہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) بالمناصفہ (نصفاً نصف) بٹے اور ویسی شناعتیں پیش آئیں۔ الخ

آخر میں ایک بحث عربی میں فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں ایک طریقہ اور ہے جس پر بعض علماء نے عمل فرمایا۔ میرے نزدیک وہ طریقہ ہمارے مسئلہ سے متعلق نہیں ہے اور اگر فرض کرلیا جائے تو اس پر فاطمہ بیگم کو تیرہ ہزار ایک سو پچیس (۱۳۱۲۵) اور اسد علی کو سات ہزار آٹھ سو پچاس (۷۸۵۰) ملیں گے۔ ہم نے اسے اختیار نہ کیا کہ عمل

ف ۱۲: اور فتویٰ قول راجح بالخصوص مذہب پر ہوتا ہے اور یہ طریقہ بھی مجیب لکھنوی کے فتویٰ کے موافق نہیں تو ان کا جواب قطعاً خلاف اجماع ہے۔

فصل دوم

اس فصل میں شرح بسیط کی ایک عبارت سے سوال ہے۔ شارح بسیط علیہ الرحمہ کو یہ خیال گزرا کہ اخوات عینیہ (حقیقی بہنیں) اور اخوات علاتیہ صرف بنات و بنات الابن (بیٹیوں اور پوتیوں) کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہوتی ہیں۔ اس کا منشا یہ تھا کہ عام کتابوں میں بنات الابن کے ساتھ ان سے نیچے درجہ کے بنات ابن الابن اور بنات ابن، ابن الابن کو ذکر نہ کیا چناں چہ شارح بسیط نے صاف لکھ دیا کہ: "اقتصر علی بنات الابن ولم یقل وان سفلن وکذا فی غیرہ من کتب الفرائض فدل ذالک علی انّ السفالۃ غیر معتبرۃ فی صیرورتھن عصبۃ۔" الخ

یعنی مصنف نے پوتیوں کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور ان سے نیچے درجے میں پوتے کی بیٹیوں اور پڑپوتے کی بیٹیوں کو ذکر نہ کیا اور ایسا ہی دوسری کتب فرائض میں کیا جس سے معلوم ہوا کہ اخوات کے عصبہ مع الغیر ہوتے ہیں، سفلیات کا اعتبار نہیں ہے اس کے جواب میں ابتداء فتویٰ

میں چند نفیس جملے ارشاد فرمائے جس سے شارح بسیط کی لغزش آشکار ہوگئی اور اشکال ایسا مندفع ہوا جیسے تھا ہی نہیں وہ جملے یہ ہیں:

ف ۱: بنت الابن حقیقۃ لغۃ یا عرفاً شائعاً بنت ابن الابن وغیرہا جملہ سفلیات کو متناول ہے۔

ف ۲: تصریح وان سفلت محض ایضاح وتاکید عموم ہے۔

ف ۳: تو عدم ذکر ہرگز عدم نہیں ہوسکتا ولہذا صدہا جگہ علماء نے وہاں کہ عموم یقیناً ہے لفظ سفول ذکر نہ فرمایا۔

ف ۴: بلکہ بعض جگہ صرف ذکر بنت پر اقتصار فرمایا۔حالانکہ بنات الابن وان سفلن قطعاً اس حکم میں داخل ہیں۔

چند عبارتوں سے اس کی مثالیں پیش فرمائیں جن میں سے بعض عبارات کا ترجمہ بطور فوائد ضمنیہ ہدیہ ناظرین کرنا مناسب تھا مگر بخوف تطویل ترک کیا جاتا ہے عبارتوں کے پیش فرمانے کے بعد پھر فرماتے ہیں۔

ف ۵: اگر کہیں سفلیات کا حکم عالیہ کے خلاف ہوتا فقط عدم ذکر سفول پر قناعت نہ فرماتے بلکہ واجب تھا کہ نفی سفلیات بالتصریح بتاتے۔

ف ۶: ہمیشہ جس طرح بنات (بیٹیاں) نہ ہوں تو بنات الابن (پوتیاں) ان کی جگہ ہیں اور بنات ابن الابن (پرپوتیاں) بنات الابن کی جگہ اور بنات ابن ابن الابن، بنات ابن ابن الابن کی جگہ، یہ ہیں چند فوائد ضمنیہ جو اردو عبارت میں معرض بیان میں آئے۔

ف ۷: بنتیَ ابن الابن کے لئے یہاں یقیناً ثلثین ہے۔

ف ۸: اخوات (بہنوں) کے پانچ حال ہیں۔ایک کو نصف، زائد کو ثلثان (دوتہائی) بھائی کے ساتھ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ بنات کے ساتھ عصوبت ابن واب وان سفل اوعلا (یعنی باپ، دادا، پردادا، وغیرہ بیٹا، پوتا اور پرپوتا وغیرہ) کے ساتھ سقوط۔

ف ۹: کسی مسئلہ میں دوبار ثلثین جمع نہیں ہوسکتے۔

ف ۱۰: تین ان اصول میں ہے جن میں کبھی عول نہیں آتا اسی طرح دو چار آٹھ میں عول نہیں ہوتا۔

فصل سوم

میں مورث کی زندگی میں وارث سے اس کے حصے کے عوض کسی چیز پر صلح کی بابت سوال ہے جس کا جواب باصواب یوں ارشاد ہوا۔

ف ۱: وارث سے اس کا حصہ میراث کی بابت جو صلح حیات مورث میں کی جائے تحقیق یہ ہے کہ باطل و بے اثر ہے اس سے وارث کا حق ارث اصلاً زائل نہیں ہوتا۔

ف ۲: ہاں اگر بعد موت اس پر رضامندی رہیں تو اب صحیح ہو جائے گی۔ پھر بہ زبان عربی ایک نفیس بحث فرمائی جو اس مسئلہ میں علماء کرام کے تین اقوال کی تفصیل اور قول اول کی تقدیم و ترجیح اور قول ثانی (یعنی حیات مورث میں وارث سے اس کا حصہ میراث کے عوض کسی چیز پر صلح ہو جانا) کے ابطال اور قول ثالث (یعنی حیات مورث میں وارث سے جو صلح ہوئی اس پر اگر سب ورثہ بعد موت مورث رضامند رہیں تو اس کا جائز ہونا) کے اختیار پر مشتمل ہے یہ بحث نفیس فل اسکیپ کے ڈیڑھ صفحہ میں پھیلی ہوئی ہے جس کا عطر و خلاصہ پہلے ہی دو جملوں میں بیان فرمادیا کہ وارث سے اس کے حصہ میراث کے بابت۔۔۔الخ۔

ہم بحمدہٖ تعالیٰ نفع عوام کے لئے اس کا ترجمہ یہاں پیش کرتے ہیں۔

فنقول قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفصیل مقام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں روایات تین قسم پر ہیں۔

اول: بطلان صلح مذکور اور اس کی دلیل واضح ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں اس لئے کہ وراثت مورث کی زندگی میں ثابت نہیں ہوتی تو جیسا وارث کے لئے حیات مورث میں کوئی حق ثابت ہی نہیں ہوا تو یہ صلح جو اس سے ہوئی ایک شے معدوم کے عوض ہوئی اور یہ باطل ہے۔ اور یہ امام محمد محرر مذہب حنفی کا صریح ارشاد ہے جامع الفصولین میں فرمایا کہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیر کبیر میں یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے کہ مریض اگر کسی وارث کو اپنے مال میں سے کچھ اس کے حصہ میراث کے

بدلے دے دے تو یہ باطل ہے۔ اھ

دوم: صلح مذکور کا جواز اور اس کے لئے کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اسی "جامع الفصولین" میں برترحف برائے "جامع الفتاویٰ" اس مسئلہ مذکور کے بعد یہ مسئلہ ذکر فرمایا کہ باپ نے اپنے ایک بیٹے کے لئے اس کے حصہ میراث کے بدلے کوئی مکان کر دیا اس شرط پر کہ اسے باپ کے مرنے کے بعد ترکہ میں سے کچھ نہ پہنچے گا بعض نے کہا جائز ہے اور اسی پر بعض نے فتویٰ دیا اور بعض نے کہا نا جائز ہے۔۔۔الخ، یہ مسئلہ فصل ۳۴ (چونتیس) کے آخر میں ذکر فرمایا۔

"اشباہ ونظائر" کے "کتاب الفرائض" میں فرمایا کہ: "شیخ عبدالقادر" نے "طبقات" میں "باب ہمزہ" میں "احمد" کے تحت فرمایا: "جرجانی" نے "خزانہ" میں کہا: وہ کہتے ہیں: "ابوالعباس ناطفی" نے فرمایا کہ: "میں نے اپنے بعض مشائخ رحمھم اللہ کے خط سے یہ تحریر دیکھی اگر کسی شخص نے اپنے کسی بیٹے کو اس کے حصہ میراث کے عوض مکان دیا اس شرط پر کہ اس کے بعد وہ ترکہ سے نہ پائے گا یہ جائز ہے۔ اسی پر "فقیہ ابوجعفر بن الیمانی" مصاحب "محمد بن شجاع بلخی" نے فتویٰ دیا اور اس فتویٰ کی حمایت "احمد بن ابی الحارث" کے اصحاب اور "ابوعمر" و "طبری" نے کی۔ اھ

"اشباہ ونظائر" کے حاشیہ "غمز العیون" میں فرمایا اس مسئلہ کی وجہ صحت غور طلب ہے کہ وہ غیر ظاہر ہے اھ

سوئم: صلح مذکور کا جواز جبکہ وارث☆ بعد موت مورث اس پر راضی ہو۔ "جامع الرموز" میں فرمایا: "خبردار ہو" "ناطفی" نے اپنے بعض مشائخ سے یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ مریض اگر کسی وارث کیلئے کوئی شے مثلاً مکان معین کر دے اس شرط پر کہ باقی ترکہ میں اسے حق نہ پہنچے جائز ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے جبکہ وارث مورث کے بعد اس پر راضی رہے تو میت کا معین کرنا ایسا ہوگا جیسے باقی ورثہ کا وارث کے ساتھ معین کرنا جیسا کہ جواہر میں ہے۔ اھ

یہ مسئلہ "ردالمحتار" کے "کتاب الوصیۃ" کے اوائل میں نقل فرمایا اور مزید دو قول گزشتہ "جامع الفصولین"

☆ (یہاں ایک قید واجب الملاحظہ فروگزاشت ہوگئی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام میں اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے جو آتی ہے فقہائے کرام کی عبارات پر ایسی تنبیہات اعلیٰ حضرت کا خاصہ ہیں۔) (ازھری غفرلہ)

کے نقل کیے، چناں چہ فرمایا کہ: بعض علماء نے فرمایا صلح مذکور (حیات مورث میں) جائز ہے اور اسی پر بعض نے فتویٰ دیا اور کہا گیا کہ ناجائز ہے اور اسی قول ثانی (یعنی صلح حین حیات مورث) کو "جامع الفصولین" میں بہ حوالہ "سیر کبیر" مقدم رکھا تھا۔ اس کے مقدم رکھنے کی حکایت کی طرف "ردالمحتار" میں اشارہ بھی نہ کیا۔

حالانکہ یہی قول اس باب میں معتمد ہے اس لیئے کہ صلح مذکور کا جواز اور اس پر بعض کا فتویٰ دینا جو "ردالمحتار" میں نقل فرمایا ہے اگر چہ اس کا مستند بعض مشائخ کی تحریر نہ سہی حالانکہ خط میں اشارہ سے بھی تنزل کا شبہ ہے چہ جائیکہ صریح عبارت ہے۔ اس لیئے کہ میرے نزدیک "علامہ حموی" کے "احکام کتابت" میں اس قول پر کہ خط مفتی پر اعتماد جائز ہے۔ (جس کا ماخذ علماء کا یہ قول ہے کہ مفتی کے اشارہ پر اعتماد جائز ہے تو کتابت پر بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا) اسے اخذ کرنے میں نظر ہے۔ اگر چہ دل جمنے اور غلطی سے امن کی صورت میں خط پر عمل کرنے کو ہم جائز کہتے ہیں اور اسی لیئے علماء نے کتب معروفہ متداولہ سے نقل کو بالاتفاق جائز رکھا۔ جیسا کہ "فتح القدیر" میں افادہ فرمایا تو اس سب سے قطع نظر یہ قول جواز "امام محمد" علیہ الرحمہ کے صریح فرمان کے ساتھ ایک ٹانگ پر بھی نہیں کھڑا ہوسکتا، مطلقاً قواعد مذہب کے ناموافق ہونا جدا بات ہے۔ ہاں جو جواہر میں ذکر فرمایا (یعنی صلح مذکور بعد موت مورث جائز ہوجائے گی جبکہ سب ورثہ۔۔۔الخ) اس قول جواز کا اچھا محمل ہے اور اسی سے یہ قول قرب تحقیق ہوجاتا ہے اور اضطراب و اختلاف دور اور دونوں قولوں میں تطبیق ہوجاتی ہے مگر میرے نزدیک موت کے بعد تمام ورثہ کی رضامندی ضروری ہے نہ کہ تنہا اسی وارث کی رضامندی کافی جس سے میت نے صلح کرلی تھی اس لیئے کہ تخارج وارثوں کے درمیان معاوضہ و مبادلہ ہے تو ان سب کی رضامندی ضروری ہے خصوصاً جب کہ ایک وارث کے لیئے جو معین کیا گیا ہو وہ اس کے حق سے زائد ہو اور شاید صاحب جواہر نے اس امر کو ملحوظ رکھا کہ ایک وارث کے لیئے اس کے حصہ کے بدلے کسی چیز کی تعین غالباً اس کے حق سے کم یا برابر پر ہوتی ہے اور اس میں کوئی بات باقی ورثہ کے ناراضگی کی نہیں تو اسی

لئے تنہا اسی وارث کی رضامندی کی شرط پر اکتفا فرمایا۔ اب اگر تم کہو کہ "امام محمد" محرر المذہب علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا کہ مریض اگر اپنے اموال معینہ میں سے ایک وارث کو اس کے حق کے بدلے کچھ دے دے تو یہ باطل ہے، بطلان حق وارث پر کیوں نہ محمول کیا جائے تو میں کہوں گا ہر گز نہیں اس لئے کہ وراثت جبری ہے کسی کے ساقط کئے ساقط نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے ثابت فرمایا اس کا ابطال کیسے جائز ہوگا؟ اور تخارج عقد مبادلہ ہے نہ کہ اسقاط اور مبادلہ حق کو ثابت کرتا ہے نہ کہ ساقط کرتا ہے تو اگر مریض کا فعل نافذ ہونے کے لئے صالح ہے تو یہ کہا جائے گا کہ جو اس نے کیا صحیح ہے اور حق ثابت ہے نہ یہ کہ باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ آگے یہ افادہ فرمایا کہ:

ف ۱: روپے کے حق سے روپوں پر تخارج قطعاً باطل ہے اگر چہ بعد موت مورث ہو" آگے بقیہ کلام سے یہ فوائد حاصل:

ف ۲: صلح و تخارج و مبادلہ کیلئے ضروری ہے کہ وارث کے ساتھ دوسرا وارث یا موصی لہٗ (میت نے جس کیلئے وصیت کی ہو) ہو بلکہ اس کا حاصل صرف اس قدر ہوگا کہ میراث سے میں نے اتنے روپے لے لئے باقی ترکہ سے مجھے تعلق نہیں یہ نہ کوئی عقد شرعی ہے نہ ایک مہمل وعدہ سے زائد کچھ معنی رکھتا ہے۔

ف ۳: وصیت ثلث سے زائد میں بے اجازت وارث نافذ نہ ہوگی۔

ف ۴: میت کی اجازت موصی کی حیات میں معتبر نہیں اگر چہ وارث نے صراحتاً اس وقت کہہ دیا ہو کہ میں نے ان وصیتوں کو نافذ کیا۔

ف ۵: مگر مریض کا وقف وغیرہ (وہ تصرف جو موصی کی زندگی ہی میں نافذ ہو اس کی موت پر موقوف نہ ہو) صحیح و نافذ ہے جبکہ وارث اسے جائز رکھے۔

فصل چہارم

اس فصل میں مادر حقیقی کے علاوہ دیگر زوجات اب اور جدۂ حقیقیہ کے علاوہ دیگر زوجاتِ جد کے میراث پانے نہ پانے کے بارے میں سوال ہوا۔ اور "درمختار" و "فرائض شریفی" کی عبارات

میں لفظ "فھا عداً او اکثر" سے پیدا ہونے والے شبہ کا ازالہ چاہا گیا۔ نیز تصحیح کی مثالوں میں دو، تین ام اور چار، چھ بلکہ پندرہ جدّات کے ذکر کی وجہ دریافت کی گئی ہے۔

حسب عادت کریمہ صرف تین سطر میں شافی جواب عطا ہوا اس کے بعد بعض امور بطور افادہ ارشاد ہوئے۔ جواب شافی یہ ہے: "کہ آدمی کی ام اور جدہ وہی ہیں جن کے بطن کی طرف یہ منتسب ہو وہ اس کی اصل یہ ان کی فرع ہو باقی زوجات اب وجد۔ ام وجدہ نہیں نہ ان کیلئے میراث سے کوئی حصہ تصحیح کی مثالوں میں دو تین ام عامہ کتب میں ایک دوسرے کی طرف مضاف مراد ہیں کہ دوسرے تیسرے درجہ کی جدۂ امیہ ہوئیں یعنی ام الام (نانی) اور ام ام الام (پرنانی) نہ یہ کہ اپنی دو تین ماں"

افادات عالیہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تعدد آباء و امہات کی دو نادر صورتیں ذکر فرمائیں۔

۲۔ تعدد امہات کی صورت میں سب ایک سدس یا ثلث میں جو کہ سہم مادر ہے شریک ہو جائیں گی۔

۳۔ جدہ واقعی متعدد ہوتی ہیں۔ جدہ اصل کی اصل ہوتی ہے آدمی کی اصلیں دو ہیں اب اور ام پھر ان دونوں اصلوں میں سے ہر ایک کی دو، دو اصلیں ہیں ان چار میں دو مرد ہیں، دو عورتیں، یہ دونوں عورتیں جدہ صحیحہ ہیں۔ اس طرح جدات کا عدد ہر درجہ میں مضاعف ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ بیسویں درجہ میں جدات کی تعداد دس لاکھ اڑتالیس ہزار پانچ سو چھہتر (۱۰۴۸۵۷۶) ہو جاتی ہے جن میں سے نصف ابویہ نصف امیہ ہوتی ہیں۔

۴۔ امیات میں کسی درجہ میں ایک سے زائد جدۂ صحیحہ نہیں۔

۵۔ ابویات ہر درجہ میں بہ شمار اس درجہ کے صحیحہ ہوں گی باقی ساقطہ مثلاً پانچویں میں پانچ، چھٹے میں چھ، ساتویں میں سات۔ علی ھذا القیاس۔

۶۔ صحیحہ اور فاسدہ کی شناخت کے لئے چار نقشے درج فرمائے جن سے مذکورہ بالا بیانات مع تعداد جدات بآسانی منکشف ہو جاتے ہیں ان چار نقشوں میں سے تین نقشے خود حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

کے استخراج کردہ ہیں۔

فصل پنجم

اس فصل میں پہلا سوال پیش ہوا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور اس نے ایک زوجہ تین بیٹیاں، تین پوتیاں اور دو حقیقی بھائی کے پوتے اور وارث چھوڑے اس کے ترکہ کو بعض علماء نے یوں تقسیم کیا کہ بھائی کے پوتوں کے سبب سے پوتیوں کو عصبہ بغیرہ مان کر ترکہ میں حصہ دے دیا۔ سائل نے رد المحتار اور شریفیہ کے حوالہ سے لکھا کہ بنات الابن (پوتیاں) جس طرح اپنے حقیقی بھائی سے عصبہ ہو جاتی ہیں اسی طرح اپنے چچازاد بھائی سے بھی عصبہ ہو جاتی ہیں اور سوال میں مذکور بھائی کے پوتے وہ میت کی پوتیوں کے چچازاد بھائی ہیں لہٰذا وہ ان سے عصبہ ہو جائیں گی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مسئلہ مذکورہ میں بنات الابن (پوتیاں) بنات بیٹیوں سے محجوب ہوں گی۔ میت کے بھائی کا پوتا انہیں عصبہ نہیں بنائے گا پھر اس پر دس دلائل بیان فرمائے جن سے مسئلہ خوب واضح ہو گیا اور دلیل عاشر کی تقریر سے وہ شبہ بھی بالکلیہ دفع ہو گیا جو "ردالمحتار" اور "شریفیہ" کی عبارات میں غلط فہمی سے پیدا ہو گیا تھا دلائل کا خلاصہ تطویل کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔

اور دوسرا مسئلہ اس امر سے متعلق ہے کہ حق وراثت تقادم زمان سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ سوال ایک صاحب سے ہوا انہوں نے جواب دیا کہ حق ارث تقادم زمان سے ساقط نہ ہوگا اور تائید جواب میں درمختار و ردالمحتار کی عبارتیں لکھ دیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان اسلام پندرہ سال گزرنے کے بعد اگر کسی دعویٰ کی سماعت سے منع فرمادے تو قاضی کو لازم ہے کہ اس مدت کے بعد دعویٰ نہ سنے اور اگر قاضی مدت مذکورہ کے بعد دعویٰ سن کر فیصلہ کرے گا تو نافذ نہ ہوگا سوائے وقف وارث اور عذر شرعی کی صورت کے یہ حکم ہر دعویٰ کا ہے جو مدت مذکورہ کے بعد کیا جائے پھر "ردالمحتار" سے بحوالہ "حامدیہ" یہ نقل کیا کہ صاحب "فتاویٰ حامدیہ" نے تین سوالوں کے جواب میں یہ

لکھا کہ: ''دعویٰ وراثت میں مسموع ہوگا اور درازیٔ مدت اس کی سماعت سے مانع نہ ہوگی''۔ اور پھر اسی ''ردالمحتار'' سے بحوالہ ''اشباہ'' وغیرہ یہ نقل کیا کہ: ''حق درازیٔ مدت سے ساقط نہیں ہوتا۔'' لہٰذا خود ''اشباہ'' میں فرمایا کہ: ''سلطان جب کہ اپنے قاضی کو مدت مذکورہ کے بعد سماعت دعویٰ سے منع فرمادے تو اس پر واجب ہے کہ مدعی کا دعویٰ خود سنے یا اس کے سماع کا حکم دے تاکہ اس کا حق ضائع نہ ہو۔'' پھر اس پر صاحب ''ردالمحتار'' نے فرمایا کہ: ''ظاہر یہ ہے کہ سلطان پر دعویٰ سننا یا سماعت کا حکم دینا اس وقت واجب ہوگا جبکہ مدعی کے دعویٰ میں فریب کے آثار ظاہر نہ ہوں۔'' ''درمختار'' و ''ردالمحتار'' کی پہلی عبارتوں سے بادی النظر میں یہ خیال ہوتا ہے کہ مدت مذکورہ گزر جانے کے بعد وقف وارث کے سوا کوئی دعویٰ قاضی نہ سنے گا۔ سوائے عذر شرعی کی صورت کے کہ وہ مستثنیٰ ہے مگر یہ تردد اپنی جگہ رہتا ہے کہ عذر شرعی نہ ہونے کی صورت میں وقف وارث کے دعوے بھی نامسموع ہوں۔ مگر درمختار کی عبارت ابہام سے خالی نہیں۔ بلکہ ردالمحتار میں جو ''فتاویٰ حامدیہ'' سے مطلقاً نقل کیا کہ دعوے وراثت کی سماعت سے درازیٔ مدت مانع نہ ہوگی اس سے یہ وہم اور قوت پکڑ جاتا ہے کہ مدت مذکورہ کے بعد دعوے وقف وارث میں عذر شرعی کی شرط نہیں بلا عذر شرعی بھی مسموع ہوگا۔ پھر اشباہ کا ارشاد کہ حق درازیٔ مدت سے ساقط نہیں ہوتا۔ عبارات سابقہ سے تعارض کا وہم پیدا کرتا ہے اس کے جواب کی طرف صاحب ردالمحتار اور خود مجیب نے اشارہ کر دیا کہ ایک مدت معینہ کے بعد دعویٰ کی عدم سماعت اس صورت میں ہے جب کہ مدعی پر آثار فریب ظاہر ہوں مگر اس سے عبارتوں میں ابہام اور وہم تعارض کا، کامل علاج ہوا نہ مسئلہ کا حق تنقیح ادا ہوا۔ اس کے لئے ماہر تنقیح مظہر فقیہ النفس سیدی الکریم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے قلم حق رقم کو جنبش ہوئی تو مسئلہ کے دو پہلو روشن ہوئے ایک نفس الامر جس کا حکم یہ ظاہر فرمایا کہ:

ف ا: کوئی حق ثابت جو کسی خاص وقت سے مقید نہ ہو درازیٔ مدت سے ساقط نہیں ہوتا خواہ وراثت ہو یا اور کوئی چیز۔

ف ۲: اس پر آیات واحادیث اور قیامت کے دن جزاوسزا کا عقیدہ اجماعیہ شاہد عدل ہیں یعنی اللہ کے نزدیک درازئ مدت سے حق ساقط ہوجاتا تو جزاوسزا اور بندوں میں باہم حقوق کا مطالبہ اور

ف ۳: ظالم ومظلوم میں نیکیوں اور بدیوں کا تبادلہ۔

ف ۴: اور مظلوم کی برائیاں ظالم کے سر ڈالنا کچھ نہ ہوتا کہ بندہ کا بندہ پر کوئی حق ہی نہ رہا۔ دوسرا دارالقضاء میں دعویٰ کی سماعت یہاں بھی محض مرور زمانہ کسی دعوئ وراثت یا غیر وراثت کے عدم سماعت میں دخل نہیں رکھتا۔ بلکہ عدم سماعت کی دووجہ ہیں۔ ایک یہ کہ حیلہ سازی وطمع فاسد کا سدباب کیا جائے یہ فقہائے کرام کا اجتہادی حکم ہے اور متون وشروح وفتاویٰ سب اس پر ناطق ہیں۔

ف ۵: اور اس باب میں وراثت وغیرہ یکساں ہیں۔

ف ۶: اور عند التحقیق یہ حکم کسی معینہ مدت سے محدود نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کے پاس ایک گھر ہے جس میں وہ تصرفات مالکانہ مدت دراز سے کررہا ہے اور عمرو بھی اسی شہر میں رہتا ہے اور وہ اس کے تصرف پر مطلع ہوکر بلاعذر شرعی مدعی نہیں ہوتا۔ حالانکہ دعویٰ کے موانع مفقود ہیں اور اس کے اسباب ومقتضیات موجود۔ اب عمرو اٹھ کر مدعی ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ گھر میرا ہے ہرگز نہ سنیں گے اگر چہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ گھر میرے باپ کی یا فلاں مورث کی میراث ہے کہ عمرو کا تصرف زید پر مطلع ہوکر بلاوجہ دعویٰ میں تاخیر کرنا اس کے مکر کی دلیل ہے اور اس امر کا قرینہ ہے کہ گھر زید کا ہے تو اس کا سکوت گویا ملک زید کا اقرار ہوا تو جیسے کہ اگر صراحتاً عمرو اقرار کرتا کہ گھر زید کا ہے پھر اپنے لئے بے وجہ مدعی ہوتا۔ دعویٰ نہ سنتے اسی طرح یہاں بھی نہ سنیں گے اور ظاہر ہے کہ اس جگہ وراثت وغیر وراثت کا حکم یکساں ہے ہاں اگر زید مقر ہو کہ یہ گھر عمرو کے مورث کی ملک تھا اور میں نے اس سے خریدا ہے تو دعویٰ کا رنگ دوسرا ہوجائے گا اور اب زید مدعی ہوگا اور عمرو مدعا علیہ لہٰذا اب زید کہ وہ مدت مدیدہ کے تصرفات اسے فائدہ نہ دیں گے بلکہ اپنے دعویٰ پر بینہ قائم کرنا ہوگا۔

ف ۷: دوسرا سبب عدم سماعت دعویٰ کا فرمان سلطان ہے۔

ف ۸: یہی وہ چیز ہے جس میں دعویٰ وراثت اور دوسری باتوں کے دعویٰ ایک دوسرے سے مختلف ہوجاتے ہیں اوراس میں راز یہ ہے کہ

ف ۹: قضاسلطان اسلام کا بخشا ہوا منصب ہے۔

ف ۱۰: جو زمان ومکان واشیاء واشخاص کی تخصیص کو قبول کرتا ہے لہٰذا سلطان اسلام قاضی کو جس دعویٰ کی سماعت سے ایک مدت کے بعد مثلاً پندرہ برس یا ایک ماہ یا دو تین روز منع فرمادے خاص اس دعویٰ کے حق میں قاضی معزول ہوگا اور اسے اس کی سماعت کا حق نہ پہنچے گا۔

ف ۱۱: مال یتیم وغائب اور وقف وارث وغیرہ میں کل یا بعض کا استثناء یہیں سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا جس زمانے کے سلطان نے قضا کو مطلق رکھا علماء نے بھی اسے مطلق رکھا اور جسے اس نے مقید کیا علماء نے بھی مقید فرمایا۔

ف ۱۲: اور یہاں بھی وراثت وغیر وراثت کا معاملہ یکساں ہے چناں چہ سلطان اگر خاص دعویٰ وراثت کی سماعت سے منع فرمادے تو وہی نامسموع ہوگا اور دوسرے دعوے مسموع ہوں گے کہ اسباب میں اختیار بدست شہریار ہے۔ بس اس سے مسئلہ کی تنقیح اور عبارتوں میں تطبیق حاصل آگے اسی مضمون کی عبارتوں سے تائید فرمائی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وانا الفقیر الیٰ رحمۃ ربہ الغنی محمد اختر رضا خاں القادری الازہری غفر لہٗ ولوالدیہ ولمن لہٗ حق علیہ بجاہ حبیبہ الامین المکین لدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحبہ الکرام وکل منتمی الیہ۔

مطبوعہ: تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم / از: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ / ناشر: ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی شریف

تبصرہ

برحدیثِ افتراقِ اُمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

و آلہٖ و صحبہ الکرام اجمعین و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

حدیثِ افتراقِ اُمت سے متعلق محبّ محترم حضرت مولانا رضوان احمد شریفی کے مضمون کا بیشتر حصہ میں سن چکا ہوں اور ہنوز سلسلۂ سماعت جاری ہے، مجھے موصوف سے اس بات میں پورا اتفاق ہے کہ بہتر (۷۲) فرقے جن کی پیشن گوئی حدیث میں کی گئی وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، حکم خلود فی النار سے سوائے اہلِ سنّت و جماعت کے کوئی ایسا فرقہ جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی اور جو بعینہٖ کفر کا مرتکب ہوا مستثنیٰ نہیں ہے۔ حدیث اپنے قرائن مقالیہ سے صاف بتا رہی ہے کہ صادق و مصدوق، دانائے غیوب، خدا کے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ غیب کی خبر دی کہ: ان کی امتِ اجابت میں سے کچھ لوگ کلمہ پڑھ کر یہود و نصاریٰ کی طرح انکارِ ضروریاتِ دین و تکذیبِ سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مرتکب ہو کر دین سے نکل جائیں گے، مرتد ہو جائیں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اس پر حدیثِ مذکور کے چند الفاظ صاف قرینہ ہیں۔ از اں جملہ صدرِ حدیث کا وہ جملہ جس سے حدیثِ افتراق شروع ہوئی ہے:

"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیأتین علی امّتی ما أتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منھم من أتی امّہ علانیۃ لکان فی امّتی من یصنع ذالک وانّ بنی اسرائیل تفرّقت علی ثنتین و سبعین ملّۃ و تفترق امّتی علی ثلث و سبعین ملّۃ کلھم فی النار الا ملّۃ واحدۃ قالوا: من ھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال: ما انا علیہ و اصحابی۔"

"لیأتینّ علی امّتی ما أتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل" یعنی میری امت پر ہلاکت خیز زمانہ آئے گا جس طرح بنی اسرائیل پر ایسا زمانہ آیا یا میری مخالفت میری امت پر مسلّط ہو

گی جس طرح بنی اسرائیل پر اپنے نبی کی مخالفت مسلّط ہوئی جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ چنانچہ ملا علی قاری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں: "فاعل لیأتینّ مقدر یدل علیہ سیاق الکلام والکاف منصوب عند الجمہور علی المصدر ای لیأتینّ علی امّتی زمان اتیانا مثل الاتیان علی بنی اسرائیل او لیأتینّ علی امّتی مخالفۃ لما انا علیہ مثل المخالفۃ الّتی اتت علی بنی اسرائیل حتیٰ اہلکتہم۔"

ہلاکت خیزی اور مسلّط ہونے کا معنیٰ لفظ "علیٰ" نے دیا ہے جو اس جگہ "لیأتین" کا صلہ ہے "علیٰ" استعلاء وغلبہ اور معنیٰ اضرار کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا ہم نے ترجمہ ان الفاظ سے کیا جو ابھی مذکور ہوئے، یہ اس کا خلاصہ ہے جو ملا علی قاری نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں فرمایا۔ جس کی عبارت مولانا رضوان صاحب نے اپنے مقالے میں درج کی، بخوفِ طوالت اعرابِ لفظی اور پوری عبارت ذکر کرنے سے ہم نے گریز کیا۔

دوسرا قرینہ خود اسی حدیث میں "حذو النعل بالنعل" ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے کہ مذکورہ فرقوں میں بنی اسرائیل سے ایسی مطابقت ہوگی جیسی ایک نعل دوسری نعل کے مطابق ہوتی ہے۔

تیسرا قرینہ خود یہ جملے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل بہتّر (۷۲) ملت ہو گئے اور میری امت تہتّر (۷۳) ملت پر متفرق ہوگی۔ اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ یہودی اکہتّر (۷۱) یا بہتّر (۷۲) فرقے ہو گئے، اور نصرانی اکہتّر (۷۱) یا بہتّر (۷۲) فرقے ہو گئے اور میری امت تہتّر (۷۳) فرقے ہو جائے گی۔

یہ جملے صاف بتا رہے ہیں کہ ان فرقوں میں کمالِ مشابہت وتمام مطابقت کمیت وکیفیت کے اعتبار سے ہوگی جس طرح یہود ونصاریٰ تحریف وتبدیل کے مرتکب ہو کر متعدد فرقے ہو گئے اور اس طرح ایک فرقے کے سوا جس نے تحریف وتبدیل نہ کی سب دین سے خارج ہوئے، اسی طرح میری امت میں بہتر (۷۲) فرقے ہوں گے جن کا حال تمام وکمال یہود ونصاریٰ کے عقائد کے

مطابق ہے۔

حدیث کا ایک ایک کلمہ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اِن کا حال اُن لوگوں سے مشابہ و مطابق ہوگا بہتر (۷۲) کے بہتر (۷۲) دوزخ میں رہیں گے اور ایک گروہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا وہ اہلِ سنت و جماعت ہیں جن کے عقائد حضور سرورِ عالم ﷺ کی خبر دے رہی ہے جو یہود و نصاریٰ کی طرح دین سے نکل جائیں گے انہی کے بارے میں یہ فرمایا۔ کلھم فی النار سب کے سب ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

یہ جملہ اخیرہ بھی ان لوگوں کے حق میں "خلود فی النار" کی تصریح ہے اور بجائے خود یہ مستقل قرینہ ہے کہ حدیث امتِ اجابت میں سے نکلنے والے ان فرقوں کی خبر دے رہی ہے، جن کے اعتقادات و اقوال بعینہٖ کفر ہوں گے اور وہ ان کے سبب مرتد ہو جائیں گے۔ کلھم فی النار "جملہ اسمیہ" ہے، جو مفید ثبوت و دوام و استمرار ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ ان فرقوں کے لئے یہ حکم ثابت و دائم و مستمر ہے۔ یہ کس پر پوشیدہ ہے کہ "فی النار" ظرفِ مستقر ہے جس میں عامل "کائنون" یا اس کے مناسب اس کے ہم معنیٰ کوئی لفظ ہے۔ خواہی نخواہی اس جگہ عامل ظرف "داخلون" مقدر ماننا قرائن حدیث کے خلاف اور عربیت سے بے گانہ ہے۔

یہاں ایک اور قرینہ خود نفس حدیث میں یہ کہ دوسری روایت میں فرقہ کے بجائے ملت فرمایا گیا، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حدیث یہ خبر دے رہی ہے کہ متفرق ہونے والے لوگ بہتر (۷۲) ملتوں پر متفرق ہوں گے، یہ ملتیں ملتِ اسلام سے جدا ہوں گی جیسا کہ حکم استثناء سے ظاہر ہے۔

اور اس طرح فی النار کو ظرفِ لغو قرار دینا قرائن حدیث کے خلاف ہے جو خلودِ فی النار پر دلالتِ ظاہرہ کر رہے ہیں اور یہ جملہ "کلھم فی النار" ان قرائن کا مزید مؤید ہے، ان جملہ قرائن سے صرفِ نظر بے قرینہ صارفہ و بلا عذر معنیٰ متبادر کو چھوڑنا زبردستی ہے۔

یہاں تک وہ قرائن بیان ہوئے جو خلود فی النار کے مقتضیٰ ہیں۔ اب دخول فی النار

سے مانع قرینہ لیجئے ،وہ یہ ہے کہ اگر دخولِ فی النار برخلاف اصل مقدر مانیں اور فی النار کو ظرفِ لغو قرار دیں اور ارتکاب حذف کریں تو بات نہیں بنتی ۔اس لئے کہ دخول فی النار فرقوں کے درمیان اور افرادِ اہل سنت کے درمیان مشترک ٹھہرے گا،اور حکم استثناء جو مستثنیٰ منہ کے لئے مستثنیٰ سے فرق وامتیاز پاتا ہے لغو قرار پائے گا۔اس کا یہ تدارک جو علامہ فرنگی محلی نے کیا کہ: ''فرقے من حیث الاعتقاد اور عصاۃ مومنین من حیث العمل داخل نار ہوں گے ،رافع اشتراک نہیں جیسا کہ ظاہر ہے ۔تو حکم استثناء ''خلود فی النار '' مقدر ہے ،بلفظِ دیگر جو تکذیب وانکار ضروریات دین کے مرتکب ہو کر مرتد بے دین ہو جائیں گے ۔

اسی معنیٰ کی تعیین ''وتفترق امّتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الّا ملّۃ واحدۃ، قالوا:من ھی یارسول اللہ؟قال:ماانا علیہ واصحابی'' سے ہوتی ہے ۔جس میں بہتر (۷۲) ملتوں سے ایک ملت کا استثناء فرمایا یعنی ان کی ملت جو اس دین پر ہوں جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں،جس کا صاف مطلب ہے کہ یہ ملتیں باطل ومخالف اسلام ہوں گی ۔ملّت حقّہ ایک ہوگی جس کا بیان ماانا علیہ واصحابی سے فرمایا۔یہاں سے ظاہر ہوا کہ حدیث کے یہ لفظ دوسری روایت میں ''فرقۃ'' کی تفسیر مراد ہیں،ملت کا اطلاق جس طرح دیانت پر ہوتا ہے اسی طرح اہل دیانت پر بھی آتا ہے اور حدیث میں ملّت سے مراد اہل ملّت ہیں اس پر قرینہ کلھم فی النار دوسرا قرینہ من ھی اور الّا ملّۃ واحدۃ ہے ۔قال الطیبی:''الّا ملّۃ واحدۃ'' ای اہل ملّۃ واحدۃ۔(۲۳۶/۱)

ان الفاظ حدیث نے،قرائن سے جو معنیٰ مستفاد ہوئے ان کو مزید مؤکد ومفسّر کردیا،بلکہ اگر کہا جائے کہ یہ الفاظِ حدیث اسی معنیٰ کو معین کررہے ہیں تو بے جانہ ہوگا،علامہ طیبی نے اسی معنیٰ کو مقدم فرمایا اور دوسرے معنیٰ کو بطور احتمال ذکر کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلا معنیٰ ان کا مختار ہے جس پرانہیں جزم ہے ۔دوسرا معنیٰ صرف بطور احتمال ذکر کرگئے جس پر انہیں جزم نہیں اسی لئے تو ''واذا حمل '' کہہ کر ذکر کیا،چناں چہ فرماتے ہیں :''الملّۃ فی الاصل ما شرع اللہ تعالیٰ

لعباده على السنة الانبياء وليتو صلوا به الى جوار الله ويستعمل فى جملة الشرائع دون احادها، ثم اتّسعت فاستعملت فى الملل الباطلة، فقيل :الكفر ملّة واحدة۔ ''والمعنى انهم يفترقون فرقاً يتديّن كلّ واحد منها بخلاف ما يتديّن به الاخرى، فسمّى طريقتهم ملّة مجازاً او اذا حمل الملّة على اهل القبلة فمعنى قوله ''كلهم النار'' انّهم متعرّضون لما يدخلهم النار من الافعال الردية، او المعنى انّهم يدخلونها بذنوبهم، ثم يخرج منها من لم يفض به بدعته الى الكفر برحمته۔'' (طیبی ا/ ۲۳۵،۲۳۶)

ترجمہ: ملّت اصل میں وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے انبیاء کی زبانوں پر مقرر فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی تک پہنچیں اور ان کا استعمال احکامِ شریعت کے مجموعہ میں ہوتا ہے آحاد میں نہیں، پھر اس میں وسعت ہوئی تو ملتّ کا استعمال باطل ملتوں کے لئے ہوا تو کہا گیا سارا کفر ایک ہی ملّت ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ وہ لوگ فرقوں میں بٹ جائیں گے اور ہر ایک فرقہ دوسرے کے برخلاف دین پر ہوگا، تو ان کے طریقے کو مجازاً ملّت کا نام دیا، اور اگر ملّت کو اہل قبلہ پر محمول کیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول ''کلھم فی النار'' کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ان افعال ردیہ کے درپے ہوں گے جو انہیں دوزخ میں داخل کریں گے، یا یہ معنی ہے کہ وہ دوزخ میں اپنے گناہوں کے ساتھ جائیں گے پھر اللہ کی رحمت سے وہ باہر آئیں گے جن کی بدعت نے انہیں کفر تک نہ پہنچایا۔ انتھی

علامہ طیبی کی عبارت جو ان الفاظ سے شروع ہوئی: ''والمعنى انهم يفترقون فرقاً يتديّن كل واحد منها بخلاف ما يتديّن به الأخرى'' سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فرقے عقائد میں دین اسلام کے مخالف ہوں گے اور خلاف اسلام عقائد باطلہ کو اپنا دین ٹھہرائیں گے، اسی لئے انہوں نے یتديّن سے تعبیر فرمایا، اس توجیہ کو مقدم فرمایا یہ قرینہ اختیار ہے۔ نیز یہ اس امر کا قرینہ ہے کہ ملّة سے یہی معنی متبادر ہے جس کی طرف ذہن سبقت کرتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ملّت بمعنی

دین حقیقت ہے جس کے لئے عند الاطلاق کوئی قرینہ درکار نہیں۔اس کے برخلاف ملّت بمعنی افعال ردیّہ مجاز ہے، جس کے لئے قرینہ درکار ہے اور یہاں متعدد قرائن ملّت کے حقیقی معنی پر موجود ہیں۔اسی لئے علامہ طیبی کی طرح دوسرے شارحین نے بھی اسی معنیٰ کو مقدم رکھا، علامہ طیبی کے کلام میں دوسرا قرینہ یہ ہے کہ جب دوسری توجیہ ذکر کی تو یوں فرمایا: ''واذا حمل الملّة علی اهل القبلة''۔الخ

یہاں افعال ردیّہ کا ذکر کیا جو پہلے معنیٰ کو بقرینہ مقابلہ موکّد کر رہا ہے اس لئے کہ افعال یہاں بمقابلہ عقائد باطلہ بولا گیا اور اہل قبلہ سے مراد وہ گنہ گار مسلمان ہیں جو اپنے افعال ردیّہ کے سبب فسق کے مرتکب ہوں گے، اور ایک مدت تک بمشیت الٰہی دوزخ میں رہیں گے اہل قبلہ کے مصداق وہ لوگ نہیں جو منافی اسلام عقیدہ رکھیں اگر چہ روبقبلہ ہو کر نماز پڑھیں اور بظاہر عبادت گذار و اطاعت شعار ہوں اس لئے کہ اہل قبلہ کا اطلاق عبادت میں فساق مؤمنین پر ان لوگوں کے مقابل جن کا ذکر بتدیّن کہہ کر فرمایا تو سیاق وسباق سے متعین ہے کہ اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھیں اور ان کے عقائد اسلامی ہوں وہ نہیں جو تکذیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وانکار ضروریات دین کے مرتکب ہوں۔

پھر علامہ طیبی کی مذکورہ دوسری توجیہ محل نظر ہے کہ خلاف ظاہر ہے بلکہ ملّت کے حقیقی معنیٰ جو خود ان کی عبارت سے اور سیاق وسباق کے تقابل سے واضح ہے اس نے ظاہر متبادر کو مرتبۂ مفسر میں رکھا اور مخالف اسلام امور باطلہ کو مراد ہونے کے لئے معین کر دیا ہے پھر اس حمل سے مانع وہی ہے جو گذرا کہ اس صورت میں دخول فی النار مشترک ٹھہرے گا اور حکم استثنا لغو قرار پائے گا۔لفظ امتی جس میں امت کی اضافت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی طرف کی، سے ظاہر ہے کہ یہ فرقے امت اجابت سے نکلیں گے، چنانچہ طیبی لکھتے ہیں: ''المراد بالامة من تجمعهم دائرة الدعوة من اهل القبلة لانه اضافهم الی نفسه'' (۱/۲۳۵)

دوسرا قرینہ خود علامہ طیبی کے ختم بحث پر یہ الفاظ ہیں: "ثم یخرج منها من لم یفض به بدعته الی الکفر برحمته"

اور یہ بھی احتمال ہے کہ امت سے مراد امت دعوت ہو مگر اول الذکر معنی ظاہر تر ہے اسی لئے طیبی نے اس کو مقدم فرمایا۔ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" ملا علی قاری میں: "قیل یحتمل امة الدعوة ویحتمل امة الاجابة والثانی هو الاظهر، ونقل الابهری ان المراد بالامة امة الاجابة عند الاکثر۔" (۱/۳۸۰) "ابہری" نے فرمایا کہ: "اکثر علماء کے نزدیک امت اجابت ہی مراد ہے۔"

تنبیہ: "ان کے طریقے کو مجازاً ملّت کا نام دیا" اس سے مراد مجاز متعارف ہے۔ جس پر قرینہ "طیبی" کا قول "اتسعت" (کہ اس میں وسعت ہوگئی) ہے اور مجاز متعارف بوجہ غلبۂ استعمال وتبادر حقیقت کے قبیل سے ہے "نامی شرح حسامی" میں ہے: "المجاز متعارف ای غالب الاستعمال من الحقیقة او اغلب منها فی الفهم من اللفظ" تو ہماری تقریر آئندہ اور کلام طیبی میں منافات نہیں۔

اور ملت سے مراد اصول دین کی مخالفت اور ضروریات دین کا انکار ہے جس پر قرینہ "ثم اتسعت فاستعملت فی الملل الباطله فقیل: الکفر ملّة واحدة" ہے، تو اس کا مآل عقیدے میں مخالفت اسلام ہے۔

"علامہ طیبی" سے زیادہ اختصار کے ساتھ علامہ جلال الدین دوانی نے حکماً صراحت کے ساتھ افادہ فرمایا کہ یہاں اعتقاد مخالف اسلام مراد ہے۔ اسی طرح "شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی" نے افادہ فرمایا جیسا کہ ہماری تقریر آئندہ سے ظاہر ہے چنانچہ "شرح جلالی" میں ہے: "کلّها فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد انه لو ارید الخلود فیها، فهو خلاف الاجماع فان المؤمنین لا یخلدون فی النار وان ارید به مجرد الدخول فیها فهو مشترک بین الفرق اذ ما من

فرقة الّا و بعضهم عصاة۔“

”شیخ محقق“ فرماتے ہیں: ”ہمہ ایشاں مستحق درآمدن دوزخ باشد بجہت سوء اعتقاد والّا بجہت عمل شاید کہ فرقہ ناجیہ نیز درآیند قول بآنکہ ذنوب فرقہ ناجیہ مطلق مغفور است سخن بے دلیل است۔“

”علامہ جلال الدین دوانی“ کی جامع ومختصر عبارت میں ادنیٰ تامل سے یہ خوب روشن ہے کہ پہلی توجیہ جو انھوں نے ان الفاظ سے کی: ”کلها فی النار من حیث الاعتقاد“ ہی متعین ہے اور دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں جس کو انہوں نے یہ کہہ کر مسترد فرمادیا: ”وان ارید مجرّد الدخول فیها فهو مشترک بین الفرق۔ الخ“

بحمدہٖ تعالیٰ یہ اسی معنی کی تصریح ہے جو ہم مفصل بیان کر آئے۔

علامہ دوانی کی عبارت میں اعتقاد سے ہرگونہ اعتقاد مراد نہیں بلکہ وہ اعتقاد مراد ہے جو ان فرقوں کو مستثنیٰ منہ سے ممتاز وجدا کردے جیسا کہ مقتضائے استثناء کہ مانع اشتراک ہے سے ظاہر ہے لہٰذا الف لام یہاں پر عہد کے لئے ہے اور معنی یہ ہے: ”کلهم فی النار“ من حیث الاعتقاد المُکفِر الموجب لخلودهم فی النار۔

مزید برآں ”علامہ دوانی“ کے کلام میں اس پر جداگانہ قرینہ مقالیہ ہے کہ خلود کے مقابل انہوں نے یہ فرمایا: ”وان ارید الدخول“ اور اپنی عبارت سے صاف بتایا کہ دخول فی النار مراد نہیں ہوسکتا کہ اس تقدیر پر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں قدرِ مشترک لازم آئے گی اور حکمِ استثناء کہ مستثنیٰ منہ کیلئے مستثنیٰ سے جدائی وامتیاز کا متقاضی ہے، لغو ٹھہرے گا کما مرّ۔ یہ قرینہ واضحہ اعتقاد مکفر کو متعین کررہا ہے۔

”علامہ دوانی“ کا جملہ مذکورہ سے متصل: ”فلا یرد انه لو ارید الخلود فیها فهو خلاف الاجماع“ فرمانا دفع دخل مقدر ہے اور اس سوال کا پیشگی جواب ہے کہ کلهم فی النار بظاہر خلافِ اجماع ہے۔ اس لئے کہ اس پر اجماع قائم ہے کہ مؤمنین ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے

من حیث الاعتقاد کی قید لگا کر اس دخل مقدر کو دفع فرمایا پھر اس پر یہ تفریع فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ جب حکمِ مذکور فی الحدیث اعتقاد مکفّر کی حیثیت سے ہے تو حدیث مؤمنین کے بارے میں نہیں بلکہ اہلِ کفر وارتداد کے بارے میں ہے، اور ان کے لئے خلود فی النار ہے، اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ اگر خلود مراد ہو تو یہ خلافِ اجماع ہے اس لئے کہ مؤمنین دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ "امام دوانی" کے قول میں "فا" تفریع کیلئے ہے، یا فائے فصیحہ ہے جو شرط مقدر کو ظاہر کر رہی ہے، اب تقدیر عبارت یہ ہوگی: "کلهم فی النار من حیث الاعتقاد المکفر و اذا کان الحکم المذکور فی الحدیث من حیث الاعتقاد المکفر فلا یرد۔ الخ"

اسی طرح "شیخ محقق" کی عبارت میں سوءِ اعتقاد سے اعتقادِ مکفر مراد ہونا متعین ہے، جس پر ان کی عبارت کے متأخر فقرے قرینہ واضحہ ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "ولا بجهت عمل شاید کہ فرقہ ناجیہ نیز در آیند" یہاں عقیدے کے مقابلے میں عمل ارشاد فرمایا اور اس جہت سے دخول فی النار فرقۂ ناجیہ و دیگر فرق میں مشترک ٹھہرایا۔ یہ دخول، خلود کے مقابل ہے، جو اصحاب کفر وارتداد کا خاصہ ہے بخلاف دخول کہ یہ عصاۃ مؤمنین کے لئے بھی بمشیت الٰہی ہوگا، پھر وہ اللہ کی رحمت سے دوزخ سے باہر آئیں گے۔

"ڈاکٹر اسید الحق" نے "امام جلال الدین دوانی" کی عبارت لکھ کر درج ذیل تبصرہ کیا ہے:

"ملا جلال الدین محقق دوانی نے بھی یہاں کلھا فی النار سے دخول فی النار مراد لینے کو ترجیح دی ہے۔ (ص ۵۲)

یہ دعویٰ محلِ منع میں ہے۔ "ملا جلال الدین دوانی" کی عبارت میں کونسا لفظ ایسا ہے جو اس پر دلالت کر رہا ہے کہ بقول اسید الحق: "ملا جلال الدین محقق دوانی نے بھی یہاں کلھا فی النار سے دخول فی النار مراد لینے کو ترجیح دی ہے۔"

من حیث الاعتقاد میں کونسا ایسا قرینہ ہے جو دخول فی النار کو متعین کر رہا ہے وہ قرینہ بتایا جائے خلود فی النار کس کے پیشِ نظر مراد نہیں ہوسکتا۔ دخول فی النار دونوں فرقوں میں فرق ہالکہ اور ناجیہ میں مشترک ہے، خواہ دخول من حیث الاعتقاد ہو یا من حیث العمل، اشتراک سے مفر نہیں اور استثناء مانع اشتراک و مقتضی امتیاز ہے۔ اس کے برخلاف قدر مشترک کہ دخول فی النار ہے اس امتیاز کی رافع ہے۔ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ فرق باطلہ اور فرقہ ناجیہ دونوں ناجی ہوں آخر مدت کے بعد عذاب سے نکالے جائیں اس کا مآل نجات ہی تو ہے جو دونوں میں اس طور پر مشترک قرار پاتا ہے۔

آنجہانی "اسید الحق" کہتے ہیں: "محقق دوانی نے من حیث الاعتقاد کی قید لگا کر جس اعتراض کا جواب دیا ہے" الخ۔ بتایا جائے کہ یہ قید کس قسم کی ہے، احترازی ہے تو اس سے کیا فائدہ برآمد ہوا کہ دخول فی النار دونوں میں مشترک اور رافع امتیاز ہے اور اس کا مآل وہی ہے جو ابھی گذرا کہ دونوں ناجی ٹھہرتے ہیں اگرچہ ایک مدت کے بعد، تو دونوں کا مآل ایک ہے اور قید احترازی امتیاز کی مقتضی ہے اور جب یہ قید احترازی نہیں تو پھر یہ کیسی قید ہے اور اسے قید کہنا کیوں کر درست؟ پھر اس تقدیر پر جب کہ اشتراک سے مفر نہیں تو اعتراض کا جواب کیسے ہوگیا اور ایراد کیسے دفع ہوگیا؟

اب یہیں سے کیا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ محقق دوانی کے یہ لفظ: "وان ارید الدخول فھو مشترک بین الفرق" خود اس بات کا قرینہ مقالیہ ہیں کہ حدیث عصاۃ مؤمنین کے بارے میں نہیں عام ازیں کہ وہ عاصی من حیث الاعتقاد ہوں یا عاصی من حیث العمل ہوں کہ اشتراک جس کے وہ لوازم فاسدہ جو مذکور ہوئے حدیث کے مفہوم کے یکسر رافع ہیں اور اس صورت میں حکم استثناء کہ مقتضی امتیاز ہے لغو ٹھہرتا ہے، اور ایراد مندفع نہیں ہوتا، تو مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی کا یہ کہنا: "وجہ عدم الورود" الخ۔ کیا وجہ صحت رکھتا ہے کہ اشتراک تو بہر حال باقی رہتا

ہے اور یہ اعتراض و ان ارید الدخول فھو مشترک بدستور قائم ہے۔

آگے آنجہانی "ڈاکٹر اسید الحق" نے "شاہ عبد العزیز محدث دہلوی" کی عبارت فتاویٰ عزیزیہ سے نقل کی ہے جو یوں ہے: "ایں شبہ شبہ قدیمہ است و علماء پنج شش جواب از یں شبہ نوشتہ اند کہ در شرح عقائد ملا جلال و حواشی آں مذکور و مسطور اند و منتخب اجوبہ مذکورہ سہ جواب است، جواب اول ارجح و اقویٰ است جواب محقق دوانی است کہ باختیار شق ثانی جواب دادہ اند۔" الخ

اس پر مجھے کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے کہ اس پر جو اشکال ہے وہ ضمن سوالات میں پہلے ہی ظاہر کیا گیا۔ یہ آنجہانی کی ذمہ داری تھی کہ توجیہ مدعیٰ و تنقیح عبارات مستدل بہا سے پہلے فارغ ہو لیتے، ہاں بطور معارضہ تحفہ اثناء عشریہ سے چند عبارات ضرور درج ہوتی ہیں چنانچہ "شاہ صاحب" مذکور فرماتے ہیں: "تکفیر و حکم بارتداد شیعہ بلا اختلاف منطبق ست بر حال غلاۃ و کیسانیہ و اسماعیلیہ اما زیدیہ و روافض کہ خود را امامیہ میگویند در تکفیر آنہا اختلاف است۔" (ص ۱۱)

اور اس پر سوال ہے کہ یہ فرقے جنہیں "شاہ صاحب" بالاتفاق کافر فرما رہے ہیں ان فرقوں کی خبر دی کہ نہیں۔

شق اول مختار ہے تو بتایا جائے کہ اب مجرد دخول فی النار بالمعنی المذکور کا یہاں کیا احتمال ہے اور کلھم فی النار کہ جملہ اسمیہ مفید دوام استمرار ہے کا مفاد کیا خلود فی النار نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

شق دوم اگر مختار ہے تو اس دعوے پر کیا دلیل ہے کہ یہ فرقے مراد نہیں؟ بلکہ وہ فرقے مراد ہیں جو گنہگار مسلمانوں کی طرح ہیں ایک مدت تک داخل دوزخ ہو کر بالآخر باہر آئیں گے یہی سوال "ڈاکٹر اُسید الحق" سے ان عبارتوں پر ہے جو انہوں نے مکتوبات اور شرح سفر السعادۃ سے درج کیں۔

اس کے متصل "شاہ صاحب" نے "زیدیہ" کے نو (۹) فرقے گنائے جن میں فرقہ اولیٰ زیدیہ صرف کے علاوہ باقی فرقوں میں تکفیر صحابہ قدرِ مشترک ہے اور متاخرین زیدیہ صرف کے اعتقاد میں موافق اہلِ سنت تھے سے معتزلہ و دیگر شیعوں سے گھال میل کے سبب اپنے مذہب میں تحریف

کے مرتکب ہوئے اور بہت دور جا پڑے، اور فرقہ یعقوبیہ رجعتِ اموات کا قائل ہے چنانچہ "تحفۂ اثناء عشریہ" میں ہے: "اول زیدیہ صرف کہ اصحاب زید بن علی بودند باوے بیعت کردند درخروج براولاد عبدالملک بن مروان واصولِ مذہب از وے آموختند بلکہ بعضے از فروع نیز از وے روایت کنند و تبرّا از صحابہ کبار جائز ندارند و نصوص متواترہ از زید بریں مدعا نقل نمایند و ہمہ را بہ نیکی یاد کنند و گویند کہ امامت حق مرتضیٰ بود و او خود برائے شیخین وذی النورین گزاشت و نیز گویند کہ بیعت خلفاء ثلاثہ خطا نبود زیرا کہ مرتضیٰ بآں راضی بود و معصوم بخطا و باطل راضی نشود و مذہب ایشاں موافق مذہب اہلِ سنّت بود در جمیع مسائل امامت الا در ہمیں قدر کہ ایشاں فاطمی بودن امام را شرط دانند و بہ تفویض او دیگری را امام قرار دہند و گویا اصل زیدیہ فرقہ ثانیہ است از شیعہ اولیٰ لیکن متاخرین ایشاں بسبب اختلاط با معتزلہ وشیعہ دیگر تحریف مذہب خود کردند و نہایت دور افتادند۔" (ص ۱۴)

"ہشتم یعقوبیہ: یارانِ یعقوب برجعت قائل اند و امامت ابوبکر وعمر را انکار کنند بلکہ بعضے از ایشاں تبرا نمایند۔" (ص ۱۵)

صحابہ پر تبرا اکثر فقہاء کے نزدیک کفر ہے اور رجعتِ اموات کا قول کفرِ اجماعی ہے۔ "ہندیہ" میں ہے: "الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما والعیاذ باللہ فھو کافر وان کان یفضّل علیا کرّم اللہ وجھہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ لا یکون کافرا الا انہ مبتدع: ولو قذف عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بالزنا کفر باللہ۔"

ویجب اکفارھم باکفار عثمان وعلی وطلحۃ وزبیر وعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ویجب اکفار الزیدیۃ کلھم فی قولھم انتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا وسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال الارواح الا لہ الی الائمۃ، وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر

و النھی الی ان یخرج الامام الباطن، و بقولھم انّ جبریل علیہ السلام غلط الوحی الی محمد ﷺ دون علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ و ھولاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامھم احکام المرتدین۔

(یعنی رافضی اگر شیخین کو دشنام دیتا ہے اور ان پر لعنت بھیجتا ہے والعیاذ باللہ تو وہ کافر ہے، اور اگر "حضرت علی" کرم اللہ تعالیٰ وجھہ کو "ابو بکر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہوگا ہاں وہ بدعتی ہے اور اگر "عائشہ صدیقہ" کو زنا کی تہمت لگاتا ہے تو اس نے اللہ سے کفر کیا۔

اور روافض کی تکفیر اس لئے واجب ہے کہ وہ "عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ" رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو کافر سمجھتے ہیں۔

اور تمام "زیدیہ" کو کافر جاننا واجب ہے اس لئے کہ وہ ایک نبی کے منتظر ہیں جو عجم سے مبعوث ہوگا اور ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کو نسخ کرے گا۔

اور رافضیوں کو کافر جاننا واجب ہے اس لئے کہ وہ دنیا میں مردوں کے واپس آنے کے قائل ہیں اور تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ اللہ کی روح ائمہ میں منتقل ہوگئی اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک امام باطن ظاہر ہوگا اور یہ کہ امر و نہی احکام شرع اس کے ظاہر ہونے تک معطل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ "جبریل" نے "علی" کو چھوڑ کر "محمد" ﷺ کے پاس وحی لانے میں غلطی کی۔ تو یہ قوم ملتِ اسلام سے خارج اور ان کے احکام مرتدین کے احکام ہیں۔

"ہندیہ" کی عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ روافض زمانہ سبّ شیخین و تکفیر صحابہ و قذف عائشہ و دیگر کفریاتِ قطعیہ کے قائل ہیں، لہٰذا روافضِ زمانہ بالعموم مدتِ دراز سے اجماعی کافر چلے آرہے ہیں۔

آگے چل کر "شاہ صاحب" علیہ الرحمۃ نے امامیہ کے فرقوں کی تفصیل فرمائی اور ان کے مختلف عقائد خلافِ اسلام شمار فرمائے جو یقیناً اجماعی کفر ہیں، کچھ فرقوں کو بالاتفاق کافر بتایا اور "اسماعیلیہ" کے چند فرقوں کو صراحۃً ملحد بتایا اور باقی کے وہ عقائد جو صراحۃً الحاد اور بے دینی ہیں،

گنوائے جیسے انکارِ معاد و بہشت و دوزخ اور قول برجعتِ اموات اور ظواہر نصوص پر عمل کو حرام جاننا، محرماتِ قطعیہ کی تحلیل، نماز وغیرہ کے معانی شرعیہ کا رد و ابطال اور "امام مہدی" کی نبوت کا دعویٰ اور بعض انبیاء کی نبوت کا انکار اور باری تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ ازل میں حیات وسمع وبصر وارادہ سے متصف نہ تھا اور اس کے لئے جسم و اعضاء ماننا اور اس کو صورتِ انسان پر جسم ماننا اور یہ کہ وہ عرش پر مستوی ہے اور ملائکہ اس کو اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ کوئی کام کرتا ہے پھر اس پر نادم ہوتا ہے اور یہ کہ عالم "محمد" ﷺ یا "علی" کا مخلوق ہے اور بہت سے ائمہ کے لئے خاصۂ الوہیت حی لایموت کا اعتقاد کرنا یعنی وہ زندہ ہیں انہیں موت نہ آئے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام عقائد کفریہ ہیں اور ان کے معتقدین اجماعی کافر ہیں اور یہ سب حدیث تفترق امتی کا مصداق ہیں، شاہ صاحب کی تصریح کے بموجب ان کے حق میں دخول فی النار نہیں ہوسکتا، ان کے لئے خلود متعین ہے۔

(دیکھو تحفۂ اثنا عشریہ۔ ص ۱۵ تا ۱۸)

واضح رہے کہ شاہ صاحب کی مذکورہ تفصیل جس میں انہوں نے روافض کے مختلف فرقوں کے وہ عقائد ذکر کئے جو اجماعاً کفر ہیں، ان کے پیشِ نظر اور خود شاہ صاحب کی فرقوں کے بارے میں سابق ولاحق تصریحات کے بموجب روافضِ زمانہ بالاتفاق کافر ہیں نیز سارے روافض قرآن کو ناقص مانتے ہیں جیسا کہ بلا اختلاف روافض کے مطاعن میں "شاہ صاحب" نے ذکر کیا تو اس وجہ سے بھی روافضِ زمانہ کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں اور جس طرح نقصانِ قرآن کا عقیدہ سارے رافضیوں میں مشترک ہے اسی طرح سارے رافضی "حضرت علی" کو "نبی آخر الزماں" کے سوا جملہ انبیاء ورسل سے افضل مانتے ہیں اسی لئے "شاہ صاحب" نے بلا استثناء جملہ روافض کا یہ قول نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: "کید چہل و چہارم آنکہ جناب امیر را تفضیل دہند بر سائر انبیاء ورسل غیر از جناب پیغمبر آخرین۔"

مقتضی اور مانع تمام قرائن حدیث کو پیشِ نظر رکھ کر بتایا جائے کہ حدیث میں اس احتمال کی گنجائش ہے بھی کہ نہیں کہ امتی سے وہ فرقے مراد ہیں جن کا مآل فرقۂ ناجیہ کی طرح بالآخر جنت میں

جانا ہے۔

اور اب وہ سوال پھر عود کرتا ہے کہ یہاں اشتراک سے یہ لازم آتا ہے کہ بحسب المآل دونوں گروہوں میں کوئی امتیازی جدائی نہ ہو کہ آخر ایک مدت تک جہنم میں رہ کر باہر آئیں گے اور جنت میں جائیں گے یہ یکسر سیاقِ حدیث کے خلاف اور حکمِ حدیث کا رافع ہے۔

"شرح سفر السعادۃ" کی مندرجہ عبارت پر اجمالی اشکال بصورتِ سوال گزشتہ نمبر میں گزرا، یہاں مندرجہ عبارت پر ہم سوال کرتے ہیں: "مراد بہ دخول نار ونجات از اں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقہ ناجیہ در نار بجزاے عمل نیز جائز است"۔

فرقہ کہ مشعر تفرق وجدائی وامتیاز ہے اور استثناء مذکور در حدیث کہ مقتضی عدم اشتراک واختصاص ہر یک از مستثنیٰ ومستثنیٰ منہ بحکم جداگانہ قاضی ہے کہ "شیخ محقق" کی عبارت میں اعتقاد سے مراد وہ اعتقاد ہو جو مختلف الجزاء ہے اس پر ان کی عبارت کا جملہ: "والا دخول فرقہ ناجیہ در نار بجزاے عمل نیز جائز است" قرینۂ مقالیہ ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ سوءِ اعتقاد کی وجہ سے ان فرقوں کی جزا دخولِ نار ہوگی۔ دوسری طرف فرقہ ناجیہ کے بدعمل فرقہ ناجیہ کے افراد کو ان کے عمل کی یہی جزا ان کے عمل کے سبب دی جائے گی، اس پر وہی سوال عود کرے گا کہ دخول فی النار دونوں کے درمیان مشترک ٹھہرے گا اور دونوں متحد الجزا ہوں گے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہ ہوگا اور فرق ضرور ہے جس کا اقتضاء یہ عبارت کرتی ہے اور وہی حدیث کا حکم ہے۔ وہ فرق کیا ہے سوائے اس کے کہ سوء اعتقاد جداگانہ از اعتقاد فرقہ ناجیہ جزا دخول موبد ہے اور بدعملی کی جزا دخولِ موقت ہے، اس کے بغیر اس صدرِ کلام کی تصحیح نہیں ہو سکتی اور تصحیح کلام ہر عاقل بالغ ضروری ہے اور الغا سے بچانا لازم ہے۔

"شیخ" کی عبارت بدرجہ اولیٰ اس کی مستحق ہے۔ اور جب بمقتضائے کلام شیخ کی صدر عبارت کا یہ محمل ٹھہرا تو اب جملہ مابعد: "ایں فرق ہمہ اہلِ قبلہ اند، وتکفیر آنہا مذہب اہل سنت وجماعت نہ، اگر چہ کفر بر آنہا لازم آمد" کی کیا گنجائش اور دونوں ایک ساتھ کیوں کر قابل استناد ہو سکتے ہیں کہ صدر عبارت

جملۂ مابعد سے متناقض ہے، کیا مستتید کی یہ ذمہ داری نہیں کہ استناد سے پہلے خوب غور کرلے کہ کونسا جملہ قابل استناد ہے اور کونسا نہیں۔

''شیخ محقق'' کے جملہ مابعد: ''ایں فرق ہمہ اہل قبلہ اند'' پر یہ سوال ہے کہ ''تحفہ اثناء عشریہ'' میں جو فرقے گنائے اور ان میں بعض کو بالاتفاق کافر فرمایا۔جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض دیگر فرق مذکورہ کی تکفیر متفق علیہ نہیں بلکہ وہ جمہور فقہاء کے طور پر کافر ہیں، کیا یہ تمام فرقے اہل قبلہ سے نہ نکلے؟ اور جن کی تکفیر جمہور فقہاء کے طور پر ہے کیا اس تکفیر کی نسبت یہ جملہ صادق ہے کہ: ''تکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ۔''

یونہی ''ملل ونحل'' میں بہت فرقے گنائے اگر سب کی تکفیر متفق علیہ ہے تو پہلا سوال عود کرتا ہے کہ کیا یہ اہل قبلہ نہ تھے، اور اگر بعض کی تکفیر مختلف فیہ ہے تو پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے اور مکفر اہل سنت سے نہیں یونہی ''آنجہانی'' کے لکڑ دادا ''سیف اللہ المسلول'' نے ''المعتقد المنتقد'' میں جن کی تکفیر کی۔ (دیکھو المعتقد۔ص ۱۰۸)

کیا یہ امت اجابت و اہل قبلہ میں سے نہ تھے یونہی ''المعتمد المستند'' میں جن فرقوں کا ذکر کیا ہے اور انہیں کافر قرار دیا اور ان کی تصدیق وتائید علمائے حرمین شریفین نے کی اور اس حکم میں موافقت کی چنانچہ سب نے ''المعتمد المستند'' میں مذکورہ فرقوں کو بالاتفاق کافر فرمایا اور ان کے متعلق یہ فرمایا: ''من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر'' کیا یہ فرقے کافر اصلی تھے اہل قبلہ نہ تھے؟ اور جب یہ سب اہل قبلہ تھے تو ان پر یہ حکم کہ: ''ایں فرق ہمہ اہل قبلہ اند و تکفیر آنہا۔الخ'' کیوں کر چسپاں ہوسکتا ہے؟ اب اس عبارت سے بغیر سوچ سمجھے استناد کا کیا حاصل ہے سوائے اس کے کہ ''آنجہانی'' ان سب کی تکفیر سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ان میں وہ بھی ہیں جن کو ان کے لکڑ دادا ''سیف اللہ المسلول'' نے کافر فرمایا تو اس استناد کا یہی تو حاصل ہے کہ پوتا لکڑ دادا کے خلاف آواز اُٹھا رہا ہے۔

''شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی'' کی عبارت سے ہم نے بھی استناد کیا ہے جو یوں ہے: ''ہمہ ایشاں مستحق درآمدن دوزخ باشند بجہت سوء اعتقاد والا بجہت عمل شاید کہ فرقہ ناجیہ نیز درآیند، قول بآنکہ ذنوب فرقہ ناجیہ مطلق مغفور است سخن بے دلیل است۔''

یہ عبارت ''ملا جلال الدین دوانی'' کے نہج پر ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور ہم پہلے ہی ان دونوں عبارتوں کی توجیہ کر آئے اور سوء اعتقاد کا مفاد بتا آئے مزید یہاں ہم وہی سوال دہراتے ہیں جو ''شرح سفر السعادۃ'' کی صدر عبارت پر ہم نے کیا ''سفر السعادۃ'' کی مندرجہ عبارت پر اجمالی اشکال (الی ان قل) تصحیح کلام ہر عاقل بالغ ضروری ہے اور الغا سے بچانا لازم ہے شیخ کی عبارت بدرجہ اولیٰ اس کی مستحق ہے۔ الخ۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ بمقتضائے تصحیح کلام جب یہ ضروری ٹھہرا کہ اعتقاد سے مراد وہ اعتقاد ہو جو فرقہ ناجیہ کے اعتقاد سے ممتاز و جدا ہے اور مختلف الجزا ہے تو ماننا پڑے گا کہ حدیث اپنے سیاق و سباق سے منادی ہے کہ یہ فرقے بالکلیہ فرقہ ناجیہ سے جدا ہوں گے اور ان کی جزا فرقہ ناجیہ سے بالکل مختلف ہوگی، وہ کیا ہے؟ وہ ہے دخول مؤبد بجزائے اعتقاد بد۔ اسی کو کلھم فی النار بتا رہا ہے یہی اس جملے کا مفاد ہے خواہ فی النار ظرف مستقر مانو یا ظرف لغو ٹھہراؤ اور داخل مؤبد مانو۔ کہ جملہ اسمیہ مفید ثبوت و دوام و استمرار ہے تو لاجرم داخلون کا معنیٰ داخلون ابداً ٹھہرے گا۔ اس کے لئے کسی امر خارجی کی حاجت نہیں کہ یہ اس ترکیب سے خود ظاہر ہے۔ اس کے برخلاف دخول مؤقت ہے، محتاج قرینہ صارفہ ہے، جہاں صارف متحقق ہوگا وہاں ظاہر سے عدول کی اجازت ہوگی۔ یہاں کون سا صارف ہے جس کی بناء پر ظاہر سے عدول کیا جائے اور خواہی نخواہی کیوں یہ ٹھہرایا جائے کہ حدیث ان فرقوں کے بارے میں جو اسلام سے خارج نہیں۔ حالانکہ ایک یہی قرینہ نہیں متعدد قرائن بتا رہے ہیں کہ حدیث مخالفانِ اسلام کے بارے میں ہے اور آخری قرینہ جو بارہا مذکور ہوا قرینۂ استثناء تو قاضی ہے کہ دخول مؤقت مراد نہیں ہوسکتا اور حدیث کے مصداق اہلِ ایمان نہیں۔

تقریرِ بالا کے پیشِ نظر شیخ محقق کی عبارت کی توجیہ اس کے سوا کیا ہوگی کہ یہ تمام فرقے مخالفِ اسلام عقیدے کی وجہ سے دوزخ میں جانے کے مستحق ہوں گے۔ یہ توجیہ حدیث کے سیاق وسباق کے موافق ہے جیسا کہ ظاہر ہے اب اس عبارت کو ''شرح سفر السعادۃ'' کے ان جملوں ''ایں فرق ہمہ اہل قبلہ اند'' سے ملا کر دیکھو اور بتاؤ دونوں میں تناقض ہے کہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے تو ''آنجہانی'' کی ذمہ داری نہ تھی کہ شیخ محقق کی اس عبارت کا کچھ تدارک کر لیتے۔ پھر ''شرح سفر السعادۃ'' کے جملوں سے سند لاتے؟ دونوں عبارتوں کو خوب دیکھ کر پھر بتاؤ کہ کونسی عبارت سے حدیث کی صحیح توجیہ ہوتی ہے۔ پھر بتایا جائے کہ عبارت وہ لی جائے گی جس سے حدیث کا مفہوم قائم رہے یا وہ عبارت لی جائے گی جس سے مفہوم یکسر اٹھ جائے تفرق وجدائی ثابت نہ ہو اور حکمِ استثناء لغو ٹھہرے۔

نیز ''آنجہانی'' سے سوال ہے کہ ''شرح سفر السعادۃ'' کی عبارت کا یہ فقرہ ''تکفیر آنہا مذہب اہل سنت وجماعت نہ'' مرتبہ روایت میں ''شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی'' اس کی نقل میں متفرد ہیں یا اس کے کچھ متابعات وشواہد ہیں؟ بر تقدیر ثانی وہ کیا ہیں؟ مذکور کیوں نہ ہوئے؟ اور اگر متفرد ہیں تو ''شیخ محقق'' اس کی روایت میں جملہ ثقات کے مخالف ہیں؟ یا تفرد مخالفت کے قبیل سے نہیں؟ بلکہ اگر چہ یہ ''شیخ'' کا قولِ صوری ہے مگر سب کا قول ضروری ہے، اگر مخالف ہیں تو جملہ ثقات کی مخالفت کیا موجب ضعف نہیں؟ نہیں تو کیسے نہیں؟ اور ہے تو پھر اس سے احتجاج واستناد چہ معنی دارد؟ اور اگر یہ مخالفت کے قبیل سے نہیں تو ضرور دوسروں کو مسلّم ہوگی۔ آنجہانی کو بتانا چاہئے تھا کہ یہ تفرد قادح صحت نہیں اور موجب مخالفت نہیں بلکہ عند الجمیع مقبول ومسلّم ہے اور جب ایسا نہیں اور ضرور ایسا نہیں جس پر ہمارے سوالات گزشتہ شاہد ہیں تو اس امر غیر مسلّم سے حجت لانے کی کس نے ٹھہرائی؟

پھر ''شرح سفر السعادۃ'' کی عبارت اور اس جیسی دوسری عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ جس صورت میں کفر لازم آتا ہے مفتی کو چاہئے کہ کلام کو اس پہلو پر رکھے جو مانع کفر ہو اور تکفیر سے زبان روکے، اب اگر قائل کی نیت وہی ہے جو مانع کفر ہے تو وہ مسلّم ہے ورنہ قائل کو اس کے خلاف مراد معنی پر

کلام کو ڈھالنے سے فائدہ نہ پہنچے گا یعنی وہ عنداللہ کافر ٹھہرے گا۔ اس لئے کہ اس نے وہ معنی مراد نہ لیا جو مانع کفر ہے۔ ''درمختار'' میں ''درر'' سے ہے: ''اذا کانت فی المسألۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لو نیّتہ ذلک فمسلّم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ۔''

''رد المحتار'' میں ہے: ''قولہ ''وجوہ'' ای احتمالات لما مرّ فی عبارۃ البحر عن التتار خانیۃ أنہ لا یکفر بالمحتمل قولہ: ''والا'' ای وان لم تکن لہ نیۃ ذلک الوجہ الذی یمنع الکفر بان اراد الوجہ المکفر او لم تکن لہ نیۃ اصلاً لم ینفعہ تاویل المفتی لکلامہ وحملہ ایّاہ علی المعنی الذی لا یکفر، کما لو شتم دین مسلم وحمل المفتی الدین علی الاخلاق الردیئۃ لنفی القتل عنہ فلا ینفعہ ذلک التاویل فیما بینہ وبین ربّہ تعالیٰ الّا اذا نواہ۔'' (۵/۳۶۸)

اس تقریر سے کھلا کہ ''کلّھم فی النار'' مجملاً ایسے فرقوں کے حق میں بھی بحیثیت مجموعی صادق ہے اگرچہ بعض افراد جنہوں نے بالفعل تاویل کی اور وجہ کفر مراد لی اس حکم سے خارج ہوں۔

اب ہم ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی ''مرقاۃ'' سے کچھ کلمات اخذ کرتے ہیں، ملا علی قاری ''حذوا لنعل بالنعل'' کی شرح میں فرماتے ہیں: ''حذو النعل استعارۃ فی التساوی ۔۔۔ای تلک المماثلۃ المذکور فی غایۃ المطابقۃ والموافقۃ۔''

نیز فرماتے ہیں: ''کلھم فی النار'' لانھم یتعرضون لما یدخلھم النار، فکفارھم مرتکبون ما ھو سبب فی دخولھا المؤبدۃ علیھم ومبتدعھم مستحقۃ لدخولھا الا ان یعفو اللہ عنھم۔'' (۱/۳۸۰)

ملا علی قاری نے صدر عبارت میں ان فرقِ باطلہ کو یہود کے مساوی اور بالکلیہ ان کے مماثل و موافق بتایا اور یہی حدیث کا مفاد ہے، اپنی تقریر سے ٹھہرایا، جیسا کہ ظاہر ہے، تو یہ ان کی تکفیر ہوئی جو

عندالاکثرامت اجابت واہلِ قبلہ سے نکلے، آخرمیں فکفار ھم مرتکبون ماھو سبب فی دخو لھا المؤبدۃعلیھم کہہ کراس معنیٰ کواور مؤکد کیااور یہ افادہ فرمایا کہ ان فرقوں میں کچھ کفار مستحق خلود فی النار ہیں اور کچھ اہلِ بدعت مستحق دخول ہیں، کیایہ ایک اورشاہداس امر کا نہیں کہ مدعیان اسلام میں جواعتقاد مکفر رکھیں ان برائے نام اہلِ قبلہ کی تکفیر مذہب اہلِ سنّت وجماعت کامذہب ہے:

"المعتزله قالوا: کلامه اصوات وحروف یخلقها فی غیره کا للوح المحفوظ، وجبریل، والرسول، وهو حادث عندهم۔"(المعتقد المنتقد:۶۰)

منکر اصل الکلام کافر لثبوته بالکتاب والاجماع وکذا منکر قدمه ان اراد المعنی القائم بذاته تعالیٰ واتفق السلف علی منع ان یقال القرآن مخلوق وان ارید به اللفظی والاختلاف فی التکفیر کما قیل۔(۶۱)

مسألة: صفات الله تعالیٰ فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة اووقف فیها بان لا یحکم بانها قدیمة او حادثة او شک فیها او تردد فی هذه المسألة ونحوها فهو کافر بالله تعالیٰ۔(ص ۶۷)

ترجمہ: معتزلہ نے کہا کہ کلام باری حروف وآواز ہے جسے اللہ اپنے ماسوامیں پیدافرماتاہے جیساکہ لوحِ محفوظ، جبریل اوررسول ﷺ اورکلام باری معتزلہ کے نزدیک حادث ہے۔

اصل کلام کامنکر کافر ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت کتاب اوراجماعِ مسلمین سے ہے اور یوں ہی کلامِ الٰہی کے قدیم ہونے کامنکر بھی کافر ہے جب کہ معنیٰ قائم بذاتہٖ تعالیٰ مراد لے، اورسلف کااس امر کی ممانعت پراتفاق ہے کہ یہ کہا جائے قرآن مخلوق ہے اگرچہ کلام سے مراد کلامِ لفظی ہواورتکفیر میں اختلاف ہے جیساکہ کہا گیا۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی صفات ازل میں نہ حادث ہیں نہ مخلوق، تو جو یہ کہے کہ وہ مخلوق ہیں یا محدث ہیں یا ان میں توقف کرے بایں طورکہ نہ یہ حکم لگائے کہ وہ قدیم ہیں اورنہ یہ حکم کرے کہ وہ حادث ہیں یاان

کے بارے میں شک کرے یا اس مسئلہ میں اور اس کے مثل میں تردد کرے تو وہ کافر باللہ ہے۔

اب میں ''شرح سفر السعادۃ'' کی منقولہ عبارت کے مقابل ''شیخ ابن حجر مکی'' کی عبارت درج کروں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کفری کلمہ بولنے والا حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور شافعیہ کے نزدیک بھی جبکہ لفظ کفری معنی میں ظاہر ہو تو ظہورِ لفظ کے ساتھ نیت کی حاجت نہیں جیسا کہ فروعِ کثیرہ سے ظاہر ہے اور اگر تاویل کرے قبول کی جائے گی۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہم اس معنی پر عمل کریں گے جس پر لفظ صراحۃً دلالت کرتا ہے اور قائل سے کہیں گے کہ جب تو نے مطلق بولا اور تاویل نہ کی تو کافر ہو گیا اگرچہ تو نے اس معنی کا قصد نہ کیا ہو اس لئے کہ ہم ظاہر کے اعتبار سے حکمِ کفر لگاتے ہیں، اور لفظ اگر چند معانی کو محتمل ہو اور بعض میں ظاہر تر ہو تو اسی ظاہر پر محمول ہو گا یونہی اگر معانی محتملہ برابر ہوں اور ایک معنی کے لئے امر مرجح ہو اور مراد لیا یا نہیں، ہمیں اس سے سروکار نہیں۔

چنانچہ ''اعلام'' میں فرماتے ہیں: ''الذی یتحرر انہ بالنسبۃ لقواعد الحنفیۃ والمالکیۃ وتشدید انھم یکفر عندھم مطلقاً واما بالنسبۃ لقواعدنا وما عرف من کلام ائمتنا فاللفظ ظاھر فی الکفر عند ظھور اللفظ فیہ لا یحتاج الی نیتہ کما علم من فروع کثیرۃ وان اول قبل منہ۔''

نیز فرماتے ہیں: ''عملنا بما دل علیہ لفظۃ صریحاً وقلنا لہ انت حیث اطلقت ھذا اللفظ ولم تؤول کنت کافرا وان کنت لم تقصد ذلک لانا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاھر وقصدک وعدمہ انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار الباطن فاللفظ اذا کان محتملاً لمعان فان کان فی بعضھا اظھر حمل علیہ وکذا ان استوت ووجد لاحدھا مرجح والارادۃ وعدمھا لا شغل لنا بھا۔''

''اسید الحق'' تو آنجہانی ہو گئے ہر سوال کی طرح یہ سوال بھی حقیقۃً ان کے ہم نواؤں، مدح سراؤں

سے ہے کہ ''شرح سفر السعادۃ'' کی عبارت علامہ ابن حجر کی عبارت کے صریح منافی ہے اور ''علامہ ابن حجر'' کی عبارت شرح سفر السعادۃ کی عبارت کی قطعاً نافی ہے ترجیح کسے ہے اور واقعہ کیا ہے؟

اب کہو! ترجیح کی کیا حاجت؟ دونوں عبارتوں کو ملانے سے ایک بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ کفر دو قسم ہے مختلف فیہ، اسے ''کفرفقہی ولزومی'' بھی کہتے ہیں اس کا پتہ شیخ ابن حجر کی عبارت نے دیا۔ دوسرا متفق علیہ، اسے ''کفر کلامی وکفر التزامی'' بھی کہتے ہیں ۔یہ دوسری قسم قرینۂ اختلاف سے معلوم ہوئی ۔نیز شیخ کی عبارت میں اتنی بات کا افادہ زیادہ ہے کہ ''تکفیر آنہا'' مگر یہ خلافِ واقعہ ہے کہ کفرِ فقہی پر تکفیر کرنے والے فقہاء ہیں جو یقیناً اہلِ سنت و جماعت ہیں ۔اس کے پیشِ نظر یہ بہت مستبعد ہے کہ اہلِ سنت کے مسلم الثبوت امام شیخ محقق علام سے ایسی عبارت صادر ہو لہٰذا یہ عبارت جوں کی توں قابلِ تسلیم نہیں ۔تصحیح کلام کے لئے ضرور ماننا پڑے گا کہ اہلِ سنت سے پہلے کوئی لفظ چھوٹ گیا ہے اور حق عبارت یہ ہے ''تکفیر آنہا مذہب متکلمین اہلِ سنت و جماعت نہ'' اور اہلِ سنت و جماعت کی قید اتفاقی ہے ۔اب دونوں عبارتوں کو ملا کر یہ مفہوم حاصل ہوا کہ فقہاء ظاہر لفظ پر نظر رکھتے ہیں اور تکفیر فرماتے ہیں، اور احتمالات سے انہیں سروکار نہیں اور متکلمین جب احتمال منتفی ہو اور لفظ کفری معنی میں متعین ہو تکفیر کرتے ہیں ۔پہلی قسم ''مختلف فیہ'' ہے، دوسری ''متفق علیہ'' ہے، اور متکلمین فقہاء کے طور پر نہیں فرماتے اگر چہ کفر لازم آئے ۔اسی معنیٰ کو ''شیخ'' نے ''اگر چہ کفر لازم آئے'' کہہ کر ادا کیا، اور اس طرح مذہبِ متکلمین کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ یہ ہے کہ متکلمین جب تک احتمال قائم ہو تکفیر نہیں کرتے، بلکہ اس وقت تکفیر کرتے ہیں جب کلام بعینہٖ کفر ہو یعنی معنیٰ کفری متعین ہو، ہماری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''شیخ'' کی عبارت واقع کے مطابق ہے بشرطیکہ عبارت یوں قرار دی جائے کہ: ''متکلمین مذہب اہلِ سنت ۔۔الخ''

قرائن حدیث سے جو یہود سے فرقوں کی مشابہت بتارہے ہیں اور جو اس سے مانع ہیں کیا حدیث کو اہلِ اسلام کے فرقِ مبتدعہ پر محمول کیا جائے جن کی تفصیل گزری، اگر ان سے قطع نظر بھی کر
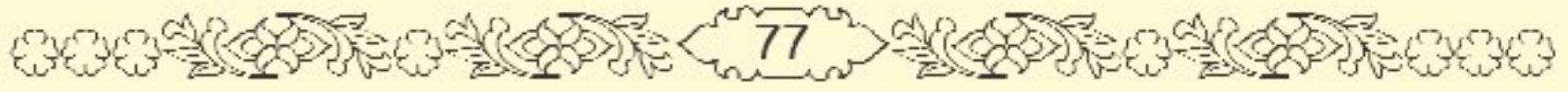
لیں اور ''طیبی''، ''ملا علی قاری''، ''تحفہ اثناء عشریہ'' سب سے صرفِ نظر کر کے یہ مان لیں کہ فرقوں سے بالاتفاق یہی فرقِ مبتدعہ مراد ہیں، تو ان عبارتوں کو آج کے دور میں جبکہ متعدد فرقے بعینہٖ کفر کے مرتکب ہیں، انکارِ ضروریاتِ دین ان کا شیوہ ہے مطلق بلاتفصیل ان تمام عبارتوں سے استناد کا اور کیا حاصل ہے، کہ صلح کلیت کو ہوا دی جائے اور کفر و اسلام کا امتیاز مٹ جائے، سارے ظاہری کلمہ گو مسلمان ٹھہریں اگرچہ انکارِ ضروریاتِ دین کر کے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں، حاشا وکلا ''مجدد الف ثانی'' کے یہ کلمات اس کو صاف رد کر رہے ہیں کہ فرماتے ہیں:: ''چوں ایں فرق مبتدع اہلِ قبلہ اند در تکفیر آنہا جرات نباید نمود تا زمانیکہ انکارِ ضروریاتِ دینیہ نمایند ورد متواترات احکام شرعیہ کنند، وقبول ''ما علم مجیئہ من الدین بالضرورۃ'' نکنند، علماء فرمودند اگر نود و نہ وجہ کفر دائر شود و یک وجہ اسلام یافتہ شود تصحیح این وجہ باید نمود و حکم بکفر نباید کرد تا زمانیکہ انکارِ ضروریات ۔۔۔ الخ'' دیکھ کر بتاؤ کہ وہابی دیوبندی رافضی اور متعدد ایسے فرقے جو انکارِ ضروریاتِ دین وردِ شرعِ مبین کرتے اور جو بعینہٖ کفر بکتے ہیں، کیا یہ عبارت اس مطلق دعوے پر بطور دلیل پیش کرنے کے قابل ہے جو شروع سے کیا، کہ فلاں فلاں نے دخول فی النار مراد لینے کو ترجیح دی ہے، اگر یہ عبارت مدعی کے نزدیک آج کل کے فرقوں پر چسپاں نہیں پھر کیوں اسے مطلق دعوے کی دلیل میں ذکر کیا اور تفسیر کیوں نہ کی؟

آگے ''اسید الحق'' لکھتے ہیں: ''امام ابو المظفر الاسفرائنی'' (متوفی ۴۷۱ھ) جن کا شمار اشاعرہ کے طبقۂ رابعہ میں ہوتا ہے انہوں نے بھی اسی موقف کو اختیار کیا ہے کہ یہ ۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے، اپنی مشہور کتاب ''التبصیر فی الدین و تمییز الفرقۃ الناجیہ عن الفرق الھالکین'' میں انہوں نے ان ۷۲ فرقوں پر کلام کیا ہے، پھر ۱۳واں باب ان فرقوں کے بیان کے لئے خاص کیا ہے جو ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں فرماتے ہیں: ''الباب الثالث عشر فی بیان فرق اھل البدع الذین ینتسبون الیٰ الاسلام ولا یعدون فی زمرۃ المسلمین ولا یکونون من جملہ الاثنتین و السبعین۔'' (۷۰)

(تیرھواں باب ان مبتدع فرقوں کے بیان میں جو خود کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ ان کا شمار مسلمانوں کے زمرے میں نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ من جملہ ان ۷۲ فرقوں میں سے ہیں۔)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام اسفرائنی کے نزدیک وہ ۷۲ فرقے جن کو حدیث میں دوزخی یا الھالکۃ کہا گیا ہے وہ زمرۂ مسلمین میں سے شمار کئے جائیں گے۔ اس باب میں ''امام اسفرائنی'' نے ''سبائیہ'' جیسے فرقوں کا ذکر کیا ہے جو بالاجماع کافر ہیں، لہٰذا وہ ان ۷۲ میں شامل ہی نہیں ہیں۔ انتھیٰ

ہم پوچھتے ہیں کہ ''امام اسفرائنی'' کے ''الباب الثانی عشر'' سے وہ کلام یہاں کیوں نہ درج ہوا جس کا نتیجہ بقول اسید الحق یہ ہے: ''کہ یہ ۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے۔''

حدیث میں اس پر کیا قرینہ ہے کہ: ''یہ ۷۲ فرقے۔۔۔الخ'' وہ ذکر کیوں نہ ہوا کہ اس پر نظر کی جاتی، ایک طرف حدیث کا یہ مفاد ٹھہرانا کہ: ''یہ ۷۲ فرقے۔۔۔الخ'' اور دوسری طرف مفہوم استثناء کو مقرر رکھنا جو صاف منادی ہے کہ ایک فرقہ ناجی ہے ۷۲ ہالک و دوزخی ہیں جیسا کہ خود ''اسید الحق'' کی عبارت کے آخری فقرے سے ظاہر ہے، اب اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو اب حدیث کا مفاد یہ ٹھہرتا ہے کہ نہیں کہ یہ فرقے نظر بہ استثناء غیر ناجی ہیں اور نظر بہ مفاد مزعوم ناجی بھی ہیں کیا یہ جمع بین النقیضین نہیں؟

اسی جگہ ''اسید الحق'' لکھتے ہیں: ''اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام اسفرائنی کے نزدیک۔۔۔الخ''

ہم پوچھتے ہیں کہ کس سے صاف ظاہر ہے، وہ کون سی دلیل ہے جس نے ہالک کو غیر ہالک (ناجی) اور دوزخی کو جنتی کر دیا اور سب کا مآل ایک ہوگیا، الّا واحدۃ کا مفہوم لغو ہوگیا۔

''اسید الحق'' کی عبارت کے آخری فقرے: ''اس باب میں ''اسفرائنی'' نے ''سبائیہ'' جیسے فرقوں کا ذکر کیا ہے جو بالاجماع کافر ہیں، لہٰذا وہ ان ۷۲ میں شامل ہی نہیں ہیں۔'' پر یہ سوال ہے کہ وہ ان ۷۲ میں کس لئے شامل نہیں ہیں؟ وہ دلیل جس کی رو سے یہ فرقے ۷۲ فرقوں سے خارج ہیں ذکر کیوں نہ کی گئی حالانکہ مقام مقامِ تفصیل ہے جس کی رو سے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ حدیث میں

مذکورہ ۷۲ ؍فرقے ان فرقِ مذکورہ سے جدا ہیں اور وجہ امتیاز وجدائی یہ ہے، نیز اس وجہ امتیاز و جدائی کا پتہ اسی حدیث میں دینا لازم ہے، اب بتایا جائے کہ حدیث کے کن جملوں سے یہ تفصیل معلوم ہوئی اور کس لفظ نے یہ بتایا کہ حدیث ان فرقوں کے بارے میں نہیں بلکہ ان فرقوں پر صادق ہے جو بقول اسید الحق: ’’ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے‘‘، ان جملوں کی نشاندہی کیوں نہیں کی جاتی جو تفصیل پر دلالت کر رہے ہیں اور وجہ امتیاز وجدائی بتا رہے ہیں؟ اگر کوئی جملہ ایسا نہیں جس کا وہ مفہوم متعین ہو کہ یہ ۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے اور ضرور نہیں، اس کے برخلاف بلا تفصیل اجمالاً تمام فرقوں پر یہ حکم لگایا گیا کہ: ’’کلھم فی النار الّا واحدۃ‘‘ جس کا مفاد نظر بہ قرائن متعددہ درحدیث اور جملہ اسمیہ کہ مطلقاً بے احتیاج قرینہ دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے اور وہی اس کا مفہوم متبادر ہے اور اس استثناء اس کا مؤید و موکّد اور دخولِ موقت مراد ہونے سے مانع ہے۔ اجمال کو تفصیل مبہم پر ڈھالنا اور مفہوم متبادر بلکہ متعین سے بغیر صارف عدول کرنا چہ معنی دارد؟

اگر کہیے کہ حدیث میں لفظ امتی اس کا قرینہ ہے کہ: ’’۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے۔‘‘ اس لئے کہ امت سے امتِ اِجابت مراد ہے ہم پوچھیں گے کہ امتِ اجابت مراد ہونا مسلّم ہونے کے باوجود تنہا لفظ امتی سے حدیث کے یہ معنی کیسے ٹھہریں؟ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ تنہا لفظ امتی سے یہ مفہوم ادا نہیں ہوتا جب تک کہ یوں تقریر نہ کی جائے کہ امت سے امتِ اجابت مراد ہے اور امتِ اجابت کافر نہ ہوگی۔۔۔ کیا اب یہاں سے نہ کھلا کہ یہ معنی حدیث کے مفہوم میں ایک امر دیگر کو ضم کیے بغیر ادا نہیں ہوتا؟

اور یہ ضمیمہ حدیث پر قطعاً زائد ہے، اب ہم پوچھتے ہیں مفہوم حدیث پر زائد اس ضمیمہ کی کیا ضرورت ہے؟ کیا یہ اقتضاء النص ہے جس کے بغیر مفہوم حدیث کی تصحیح نہیں ہو سکتی؟

بالفرض اگر تنہا لفظ ’’امتی‘‘ سے یہ معنی امر زائد کو ضم کئے بغیر ادا ہوتا ہے تو یہ محتاج دلیل ہے اس

پر دلیل قائم کی جائے کہ امتِ اجابت، امتِ اجابت ہی رہے گی اس کے افراد امتِ اجابت سے باہر نہ آئیں گے۔

اگر یہ امر متحقق ہے جس کی بناء پر تنہا لفظ ''امتی'' کے پیشِ نظر جملہ قرائن حدیث وحکم اِستثناء سے صرفِ نظر کر کے یہ ٹھہرایا گیا کہ: ''یہ ۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے۔'' تو ہم پوچھتے ہیں کہ امتِ اجابت کا مصداق تو پہلے ''سبائیہ'' بھی تھے جن کے متعلق خود ''اسید الحق'' نے لکھا کہ وہ بالاجماع کافر ہیں لہٰذا وہ ان ۷۲ میں شامل ہی نہیں ہیں''

آخر یہ فرقے امتِ اجابت سے ہی نکلے اور ان کا مآل یہ ہوا کہ امتِ اجابت میں نہ رہے اگر چہ باعتبار سابق امتِ اجابت میں سے تھے، خود عبد اللہ بن سبا اس فرقے کا بانی پہلے امتِ اجابت میں داخل ہوا پھر امتِ اجابت سے نکلا، تحفہ اثناء عشریہ میں عبد اللہ بن سبا کے متعلق ہے: ''عبد اللہ بن سبا اول مذہب رجعت آورد واو مردے بود جہود از زمین یمن وکتب ہائے پیشین بسیار خواندہ بود بیامد وگفت من بر دست عثمان مسلمان شوم وچنان طمع داشت کہ چوں مسلمان شود عثمان اورا انیسکو دارد چوں مسلمان شد عثمان اورا ہرگز التفات نکرد او ہر کجا نشستے عیب عثمان گفتی۔۔۔ الخ۔'' (ص ۲۳)

اگر امتِ اجابت کا معنی ہمہ وقت ملازم ایمان علی الدوام ہے تو یہ فرقے بالاجماع کیسے کافر ٹھہرے، نیز، آج کل کے وہابی، دیوبندی، رافضی وغیرہم جن کی تکفیر ''المعتقد المنتقد والمعتمد المستند ''میں مصرّح ہے اور علمائے عرب وعجم کے نزدیک متفق علیہ ہے جیسا کہ ''حسام الحرمین '' سے ظاہر ہے، یہ سب امتِ اجابت کا مصداق ہونے کے باوجود کیوں کر مرتد بے دین ٹھہرے؟ کیا یہاں سے نہیں کھلتا کہ امتِ اجابت کا علی الدوام مومن رہنا ضرور نہیں، کافر ہو کر امتِ اجابت سے نکل جانا ممکن ہے بلکہ واقع ہے، اور کیا یہ فرقے اس تفرّق کے حامل نہیں جس کی خبر حدیث نے ''تفترق امتی'' فرما کر دی اور کیا حدیث ان پر صادق نہیں آتی، بر تقدیر نفی دلیل دی جائے جس کی وجہ سے یہ فرقے حدیث کا مصداق نہیں اور اگر کوئی دلیل نہیں تو متعین ہو

گیا کہ قیامت تک اصولِ عقائد میں جو فرقے فرقہ ناجیہ سے جدا ہوں گے سب اس حدیث کے مصداق ہیں اور حدیث نے پہلے ہی ان فرقوں کی خبر دی کہ اصولِ دین میں فرقہ ناجیہ کے مخالف اور ان سے جدا ہوں گے۔ اسی لئے "جامع صغیر" کی شروح "تیسیر، فیض القدیر، سراجِ منیر" میں ہے: "واللفظ للسراج المنیر :قال العلقمی قال شیخنا الف الامام ابو منصور عبد القاهر بن طاهر التمیمی فی شرح هذا الحدیث کتاباً قال فیه قد علم اصحاب المقالات انه ﷺ لم یرد بالفرق المذمومة المختلفین فی فروع الفقه من ابواب الحلال والحرام وانما قصد بالذم من خالف اهل الحق فی اصول التوحید وفی تقدیر الخیر والشر وفی شروط النبوة والرسالة وفی موالاة الصحابة وما جری مجری هذه الابواب۔" (۱/۲۵۶)

علقمی نے فرمایا، ہمارے شیخ نے کہا، امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب تالیف کی اس میں فرمایا: "امورِ دینیہ میں قول کرنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مذموم فرقوں سے ان لوگوں کو مراد نہ لیا جو ابواب حلال وحرام کے فقہی مسائل فرعیہ میں اختلاف رکھتے ہیں، حضور ﷺ نے انہی کی مذمت بالقصد فرمائی جو اصولِ توحید، شروطِ نبوت ورسالت اور خیر وشر کی تقدیر میں اور موالاتِ صحابہ کے معاملے میں اور دیگر ان چیزوں میں جو اسی منہج پر جاری ہیں اہلِ حق سے جدا ہیں۔"

کیا یہاں سے نہ کھلا کہ محض لفظ "اُمتی" سے ان فرقوں کو جن کے اُمتِ اجابت سے نکلنے کی خبر سیاقِ حدیث سے معلوم ہوئی جس مفہوم کی حدیث میں موجود پے درپے قرائن نے تاکید کی اور استثناء نے اس مفہوم کو متعین کیا جیسا کہ بارہا ہماری تقریر میں گزرا، عصاۃِ مومنین میں شمار کرنا سیاقِ حدیث وقرائن حدیث سے صرفِ نظر اور مفہومِ استثناء کا الغا ہے لہٰذا یہ دعویٰ کہ اس حدیث سے مراد عصاۃِ مومنین ہیں محض لفظِ اُمتی پر مبنی ہے جس سے استدلال بے ضمِ امرِ زائد ناتمام ہے۔

اگر یہ استدلال صحیح ہے کہ امتی سے مراد امتِ اجابت ہے اس کا مصداق اہلِ قبلہ ہیں اور اہلِ قبلہ کے لئے خلود فی النار نہیں ان میں اہلِ معاصی کے لئے دخولِ فی النار ہے جب تک امتِ اجابت سے نکل کر امتِ دعوت میں نہ ہوں جب امتِ اجابت سے نکل جائیں گے خلود کے مستحق ہوں گے۔

''اسید الحق'' نے آگے چل کر کہا: ''یہاں دخول فی النار مراد لے کر علماء نے اس شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ فرقے جو ضروریاتِ دین کا انکار کر کے باجماعِ امت کافر و مرتد ہو گئے وہ دراصل امتِ اجابت سے نکل کر اب امتِ دعوت میں شامل ہو گئے۔'' (ص ۷۰)

اس استدلال کے جواب میں بطورِ معارضہ بالقلب کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ، جو فرقے ضروریاتِ دین کا انکار کر کے باجماعِ امت کافر و مرتد ہو گئے وہ دراصل امتِ اجابت سے نکل کر اب امتِ دعوت میں شامل ہو گئے۔ اور حدیث انہی فرقوں کی خبر دے رہی ہے جو یہود و نصاریٰ کی طرح دین سے جدا ہوں گے اور ''حذو النعل بالنعل'' کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کے مساوی ہوں گے، تو حدیث میں نہ ان فرقوں کا ذکر ہے جو عصاۃِ مومنین میں ہیں نہ ان کی خبر، محض لفظِ امتی سے یہ کیوں کر ٹھہرا لیا گیا کہ حدیث عصاۃِ المومنین کے بارے میں ہے اور یہ ''اسید الحق'' کا مکرر تضاد ہے کہ ایک طرف امتِ اجابت سے یہ استدلالِ ناتمام اور دوسری طرف سابئیہ کو بالاجماع کافر ماننا اور یہ کہنا کہ: ''جو فرقے ضروریاتِ دین کا انکار کر کے۔۔۔ الخ''

ہماری تقریرِ بالا سے ''اسید الحق'' نے امام بیہقی کی جو عبارت اپنی تائید میں درج کی ہے (ص ۴۹ ر ۵۰) اس میں لفظ ''اُمّتی'' سے استدلال کا جواب ہو گیا۔ اسی تقریر سے ''امام خطابی'' کی عبارت سے استدلال کا جواب ظاہر ہے اور بحیثیتِ مجموعی یہ تقریر جملہ عباراتِ پیش کردہ ''اسید الحق'' کا جواب ہے کہ منشاء ان جملہ عبارات کا ایک ہے، اور وہ امتی سے استدلال ہے جس کی بناء پر ان فرقوں کے لئے دخولِ فی النار کا قول کیا گیا۔ امام بیہقی کی عبارت جو ''اسید الحق'' نے درج کی

عباراتِ گزشتہ سے زیادہ واضح طور پر یہ بتارہی ہے کہ یہ امر خلافی ہے دو قولوں میں سے ایک کو بلا دلیل اختیار کرنا تحقیق سے بعید ہے۔ "اسید الحق" پر لازم تھا کہ اپنے قولِ مختار کی دلیل اختیار دیتے، پھر فرقوں پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ، شیعہ، خوارج وغیرہم مطلقاً اہلِ قبلہ نہیں ان میں بہتیرے صریح کفر کے قائل ہیں اور ان کا کفر متفق علیہ ہے۔ چنانچہ "شرح مواقف" میں معتزلہ کے بارے میں ہے: "المزداریۃ ھو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المزدار وھو تلمیذ بشر قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم۔۔۔الخ" (۳۸۱/۸)

"الحدیثۃ ھو فضل الحدثی مذھبھم مذھب الحابطیۃ الّا انّھم زادوا التناسخ وان کلّ حیوان مکلّف۔۔۔الخ" (۳۸۲/۸)

یہی حال شیعہ اور خوارج کا ہے۔ "شرح مواقف" میں ان کے تفصیلی حالات اور کفریات مذکور ہیں، تو نہ سب کو مطلقاً بلا تفصیل اہلِ قبلہ قرار دے کر ان کے لئے دخول فی النار کا قول کیا جا سکتا ہے نہ سب کو مخلد فی النار بتایا جا سکتا ہے، اور جب دونوں طرف اطلاق کی سبیل نہیں بلکہ تفصیل ضروری ہے تو پھر مقامِ تفصیل میں "اسید الحق" کا مطلقاً یہ دعویٰ کہ: "یہ ۷۲ فرقے ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار کئے جائیں گے۔" کیا وجہ صحت رکھتا ہے اور اس خلافِ واقعہ دعوے کو اکابر اہلِ سنت کے سر منڈنا کیا یہ بہتان نہیں؟ "اسید الحق" کے یہ لفظ جو انھوں نے "التبصیر فی الدین" کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے درج کئے ہیں کہ: "اس باب میں "امام اسفرائنی" نے سبائیہ جیسے فرقوں کا ذکر کیا جو بالاجماع کافر ہیں، لہٰذا وہ ان ۷۲ میں شامل ہی نہیں ہیں۔"

قطع نظر اس سے کہ وہ ۷۲ میں شامل ہیں یا نہیں، لفظ "سبائیہ جیسے" خود یہ پتہ دے رہا ہے کہ وہ فرقے متعدد ہیں، تنہا ایک سبائیہ فرقہ نہیں جو بالاجماع کافر ہے۔ پھر "اسید الحق" کا اسی کتاب میں بالاجماع کافر لوگوں میں تنہا "سبائیہ" اور "قادیانی گروہ" پر اقتصار کرنا تفصیل کا پتہ دے کر تفصیل سے فرار ہے کہ نہیں؟ (ص ۷۰)

ماضی کے فرقے سے قطع نظر حال کے وہابیہ کے متعدد فرقے جن میں دیوبندی بھی شامل ہیں جن کی تفصیل "المعتقد المنتقد" و "المعتمد المستند" میں ہے یوں ہی روافض زمانہ جن کی تکفیر اسی "معتقد و معتمد" میں مصرح ہے۔ نیز دیگر رسائل تاج الفحول وغیرہ میں مذکور ہے۔ مقامِ تفصیل میں ان کے ذکر سے فرار چہ معنی دارد؟ اور تفصیل سے گریز کرتے ہوئے تنہا "سبائیہ" اور "قادیانی" کو نام زد کر کے بالاجماع کافر بتانا کیا اس کا صاف مفہوم یہ نہیں کہ وہابی، دیوبندی رافضی، نیچری وغیرہم اجماعی کافر نہیں؟ امام اشعری کی "مقالات الاسلامیین" کی عبارت درج کر کے یہ نتیجہ تو نکالا: "کہ امام اشعری کا یہ موقف ان کی کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے انھوں نے اپنی کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا ہے، یعنی اہلِ اسلام کے مقالات، اور پھر اس کتاب میں خوارج، روافض اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے عقائد اور مقالات ذکر فرمائے ہیں، اگر ان فرقوں کو وہ اسلام سے خارج سمجھتے تو کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" نہ ہو کر "مقالات المرتدین" ہونا چاہئے تھا۔ (ص ۴۹)

"اسید الحق" کے "مقالات الاسلامیین" سے اس طرزِ استدلال کا جواب خود "التبصیر فی الدین" کی عبارت: "الباب الثالث عشر فی بیان فرق اھل البدع الذین ینتسبون الی الاسلام ولا یعدّون فی زمرۃ المسلمین ولا یکونون من جملۃ الاثنتین والسبعین" (ص ۴۹) سے ظاہر تھا وہ یہ کہ اسلامیین کہنا اس اعتبار سے نہیں ہے کہ خوارج و روافض، معتزلہ وغیرھم امام اشعری کے نزدیک بقولِ اسید الحق اسلام سے خارج نہیں۔

بلکہ بلحاظِ انتساب ان کو اسلامیین کہا ہے جس پر خود یہ نسبت قرینہ ہے۔ یعنی اس کتاب کا موضوع ان فرقوں کے مقالات ہیں جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں عام ازیں کہ وہ حقیقتاً مسلم ہوں یا اسلام کی طرف منسوب ہوں۔

"مقالاتِ اشعری" ہمارے یہاں موجود نہیں، اس مجمل عبارت جسے "اسید الحق" نے اپنے

مطلب پر ڈھالا کو ذکر کرنا اور امام اشعری کی وہ عبارتیں چھپا لینا جن سے مختلف گروہوں کے احوال وعقائد معلوم ہوں کیا یہی حق تحقیق وتقاضائے دیانت ہے؟

پھر "سبائیہ" بھی سرگروہِ روافض ہیں اور وہ بقول اسید الحق: "امام اشعری" کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں"۔ تو سبائیہ بالاجماع کیسے کافر ٹھہریں گے؟ کیا یہ ایک طرف کھلا تضاد اور دوسری طرف امام اشعری پر بہتان طرازی نہیں؟ جس کے لئے حیلہ یہ تراشا کہ ان کی ایک عبارت ذکر کی اور اسے اپنے مطلب پر ڈھالا اور اس کی نسبت "امام اشعری" کی طرف کر دی، اور وہ عبارت جس میں مختلف فرقوں کی تفصیل تھی چھپالی تاکہ کھلنے نہ پائے کہ "امام اشعری" نے کن فرقوں کو اسلام سے خارج بتایا ہے اور کون سے فرقے کو داخل اسلام مانا ہے۔

اسی طرح "اسید الحق" نے اپنے مصری استاد "بیومی" کی بدمذہبی اور خیالی آوارگی ان الفاظ میں نقل کی: "میں نے اسلامی فرقوں کے مسائل خلافیہ اور ان کے دلائل کا لگ بھگ ۳۰ر سال تک نہایت گہرائی اور سنجیدگی سے مطالعہ کیا ہے، اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان میں سے ۹۰ر فیصد اختلافات فروعی ہیں یا پھر نزاعِ لفظی کے قبیل سے ہیں، دوسرا یہ کہ ایک فرقہ کے تمام عقائد و اعمال سے از اول تا آخر اتفاق کرنا ذرا مشکل ہے، کیونکہ افراط وتفریط ہر طرف ہوتی ہے اور عصمت انبیاء کے لئے ہے۔"

پھر کہا: "بظاہر یہ بات آزاد خیالی پر مبنی معلوم ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ ہمیں بھی استادِ محترم کی اس بات سے اتفاق ہو مگر ہمارے اتفاق یا اختلاف سے قطع نظر اگر بغور اس بات کا جائزہ لیا جائے تو کیا یہ امام غزالی کے مذکورہ بالا نظریات کی صدائے بازگشت نہیں معلوم ہوتی؟" (ص ۷۵)

اس طرح دبے لفظوں میں درپردہ استاد کی بات کو قبول کیا، آگے پردہ اٹھا دیا اور صاف استاد کی تائید کی اور سخن کا مقبول ہونا صاف ظاہر کیا۔ چنانچہ بطور استفہامِ تقریری "اسید الحق" لکھتے ہیں، اور "امام غزالی" کے سر یُوں تہمت دھرتے ہیں: "کیا یہ امام غزالی کے مذکورہ بالا ۔۔۔ الخ"

ہم یہاں ''امام غزالی'' کی عبارت درج کرتے ہیں جو یوں ہے: ''ولعلّ صاحبه یمیل من سائر الی الاشعری ویزعم انّ مخالفته فی کل ورد وصدر کفر من الکفر الجلی ، فاساله من این یثبت له ان یکون الحق وقفاً علیه حتی قضی بکفر الباقلانی اذ خالفه فی صفة البقاء للّٰہ تعالیٰ وزعم ان لیس ھو وصفاً للّٰہ تعالیٰ زائداً علی الذات ولم صار الباقلانی اولی بالکفر بمخالفته الاشعری من الاشعری بمخالفته الباقلانی ؟ ولم صار الحق وقفاً علی احدھما دون الثانی ؟اکان ذلک لاجل السبق فی الزمان؟فقد سبق الا شعری غیره من المعتزلة فلیکن الحق للسابق علیه! لاجل التفاوت فی الفضل والعلم؟فبای میزان ومکیال قدر درجات الفضل حتی لاح له ان لا افضل فی الوجود من متبوعه ومقلّده؟فان رخص للباقلانی فی مخالفته فلم حجر علی غیره؟ وما الفرق بین الباقلانی والکرابیسی والقلانسی وغیرھم؟وما مدرک التخصیص بھذه الرخصة ؟ وان زعم انّ خلاف الباقلانی یرجع الی لفظ لا تحقیق ورائه کما تعسّف بتکلّفه بعض المتعصبین زاعماً انّھما جمیعاً متوافقان علی دوام الوجود ، والخلاف فی انّ ذالک یرجع الی الذات او الی وصفٍ زائد علیه خلاف قریب لا یوجب التشدید فما باله یشدّد القول علی المعتزلی فی نفیه الصفات وھو معترف بانّ اللّٰہ تعالیٰ عالم محیط بجمیع المعلومات قادر علی جمیع الممکنات،وانّما یخالف الاشعری فی انّه عالم وقادر بالذات او بصفة زائدة فما الفرق بین الخلافین۔''(ص۷۷)

''لعلّک ان انصفت علمت انّ من جعل الحق وقفاً علی واحدٍ من النظار بعینه،فھو الی الکفر والتناقض اقرب اما الکفر ،فلانّه نزله منزلة النبی المعصوم من الزلل الذّی لایثبت الایمان الّا بموافقته ولا یلزم الکفر الّا بمخالفته''(ص۷۸)

یعنی شاید وہ تمام مذاہب میں سے مذہبِ اشعری کی طرف مائل ہے اور گمان کرتا ہے کہ جو

کچھ "اشعری" نے کہا ہے اس کی مخالفت کفرِ جلی ہے، میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ حق صرف اشعری پر منحصر ہے، یہاں تک کہ باقلانی کے کفر کا فیصلہ کر دیا جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ بقاء یہ وصف زائد علی الذات نہیں ہے تو آخر "باقلانی" کی مخالفت کر کے کفر کے مستحق کیوں ہیں؟ اس کے برعکس کیوں نہیں ہے (یعنی "اشعری"، "باقلانی" کی مخالفت کر کے کفر کے مستحق ہوں) اور پھر آخر حق ان دونوں میں سے کسی ایک پر منحصر کیسے ہو گیا، کیا اس لئے کہ "اشعری"، "باقلانی" سے زمانہ کے اعتبار سے سابق ہیں؟ (اگر یہ بات صحیح ہو تو) بعض "معتزلی" "اشعری" سے بھی سابق ہیں تو پھر حق "اشعری" سے سابق ہوا، یا پھر "اشعری" اور "باقلانی" کے درمیان علم و فضل کے تفاوت کی بنیاد پر حق کا فیصلہ کیا جائے، تو آخر وہ کون سے ترازو ہیں جس سے آپ علم و فضل کے درجات تولیں گے اور اگر "اشعری" سے مخالفت کے باوجود "باقلانی" کو رعایت دی جا سکتی ہے تو پھر دوسروں پر ("اشعری" کی مخالفت کی وجہ سے) سختی کیوں کی گئی؟ "باقلانی"، "الکرابیسی" اور "القلانسی" وغیرہ میں آخر کیا فرق ہے؟ تو پھر "باقلانی" کے ساتھ رعایت کی تخصیص چہ معنی دارد؟ اگر کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ "باقلانی" کا "اشعری" سے اختلاف نزاعِ لفظی ہے اختلافِ حقیقی نہیں جیسا کہ بعض متعصبین کہتے ہیں یہ دلیل دیتے ہوئے کہ "دونوں (یعنی "اشعری" اور "باقلانی") وجود کے دوام پر متفق ہیں اختلاف اس میں ہے کہ یہ دوام ذات کی طرف راجع ہے یا وصف زائد علی الذات ہے، اور یہ نزاعِ لفظی ہے۔ لہٰذا "باقلانی" پر سختی نہیں کی جائے گی۔" تو پھر وہ (متعصب) ایک معتزلی پر نفی صفات کے معاملہ میں کیوں سختی کرتا ہے، کیوں کہ معتزلی بھی اس بات کا معترف ہے کہ اللہ کا علم تمام معلومات کو محیط ہے اور وہ تمام ممکنات پر قادر ہے، بس وہ "اشعری" کی مخالفت اس بارے میں کرتا ہے اللہ عالم بالذات ہے یا عالم بصفۃ زائدہ علی الذات ہے، (یہ بھی نزاعِ لفظی ہے) تو پھر ان دونوں مخالفتوں (یعنی "باقلانی" کی "اشعری" سے اور معتزلی کی اشعری سے) میں آخر فرق کیا ہے؟ (۱۰۹)

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں: ''اگر تم انصاف سے کام لو تو تم جانو گے کہ حق کو بعینہٖ کسی ایک پر موقوف مان لینا یہ کفر اور تناقض سے زیادہ قریب ہے، کفر تو اس لئے کہ اس شخص کو نبی معصوم کے درجہ کو پہنچا دیا، یہ انہیں کا مرتبہ ہے کہ ان کی موافقت سے ایمان ثابت ہوتا ہے اور ان کی مخالفت سے کفر لازم آتا ہے۔''(۱۱۰) (ترجمہ از اسید الحق)

اور ہر مصنف کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ دونوں عبارتوں کو ملا کر دیکھے اور یہ بتائے کہ ''امام غزالی'' کی عبارت ''بیومی'' کی عبارت کے کس طرح مطابق ہے؟ اور اس کا ظاہر اُوہ معنیٰ ہونا درکنار ''غزالی'' کے کن لفظوں سے یہ جھلکتا ہے کہ تمام فرقوں کے جملہ اختلافات فروعی اور اختلافِ لفظی ہیں؟ اور جب دونوں عبارتوں کا مفاد الگ ہے ''امام غزالی'' کی عبارت میں اس خیالِ فاسد کی تصریح درکنار تلویح بھی نہیں، تو ''بیومی'' کی بدمذہبی جس کا مفاد یہ ہے کہ ضال مضل واہلِ حق سب ایک ہیں، ان کا نزاع محض لفظی ہے، کو ''امام غزالی'' کے سر دھرنا بہتان طرازی ہے کہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے، اس سے قطع نظر کہ دخول راجح ہے یا خلود، سوال یہ ہے کہ اس کفرِ منتشر کے زمانے میں اس بحث کو اٹھانے کی کیا ضرورت اور اس زمانے میں کون سے وہ فرقے ہیں جو محض مبتدعہ و عصاۃِ مومنین ہیں؟ یہ کیوں نہیں بتایا جاتا اور کس لئے حکمِ مطلق لگایا جاتا ہے؟ جواب صاف ظاہر ہے کہ مقصود دائرۂ خلود کو تنگ کرنا ہے اور اس کو وسعت دینے والے بقولِ اسید غیر محتاط و متشدد لوگ ہیں، چنانچہ رقم طراز ہیں: ''ہمارے ایک استاذ'' پروفیسر عبد المعطی بیومی'' (صدر شعبۂ عقیدہ: فیکلٹی آف اصول الدین الازہر (شریف) فرمایا کرتے تھے۔۔۔ الخ''

کہنے کو یہ کہہ گئے مگر سیف اللہ المسلول و تاج الفحول و دیگر علمائے بدایوں جن کے نزدیک وہابی، دیوبندی، نیچری، رافضی بالاتفاق کافر بے دین ہیں ان کی کچھ فکر کر لیتے۔ بالجملہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ ''اسید الحق'' کے دل میں روافض کے لئے خصوصاً دیوبندی وغیرہ فرقوں کے لئے عموماً نرم گوشہ ہے اور سنیت کے جام میں صلح کلیت کی زہر آلود شراب پلانا مقصود ہے۔

”اسید الحق“ مدعی ہے کہ: ”بہت سے فرقے ایسے ہیں کہ ان کی تکفیر نہ کرنے پر علماء کا اتفاق ہے مثلاً شیعوں میں ”زیدیہ“ یا خوارج میں ”اباضیہ“ فرقہ وغیرہ ۔۔۔الخ“

یہاں اس دعوے پر بطور دلیل کسی معتمد کتاب کا نہ تو نام ہی لیا نہ حوالے میں کوئی عبارت درج ہوئی اور بلا حوالہ یہ دعویٰ کر دیا کہ: ”بہت سے فرقے ایسے ہیں کہ ان کی تکفیر نہ کرنے پر علماء کا اتفاق ہے ۔۔۔الخ“

یعنی بلفظِ دیگر وہ اجماعاً اہلِ ایمان ہیں۔ہم نے ”شرح مواقف“ کی طرف مراجعت کی تو معلوم ہوا کہ ”زیدیہ“ کے تین فرقے ہیں۔

”جارودیہ“ جن کا عقیدہ یہ کہ حضرت علی کی امامت پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص ہے اور صحابہ ”علی“ کی مخالفت کر کے کافر ہو گئے اور اس وجہ سے کہ انھوں نے نبی کے بعد ”علی“ کی اقتداء چھوڑ دی وہ کافر ہیں۔

دوسرے ”سلیمانیہ“ انہوں نے حضراتِ عثمان، طلحہؓ، زبیر و عائشہ صدیقہ کو کافر کہا۔

تیسرے ”بتیریہ“ ہیں، جنہوں نے ”سلیمانیہ“ کی صحابہ مذکورین کی تکفیر میں موافقت کی، صرف حضرت عثمان کے بارے میں توقف کیا۔

چنانچہ ”شرح مواقف“ میں ہے: ”امّا الزیدیۃ فثلاث فرق: الجارودیۃ قالوا بالنصّ من النبی فی الامامۃ علی علی، والصحابۃ کفروا بمخالفتہ وترکھم الاقتداء بعلی بعد النبی۔السلیمانیۃ: کفروا عثمان و طلحۃ والزبیر و عائشۃ۔البتیریۃ: وافقوا السلیمانیۃ الاّ انّھم توقفّوا فی عثمان۔“ (ملخصاً) (۳۹۲،۳۹۱/۸)

اسی طرح ”شرح مواقف“ میں ”اباضیہ“ کے متعلق ہے کہ: ”ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے ہمارے مخالفین کفار ہیں، مشرک نہیں اور ”علی“ اور اکثر صحابہ کو کافر جانتے ہیں اور ان کا ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ عجم سے ایک نبی کتاب کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ وہ کتاب آسمان میں لکھی جائے گی

اور یکبارگی اس نبی پر نازل ہوگی اور "محمد ﷺ" کی شریعت کو چھوڑ کر ملتِ صابئہ کو اختیار کرے گا جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

"الاباضیة : قالوا مخالفونا من اهل القبلة کفّار غیر مشرکین وکفروا علیاً واکثر الصحابة۔الیزیدیة قالوا سیبعث نبی من العجم بکتاب یکتب فی السماء وینزل علیه جملة واحدة یترک شریعة محمد الی ملّة الصابئة المذکورة فی القرآن۔" ملخصاً (۸/۳۹۴)

یہ عبارتیں دیکھئے اور اسیدی دعویٰ ملاحظہ کیجئے اور سوچئے کہ "اسید" نے کس طرح ایک ناگفتنی تمام علماء کے اوپر تھوپ دی۔

تنبیہ: پھر ہمیں "تحفۂ اثناء عشریہ" و "ہندیہ" سے "زیدیہ" و روافض کے متعلق کچھ تفصیل ملی جسے ہم نے ترتیب میں مقدم کیا وہ یاد رکھی جائے۔

مولانا رضوان احمد صاحب شریفی زیدمجدہٗ نے حدیث کی ایسی تقریرِ پُر تنویر کی جس سے روشن ہوا کہ حدیث میں خبر ان فرقوں کی دی گئی ہے جن کی بدعت کفر تک پہنچے گی۔ جس کی وجہ سے وہ فرقۂ ناجیہ سے بالکلیہ ممتاز و جدا ہوں گے، پھر حدیث مذکور کے مفاد کو دوسری احادیثِ کریمہ سے مؤید کیا، ان میں چند احادیث کا یہ مفہوم متعین ہے کہ بہت لوگ امتِ اجابت سے باہر آئیں گے اور دین سے بالکل نکل جائیں گے، بالخصوص وہ حدیث جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "عن رسول اللہ ﷺ قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤون القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة لا یرجعون حتیٰ یرتدّ السهم علی فوقه هم شرّ الخلق والخلیقة طوبیٰ لمن قتلهم وقتلوه یدعون الی الکتاب ولیسوا منّا فی شیٔ من قاتلهم کان اولی باللہ منهم قالوا یا رسول اللہ ما سیماهم قال التحلیق۔" (رواہ ابوداؤد)

گویا یہ احادیث افتراقِ امت کی تفسیر ہیں اور یہ حدیثیں مطلق عن العدد وارد ہوئیں۔ان کے ملاحظہ سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ فرقے بہتّر (۷۲) ہی پر منحصر نہیں بلکہ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، پھر مولانا موصوف نے بکثرت فرقے اور ان کے وہ عقائد ذکر کئے جو قطعاً کفر ہیں۔یہ تمام باتیں علی الترتیب اس بات کی مؤید ہیں کہ بہتّر (۷۲) فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے "کلھم فی النار" کہ مفیدِ دوام ہے ایسے ہی فرقوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر دے اور ان کی یہ سعیٔ جمیل قبول فرمائے،اور لوگوں کو اس کتابِ مستطاب سے سنیت پر مستحکم اور حق پر ثابت قدم فرمائے۔

اسی دوران محترم ومکرم "مولانا مختار حنیف" کی تصنیف جو انہوں نے "اسید الحق" کے رد میں لکھی، نظر سے گزری، دونوں کتابیں بہت پسند آئیں، دونوں حضرات نے ایک عظیم کارِ خیر انجام دیا اور علمائے اہلِ سنت کے ذمہ جو قرض تھا اس سے سب کو سبکدوش فرمایا۔

****

غیر مطبوعہ
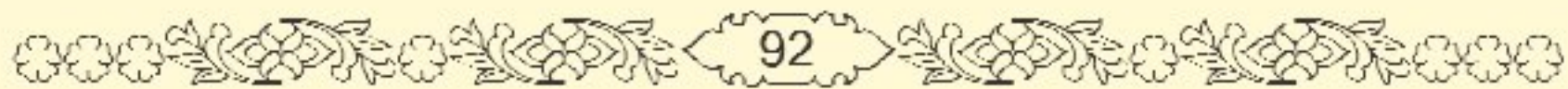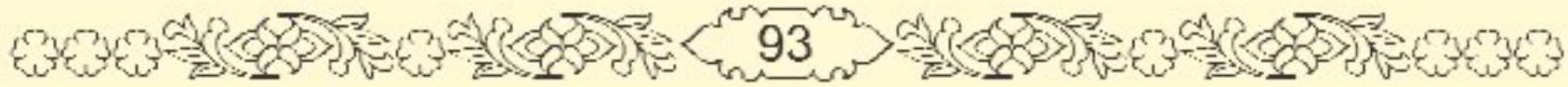
مضامین

خطبۂ صدارت

نبذة تحتوی علی و لادة الشیخ الإمام الھمام، و حید الزمان، فرید الأوان، أحمد رضا خان علیه الرحمة و الرضوان، و نشأته و حیاته و وفاته

حفید الامام، تاج الشریعه الإمام العلامه المفتی محمد اختر رضا خان قادری الازھری رحمه الله

مفتی الدیار الھندیه

اسمه:

له عدّةُ أسماء: (محمد)۔ و اسمه التاریخی: (المختار)۔ و سمّاہُ جده: (أحمد رضا)۔ و سمّی الشیخ نفسه لشدّة حبّه و اتباعه لحبیبه النبیّ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بـ (عبد المصطفیٰ)؛ یقول فی شعرہ الذي امتدح به النبي علیه السلام یخاطب نفسه:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ترے لئے امان ہے ترے لئے امان ہے

(حدائق بخشش)

یقول: لا تخف شیئاً، فإنما أنت عبد المصطفیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فلکَ الأمان، لکَ الأمان۔

بعضُ الناس یعترض علیٰ ھذا فلا یراہ سائغاً، ومنھم من یقول: إنه شرک، ولا برھان له فیما ادعاہ، وھذا دَیْدنھم فی کل مایزعمون أنه شرک، ویرمون الناس بالشرک علیٰ حسَب زعمھم، ولیس لھم سلطان یزعمون، بل یجحدون بکثیرٍ من نصوصِ الکتاب والسنة بحسَب الظنون، وفی نفس ھٰذه المسألة ۔أعني التسمیة عبد المصطفیٰ۔ دأبوا علیٰ دأبھم، فحرموا علی الناس ما أحل لھم الحق المبین حیث یقول:

"وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ" (النور: ٣٢)

وأمرَ نبيّهُ صلى الله تعالى عليه وسلم أن يخاطبَ الناس فيقول:

"يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (الزمر:٥٣) الآية،

وجليٌ أن ضمير المتكلم يرجع إلى الرسولِ صلى الله تعالى عليه وسلم بدلالةِ السياق، فلو كان هٰذا شركاً، لزم أنْ يكون الله قد أشرك، وأمرَ نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم بالشرك!

وبهٰذا ظهر أن هٰؤلاء يرمون المسلمين بالشرك وهم عنه برآء، بل ويرمون الله جلَّ وعَلَا ونبيه صلى الله تعالى عليه وسلم بهٰذه التهمة الشنيعة من حيث لا يشعرون۔

وصح عن النبيّ صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال: "ليس على المسلمِ في عبده ولا فرسه صدقة۔ (أخرجه البخاری/١٤٦٤، ومسلم/٩٨٥ عن سيدنا أبي هريرة رضي الله عنه)

وفي "الصحيح": أن سيدنا حمزةَ قال وهو ثمل: (هل أنتم إلا عبيدُ سيدي) (البخاری ٣٠٩١)، وذلك بحضرة النبی صلى الله تعالى عليه وسلم ولم يأمره صلى الله تعالى عليه وسلم بتجديد الإيمان بعد ما أفاق۔ فدل هذا علىٰ صحة إضافة العبد إلىٰ غيره سبحانه وتعالىٰ، ولو كان شركاً۔۔ لأمره صلى الله تعالى عليه وسلم بالتوبة، ولنقل إلينا۔

وللإمام أحمد رضا فی جواز التسمي بعبد النبي فتوىٰ ورسالة مستقلة: "بذل الصفا لعبد المصطفىٰ"، وهٰذا ملخص ما ذكره الإمام أحمد رضا مع بعض تصرف۔

وأبوه الشيخُ نقي علي خان رحمه الله (ت ١٢٩٧هـ) الموافق لسنة (١٨٨٠م)، وجده الشيخ رضا علي خان كانا من كبار العلماء والعرفاء۔

نسبه ومولده:

هو أحمد رضا بن محمد نقي علي بن رضا علي بن محمد كاظم علي بن محمد اعظم بن محمد سعادت يار خان بن سعيد الله خان رحمهم الله۔

ولد الشيخ أحمد رضا لعاشر شوال المكرّم سنة (١٢٧٢هـ) الموافق للرابع عشر من يونيو سنة (١٨٥٦م) في بريلي، مدينة من مدن الهند۔

نشأته واشتغاله بأخذ العلم:

اشتغل الشيخ منذ الصبا بدراسة العلوم العقلية والنقلية ، واستكمل دراسة هٰذه العلوم وقد طعن في الرابعة عشرة من عمره؛ يقول رحمه الله: (وذلك لمنتصف شعبان سنة (١٢٨٦هـ) ألف ومئتين وست وثمانين ، وأنا إذْ ذاك ابنُ ثلاثة عشر عاماً وعشرة أشهر وخمسة أيام ، وفي هٰذا التاريخ فرضت علي الصلاة ، وتوجهت إلى الأحكام)۔

ولما فرغَ ۔۔ نال إجازةَ الإفتاء عن أبيه وأستاذه وشيخه ، يقول في كتابٍ إلى تلميذه الشيخ ظفر الدين البهاري :(بحمدالله أفتيت أولَ فُتيا حينما كنت في الثالثة عشرة من عمري للرابع عشر من شعبان سنة (١٢٨٦هـ)، ولو أعيش إلى العاشر من شعبان سنة (١٣٣٦هـ) الموافق سنة (١٩١٧م)۔۔ تكون مدة الإفتاء خمسين سنة، ولا أحصي شكراً لله علىٰ هٰذه النعمة الكبرىٰ كما يجب)اهـ (حياة أعلىٰ حضرت/ج١)

أساتذته:

أساتذته ليسوا بكثير، قرأ بعض الكتب الابتدائية علىٰ مرزا غلام قادر البريلوي، وقرأ على والده الشيخ نقي علي خان أكثر الكتب۔

ومن اساتذته: الشيخ عبد العلي الرامفوري، قرأ عليه كتاباً في الهيئة، والشيخ ابو الحسين أحمد النوري، والشاه آل رسول المارهروي، والشيخ احمد بن زيني دحلان المكّي ، والشيخ عبد الرحمٰن المكي ، والشيخ حسين بن صالح جمل الليل، رحمهم الله أجمعين (حياة أعلىٰ حضرت)

سلوكه وأخذه الطريقة:

وقد بايع مع أبيه علىٰ يد سيد آل الرسول الأحمدي ، وأخذ إجازة البيعة في السلسلة القادرية من شيخه، وألبسه شيخه الخرقة، واستخلفه۔

خدماته الدينية:

اشتغاله با لتد ريس و الإفتاء: بعد ما تخرج اشتغل الشيخ بالتدريس و الإفتاء، و التصنيف، و الوعظ و الإرشاد، و إصلاح الأمة المسلمة۔

و كان أكبرُ همه في التصنيف، فقد ألف أكثرَ من ألف كتا ب في خمسين علماً، أكثرها مطبوعة، و هٰذه الكتب في اللغة العربية، و الأوردية، و الفارسية۔

سرعة قلمه:

و كان الشيخ رحمه الله سريع الكتا بة، قوى الذا كرة، غنياً عن مرا جعة الكتب غالباً حين التصنيف و التأليف، فقد كانت تحضره العلوم مرتبةً في ذهنه دائماً۔

و الشا هدُ على سرعة كتا بته وقوة حفظه كتا به " النيِّرةُ الوضيئة في شرح الجو هرة المضيئة"، وقصته: أنه التقى أول حجه سنة (١٢٩٥هـ) با لشيخ حسين بن صالح جمل الليل، فتأ ثر به الشيخ حسين جداً، وطلب منه أن يشرح كتا به "الجو هرة المضيئة" با لعربية، فشرحه في يومين، وسما ه با لاسم التا ريخى: "النيِّرة الوضيئة فى شرح الجو هرة المضيئة" سنة (١٢٩٥ هـ)، ثم زاد عليه بعض التعليقات و الحوا شى، وسما ه بالا سم التا ريخى: "الطرّة الر ضيئة على النيّرة الو ضيئة" سنة (١٣٠٨هـ)۔

و أيضاً قدم إليه علماء مكة المشرفة سؤالاً متعلقاً بـ (ا لنوط) قد عجز كبار العلماء عن حلِّه، فأ نجح الشيخ رحمه الله مسأ لتهم بجوا ب شا فٍ كا فٍ، و كتبه ارتجالاً بلا مرا جعة الكتب، بلسان عربي مبين، وسماه با لاسم التا ريخى: "كفل الفقيه الفاهم فى أحكام قرطاس الدراهم" سنة (١٣٢٤هـ)۔

ثم كتب عليه ضميمةً بعد ما رجعَ إلى بلا ده الهند، وسمَّاه بالا سم التا ريخي: "كاسر السفيه الواهم فى إبدال قرطاس الدراهم" سنة (١٣٢٩هـ)،

ثم نقلها الى الأوردية وسمّا ها با لا سم التا ريخى: " الذيل المنوط برسا لة

النوط"سنة(١٣٣٩هـ)۔

والرسالة المذكورة من جملة النماذج الدالة علىٰ وفور علمه، وبراعته في الفقه، ونبوغه ودقة فهمه، وتميُّزه عن أقرانه، بل وعن كثيرٍ ممن مضىٰ بالتنقيحِ والغوص على المكنون في درر العلوم مما خفي على كثير من الناس، وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء، والله ذو الفضل العظيم۔

وفاته:

انتقل جدي الشيخ الإمام أحمد رضا رحمه الله في الخامس والعشرين من صفر سنة(١٣٤٠هـ) خلال أذان الجمعة عند قول المؤذن حي على الفلاح، كأنه رحمه الله يجيب المؤذن، ويلبِّي الداعي إلى الفلاح، فأفلح وفاز بالنجاح، ببلدة بريلي الشريفة۔

والإمام استخرج سنة وفاته قبل ارتحاله بخمسة أشهر في رمضان سنة (١٣٣٩هـ) من قوله سبحانه وتعالىٰ:

"وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ"(الدهر:١٥)

مفتیٔ اعظم علم وفن کے دریائے ذخار

حضرت علامہ شاہ اختر رضا صاحب ازہری۔آستانہ رضویہ بریلی شریف

جدی الکریم مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان میرے مربی بھی تھے، استاد بھی اور شیخ طریقت بھی اور ایسے شیخ جو حقیقی معنوں میں آقائے نعمت اور دریائے رحمت تھے، ان کا فیض اپنے مریدین ہی کے لئے نہیں ہر سنی کے لئے عام تھا، اس سورج کی روشنی میں جو آیا اسے روشنی ملی، توانائی ملی اور ذروں کو بھی وہ تابانی ملی کہ وہ بھی چمکنے لگے۔ مفتیٔ اعظم کی عظمت ان کی علمی جلالت ان کی ولایت و کرامت اور دوسرے محاسن کا میں کہاں تک ذکر کروں؟ میں کچھ بھی کہوں گا تو کہنے والے کہیں گے کہ اپنے بزرگوں کی تعریف تو سبھی کرتے ہیں۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ بڑا وہ ہے جس کی بڑائی نہ صرف عقیدت منداور اپنے تسلیم کریں بلکہ غیر بھی تسلیم کریں۔ جدی الکریم مفتیٔ اعظم اس معیار پر پورے اترتے ہیں، وہ ظاہری حیات میں تھے تب بھی خاموش رہے اور لوگ ان کے بارے میں بولتے رہے لکھتے رہے اور چہرہ ہی کو دیکھ کر جانے کتنے بھٹکے اور بگڑے ہوئے لوگ منزل پاگئے اور بن سنور گئے اور آج بھی جب وہ بظاہر اس دنیا میں ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں تب بھی دنیا ان کی باتیں کرتی ہے، ان کی محفل سجاتی ہے، ان کی یاد کی محفل، ان کا عرس مناتی ہے اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

بہر حال میں زیادہ نہ کہہ کر مختصراً مفتیٔ اعظم کے کچھ حالات وواقعات پیش کر رہا ہوں جس سے سرکار مفتیٔ اعظم کی عظمت اور ان کی بڑائی کا پتہ چلتا ہے مفتیٔ اعظم اللہ کے ولی تھے ولی برحق اور ولی ہونے کے لئے کرامتوں کا ظہور اور خوارق عادات ضروری نہیں حالانکہ مفتیٔ اعظم سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں ولی وہ ہے جو تقویٰ شعار ہو" اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ " (اللہ کے ولی نہیں مگر متقی) مفتیٔ اعظم کے متقی ہونے میں کسے شک ہے وہ متقی ہی نہیں متقیٔ اعظم تھے۔

آخری عمر میں حضرت کا کشف بہت بڑھ گیا تھا اور میں نے سفر میں بھی اکثر حضرت کے کشف کا

مشاہدہ کیا ہے، اپنے ساتھ ہی گزرا ہوا ایک کشف کا واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ ''دارالعلوم امجدیہ، ناگپور'' کے سنگ بنیاد کے موقع پر چندہ ہو رہا تھا میں نے اپنا روپیہ بکس میں رکھ دیا تھا اب سوچا اس وقت روپئے ہوتے تو میں بھی اس میں کچھ حصہ لیتا ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت نے اپنی جیب سے دو سو روپیہ نکال کر دیا اور فرمایا یہ اختر میاں کی طرف سے ہے میں فوراً سمجھ گیا کہ حضرت کو بذریعہ کشف میرا خیال معلوم ہو گیا۔

اسی ''ناگپور'' کے سفر میں، حضرت، میں اور حضرت کا خادم ٹرین سے جا رہے تھے ڈبہ میں بڑی بھیڑ تھی حضرت آرام فرما رہے تھے ظہر کا وقت تنگ ہو رہا تھا میں بڑا پریشان تھا کہ حضرت اس بھیڑ بھاڑ میں کیسے وضو فرمائیں گے؟ اور کیسے نماز ہوگی؟ ابھی کشمکش میں ہی تھا کہ حضرت خود بخود بیدار ہو گئے اور بھیڑ نے خود راستہ دے دیا۔ حضرت نے وضو کیا اور پھر فرمایا: ''تم لوگ جگہ کر دو ہم نماز پڑھیں گے۔'' سبھی غیر مسلم تھے اس میں سے ایک نے کہا: ''جگہ تو ہے نہیں کیسے نماز پڑھیں گے؟'' حضرت کو جلال آ گیا اور کہا کہ: ''ایک پر ایک چڑھ جاؤ۔'' وہ ایک دوسرے سے سمٹ سمٹ کر کھڑے ہو گئے اور نماز کے لئے جگہ مل گئی اور حضرت کے طفیل ہم سب کو بھی نماز مل گئی۔

اس واقعہ سے نہ صرف حضرت کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے بلکہ ان کی شریعت پر سختی سے پابندی ان کے تقویٰ اور بے خوفی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت کی دعاؤں کی مقبولیت: حضرت کی دعاؤں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ تمام مادی وسائل ہوتے ہوئے بھی لوگ جب تک اپنے کسی مسئلہ یا معاملہ میں حضرت سے دعا نہ کرا لیں انہیں اپنے مسئلہ کے حل یا کام کے ہونے کا یقین نہیں ہوتا تھا۔ لاکھ بے سر و سامانی کے عالم میں اگر حضرت نے دعا فرما دی تو انہیں اپنے کام کے بن جانے کا پورا پورا یقین ہو جاتا تھا اور وہ کام بھی ہو جاتا تھا اس طرح کے جانے کتنے واقعات ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

''جوناگڑھ'' کے پاس ایک مقام ہے ''بلکھا'' وہاں حضرت کے ساتھ مجھے بھی جانا تھا حضرت کو

لوگ گھیرے ہوئے تھے اور تاخیر ہو رہی تھی۔ اب "بلکھا" والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ: "تب تک آپ چل کر تقریر کریں حضرت بعد میں آجائیں گے۔" میں نے کہا: "حضرت سے اجازت لے لیجئے" حضرت نے اجازت بھی دے دی اور دعا بھی فرمادی کہ تمہاری تقریر کامیاب ہو اللہ کے فضل اور حضرت کی دعا سے تقریر کامیاب ہوئی اور لوگوں کو فائدہ ہوا۔

بعد داخل سلسلہ برکتوں کا ظہور: میں بچپن سے ہی حضرت سے داخل سلسلہ ہوا جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دل چسپی کی بناء پر فتوے کا کام شروع کیا شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔

میرے کرم فرما اور علمی دوست مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی بھی میری ہمت افزائی کرتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دل چسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔

قاری اسرائیل صاحب اثر فیضی جھریاوی نے بیان کیا کہ بچپن میں ان کی آنکھ میں روشنی نہیں کے برابر تھی لیکن حضرت سے مرید ہونے کے بعد انہیں ایسا محسوس ہونا شروع ہوا کہ دن بدن آنکھ میں روشنی بڑھتی جا رہی ہے اور آج وہ دن میں بہ آسانی بغیر کسی کے سہارے چلتے پھرتے ہیں اور لکھنے پڑھنے بھی لگے ہیں وہ خود کہتے ہیں کہ یہ حضرت کی کرامت اور آپ سے بیعت ہونے کے بعد مجھ پر ان کی برکتوں کا ایسا ظہور ہوا کہ نہ صرف آنکھ کی روشنی ملی بلکہ دل کی روشنی بھی ملی اور میں خود بھی اندھیرے سے روشنی میں آگیا اور مجھے مقبولیت حاصل ہوگئی۔

تعویذ کی برکت: حضرت کے نقوش و تعویذات کی برکتیں بے شمار ہیں ایک بار میرے بچے کو سخت بخار آیا گھر والے گھبرا اٹھے میں نے حضرت سے تعویذ لیا بخار بہت جلد اتر گیا۔

عشق رسول میں فنائیت: سیدی مفتیٔ اعظم حضرت مصطفیٰ رضا قدس سرہ العزیز رضائے مصطفیٰ تھے اور جو عظمت انہیں حاصل ہوئی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کی بناء پر اور بلا شبہ عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی جان ایمان ہے حضرت کی سرکار علیہ السلام کے عشق میں فنائیت کا شاہد ان کی زندگی کا ہر لمحہ ہے ان کی محبت رسول میں فنائیت کا صحیح اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آخری عمر میں باوجود شدید علالت کے نعت کی محفل میں گھنٹوں باادب بیٹھے رہتے تھے اور نعت پاک کے ہر ہر مصرعے پر رونا اور والہانہ کیفیت کا طاری ہونا اس بات کا غماز ہے کہ وہ مصطفیٰ کی محبت میں ضم ہو چکے تھے۔

فقر و توکل: فقر و توکل ولایت کی پرکھ ہوتی ہے تقسیم ہندو پاک کے موقع پر مفتیٔ اعظم پر جو حالات گزرے ہیں اس کا بیان کیا کیا جائے بس یہ سمجھ لیجئے کہ ان کی جگہ اگر پلٹن بھی ہوتی تو وہ اپنا مقام چھوڑ دیتی مگر حضرت ہر طرح کے حالات سے نپٹتے رہے اور ان پر خوف و ہراس نہ طاری ہوا۔لوگوں نے ترک وطن تک کا مشورہ دیا مگر استقامت کا یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا جبری نسبندی کے دور میں اس کے خلاف آواز بلند کر کے حضرت نے جس بے باکی اور حق گوئی کا ثبوت دیا اس زمانہ میں اس کی مثال مشکل ہے اللہ پر توکل کی یہ بھی ایک مثال ہے کہ فتنہ ارتداد کے سد باب میں حضرت نے جان کی بازی لگا دی میلوں پیدل چلتے بھوکے پیاسے رہ کر تبلیغ کرتے اور مشرکین کے جال میں پھنس گئے [پھنسے ہوئے] مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچایا اور جو مسلمان دھوکے میں آ کر مرتد ہو گئے تھے انہیں ارتداد سے نکال کر توبہ کرائی اور اسلام کے دامن سے پھر سے وابستہ کر دیا۔

التزام شریعت: شریعت کا جو التزام مفتیٔ اعظم نے فرمایا اسے دیکھ کر صحابہ کرام اور ان کی زندگی کو دیکھنے کا شوق پایا جاتا ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ نماز کے لئے ٹرین چھوڑ دی حتیٰ کہ اخیر وقت میں وصال سے چند گھنٹے قبل بھی نماز کا خیال رکھا اور سردی کے موسم میں باقاعدہ وضو کر کے کھڑے ہو کر نماز مغرب ادا کی۔

معمولات: سفر میں ہو یا حضر میں حضرت مفتیٔ اعظم پانچوں وقت کی نماز کے بعد وظیفہ میں مشغول رہتے تھے بقیہ وقت تعویذ لکھنے، لوگوں کی حاجت برآری اور فتویٰ نویسی میں گزرتا تھا۔ گئے رات تک اپنے تلامذہ و خدام کو فتویٰ نویسی سکھاتے رہتے رات کبھی زیادہ تر عبادت اور ریاضت میں گزرتی اکثر دوپہر کا کھانا تک نہ کھاتے مہمانوں کا بڑا خیال رکھتے اور صحت کے عالم میں خود مہمانوں کو اپنے سامنے کھانا کھلاتے اور ان کی خاطر داری کرتے۔

تبحر: مفتیٔ اعظم علم کے دریائے ذخار تھے۔ جزئیات حافظے سے بتا دیتے تھے۔ فتاویٰ قلم برداشتہ لکھ دیا کرتے تھے ان کا عمل ان کے علم کا آئینہ دار تھا ان کے عمل کو دیکھنے کے بعد اگر کتاب لکھی جاتی تو اس میں وہی ملتا جو حضرت کا عمل ہوتا تھا ہر معاملہ میں حضرت ہی کی رائے اول ہوتی تھی اور جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے۔

خصوصیات جو ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہیں: سیدی مفتیٔ اعظم احتیاط اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ان کا وہ مقام تھا جو دوسرے حضرات میں نہیں پایا جاتا تھا قدم قدم پر لوگوں کو برائی سے باز رکھنا نیکی کی تلقین کرنا اور بلا جھجھک غیر شرعی حرکت پر ٹوک دینا یہ وہ خوبیاں ہیں جو سیدی مفتیٔ اعظم میں ان کے ہم عصروں سے زیادہ پائی جاتی تھیں۔

مفتیٔ اعظم نمبر، ماہنامہ ''استقامت'' کان پور/ مئی ۱۹۸۳ء

صدر العلماء صدر الشہداء

از: قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ

مقبولیت کوئی ایسی چیز نہیں جسے مول لیا جائے یا کسی کو بخشی جائے، نہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی اسے کسی سے چھین لے غرض اس میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں محض عطائے الٰہی ہے۔ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوا: ''وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' (آل عمران:۲۶)

مقبولیت کے حصول کیلئے ماضی قریب میں لوگوں نے بڑے جتن کئے مگر نہ مل سکی، مفتیٔ اعظم نور اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد پے درپے جو واقعات رونما ہوئے، ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں، مگر وہ سب کچھ اس پر شاہد عدل ہے کہ مقبولیت محض عطائے الٰہی ہے، ایجاد بندہ نہیں۔ یہاں اتنی بات صاف کر لینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جدہ محترمہ حضرت چھوٹی بی صاحبہ نے حضور مفتیٔ اعظم کی نماز جنازہ کی امامت کے لئے دو افراد کو نامزد کیا تھا ایک میں فقیر، دوسرے حضور صدر العلماء حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اس سلسلے میں خود حضور مفتیٔ اعظم نور اللہ مرقدہ نے کسی کے لئے کوئی وصیت نہ فرمائی تھی۔

ایک صاحب نے جو اس وقت پیش پیش تھے نماز جنازہ سے ذرا پہلے رضا مسجد کے سامنے مجھ سے یہ کہا کہ: ''تحسین میاں کے لئے حکم ہوا ہے۔'' پھر از خود کہا: ''اور اگر کوئی سید آجائے گا تو وہ پڑھا دے گا۔'' میں نے فوراً کہا: ''جس کے لئے حکم ہوا ہے وہی پڑھائے۔'' غرض انہوں نے ادھوری خبر دی اور میرا نام چھپایا۔ مجھے اس تذکرے کو چھیڑنے کا افسوس ہے مگر یہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض حلقے یہ خبر اڑا رہے ہیں کہ حضور مفتیٔ اعظم نے اپنی نماز جنازہ کے لئے کسی سید کو نامزد فرمایا تھا، اس کے برعکس اس وقت کے شاہدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مفتیٔ اعظم نور اللہ مرقدہ کی جنازے کی امامت کے لئے کس کو مقرر کیا گیا اور جنازۂ مبارکہ کے قریب علمائے کرام کے ساتھ

جو معاملہ پیش آیا اس سے وہ لوگ خوب واقف ہیں اور جو مجھ فقیر کے ساتھ پیش آیا، وہ میں جانتا ہوں، اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں بہر حال میں نے بے نیت اقتداء تکبیر کہی اور ذمہ داران اہلسنت نے میری اقتداء کی۔

خیر یہ جملہ معترضہ تھا، جسے مقبولیت سے یک گونہ مناسبت ہے جو ضروری وضاحت کے لئے درمیان میں آیا۔ بالجملہ حضور صدر العلماء کو وہ مقبولیت ملی جو ہزاروں آنکھوں نے دیکھی، انہیں مظہر مفتیٔ اعظم ہند کہا گیا، ان کے جنازہ میں وہ منظر نظر آیا جس نے مفتیٔ اعظم ہند کے جنازہ کی یاد تازہ کردی اور مفتیٔ اعظم کی مظہریت پر ان کے لئے مہر تصدیق ثبت کردی۔ وہ گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے، سادگی، کم گوئی، عزلت نشینی، شہرت سے نفرت ان کی زندگی کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ وہ ان بلند پایہ لوگوں میں تھے جو نہ اپنی تعریف پر کان دھریں اور نہ اپنی مذمت کا ہوش رکھیں، نہ تعریف ان کو خوش کر سکے نہ ان کی برائی ان پر کسی طرح اثر انداز ہو سکے، ان کی زندگی پر وہ قطعہ صادق آتا ہے جس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اپنی زندگی کی تصویر کھینچی ہے ؎

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن | نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد در وے | جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

اب مجھے کہنے دیا جائے کہ وہ اپنی خوبیوں کے آئینہ میں نہ صرف مظہر مفتیٔ اعظم ہند بلکہ مظہر اعلیٰ حضرت تھے۔

گوشہ نشینی و کم گوئی اور سادگی ضرور خوبیاں ہیں، مگر ان میں وہ جاذبیت نہیں جو کسی کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لاتی ہیں تو بظاہر خوبیاں مقبولیت کے منافی ہیں۔ مگر اسے کیا کہئے کہ یہی سادی سی ادائیں ان کی مقبولیت کا سبب بن گئیں اور لوگوں کے دل ان کی طرف کھنچتے چلے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ اسباب عادیہ۔ اسباب میں تاثیر رکھنے والا وہی ہے وہ چاہے تو تاثیر الٹ دے۔ لہٰذا یہ بہت دیکھا جاتا ہے کہ شہرت و ناموری کے سارے اسباب کے باوجود کتنے لوگ گم نام بلکہ بے نام و نشان ہو جاتے ہیں اور سادگی اور خموشی کی زندگی گزارنے والوں کا

نام ونشان ان کی رحلت کے بعد ایسا ابھرتا ہے کہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا، اعلیٰ حضرت نے ایسوں ہی کے لئے تو فرمایا ؎

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں　　　مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

بڑوں کی بڑی بات، بڑوں سے جو چیز منسوب ہوتی ہے وہ اگر چہ چھوٹی ہو اس کی جداگانہ شان ہوتی ہے۔ بیڑی پینا شرعاً ناجائز وحرام نہیں، نہ یہ کوئی فضیلت ہے مگر کبھی چھوٹی سی بات جب بڑوں سے منسوب ہو جاتی ہے کسی حیثیت سے خوب ہو جاتی ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں اپنی گفتگو کو مربوط کروں اور یہ بتاؤں کہ انہوں نے اپنے آپ کو کس حد تک چھپایا۔ خود انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ''بھیڑی'' سے ''بریلی'' بذریعہ بس آرہے تھے، بس میں اور لوگ بھی سوار تھے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی خوب خوب تعریف ہو رہی تھی۔ اتفاق یہ ہوا کہ بس میں سوار لوگوں نے ممدوح گرامی کو نہ پہچانا اور خود انہوں نے کسی کو یہ نہ بتایا کہ ان کا اعلیٰ حضرت سے کیا رشتہ اور مفتیٔ اعظم سے کیا علاقہ ہے؟ یہ کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا کہ وہ اس وقت بیڑی پی رہے تھے۔ غالباً انہیں شرم محسوس ہوئی مگر حاجت داعی تھی اس لئے اپنی عادت کو دفع نہ کر سکے۔ یہاں سے وہ لوگ سبق لیں جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نسبت کا سائین بورڈ لگائے پھرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت کی روش سے سراسر منحرف ہیں۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یہ تو خلاف اولیٰ کی وجہ سے خود کو اس قدر چھپائیں اور وہ دوسرے اعلیٰ حضرت کی روش کے سراسر خلاف کھلم کھلا، ناجائز وحرام سے بھی نہ بچیں اور زبان حال سے ''پدرم سلطان بود'' کا نعرہ لگائیں۔ اس سے ملتا جلتا کسی قدر اس سے ارفع اور اعلیٰ حضور مفتیٔ اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کا ایک واقعہ اس مناسبت سے یاد آتا ہے جس سے ان کے مظہر مفتیٔ اعظم ہند ہونے پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ ہے:

مولانا حبیب رضا خاں مدظلہٗ (چھوٹے ماموں صاحب) نے مجھ سے بیان کیا کہ: ''اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے ''سہارنپور'' بھیجا، واپسی میں وہ ایک اسٹیشن پر

بیٹھے گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک بڑے میاں حضرت سے ملے پوچھا: "کہاں جاتے ہو؟" جواب دیا "بریلی" جاتا ہوں، انہوں نے دریافت کیا: "مولانا احمد رضا خاں کو جانتے ہو؟" فرمایا: "جانتا ہوں" انہوں نے کہا: "ان سے میرا اسلام کہہ دینا۔" فرمایا: "کہہ دوں گا۔" ان دونوں واقعوں میں صدر العلماء اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے متعلق جو مناسبت ہے وہ خوب آشکار ہے اور اس سے ان کا مظہر مفتیٔ اعظم ہند ہونا اور ان کی خوبیوں کا عکس ہونا خوب روشن ہے۔

ظاہر ہے وہ جن خوبیوں کے حامل تھے وہ ان کی جبلت میں اور پاک طینت میں بچپن سے تھیں، والدین، بزرگوں کی تربیت اور حسن صحبت سے وہ خوبیاں پروان چڑھیں اور ان کے علم نے ان خوبیوں کو اور زیادہ نکھارا۔

ان کی ایک نمایاں خوبی حلم وصبر وتحمل تھی اور حلم وہ خوبی ہے جو اللہ کو پسند ہے اسی لئے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے اشج بن عبد القیس (امیر وفد) سے فرمایا: "ان فیک لخصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ۔" "تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے ایک حلم اور دوسری بردباری۔ اور حلم وعلم میں تلازم ہے، دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں گویا ایک دوسرے کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے علم وحلم جس طرح ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں اسی طرح دونوں کا اطلاق ایک ساتھ ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول: "اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول "کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ" کے تحت ذکر کیا کہ انہوں نے اس کی تفسیر میں فرمایا، علماء وحکماء وفقہاء"، یعنی خلاصہ معنی آیت وتفسیر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاملان علم دین کو حکم تکوینی دیا کہ ربانی ہو جاؤ یعنی رب والے ہو جاؤ، اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم سکھاتے اور اس کا درس کرتے ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "رَبّٰنِیّٖنَ" کی تفسیر میں فرمایا، یعنی ربانیین سے مراد اہل علم وصاحبان حلم اور حاملان فقاہت ہیں۔

یہاں سے ایک عالم کی شان ظاہر ہوئی۔ صدر العلماء، تو نہ صرف ایک عالم تھے بلکہ انہوں نے

سیکڑوں علماء بنائے اور ہزاروں کے سینوں میں علم دین کو ودیعت چھوڑا۔ یہ ان کے لئے وہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب ان کو قیامت تک ملتا رہے گا۔ حدیث میں آتا ہے: ''اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا۔'' جب آدمی دنیا سے چلا جاتا ہے اس کے عمل کا اجر منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، باقی رہنے والی کوئی چیز (دینی مدرسہ، مسجد، سرائے) یا علم نافع یا نیک اولاد جو میت کے لئے دعا کرے۔ اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ ان کا اجر جاری ہے اور وہ اپنے علم سے زندہ ہیں چناں چہ شاعر کہتا ہے ۔

اخو العلم حی خا لد بعد موته   واوصاله تحت الترا ب رميم

وذوالجهل ميت وهوماش علی الثری   يعد من الاحيا ء وهو عديم

یعنی عالم اپنی موت کے بعد بھی زندۂ جاوید رہتا ہے۔ اگر چہ بالفرض اس کی ہڈیاں مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو جائیں، اور جاہل جیتے جی مردہ ہے حالانکہ وہ زمین پر چلتا ہے۔ زندوں میں شمار ہوتا ہے حالانکہ وہ معدوم ہے۔ اختتام کلام پر یہ سوال اٹھتا ہے کیا انہیں شہادت کا درجہ ملا؟ اگر انہیں شہادت ملی تو وجوہ شہادت کیا ہیں؟

شہید وہی نہیں جو ظلماً دھار دار ہتھیار سے قتل کر دیا جائے۔ حکم آخرت میں شہیدوں کی ایک لمبی قطار ہے حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تیس (۳۰) تک شہیدوں کا شمار کیا۔

چناں چہ ''درمختار'' ۲/ ۲۵۲ میں ہے: ''و کل ذالک فی الشهيد الکامل۔'' یعنی وہ تمام شرطیں جو مذکور ہوئیں وہ شہید کامل (حکم دنیا و آخرت میں شہید کے بارے میں ہیں جب وہ تمام شرطیں پائی جائیں گی تو ایسے شہید کو غسل نہ دیا جائے گا اور وہ چھ (۶) ہیں عاقل و بالغ ہونا اور دھاردار ہتھیار سے مقتول ہونا، اور یہ کہ نفس قتل سے کوئی مالی معاوضہ واجب نہ ہو، اور جنابت سے پاک ہونا، اور بے مہلت فوراً موت واقع ہونا۔ ''ردالمحتار'' میں ہے: ''(قوله و لک ذالک) أي ما تقدم من الشرو ط وهی ست کمافی البدائع۔ العقل والبلوغ والقتل ظلما وان

لا یجب بہ عوض مالی، والطھارۃ عن الحدث الاکبر، وعدم الارتثاث۔"

نیز "درمختار" میں ہے:"والا فالمرتث شھید الاخرۃ وکذا الجنب ونحوہ، ومن قصد العدو فاصاب نفسہ ، والغریق والحریق والغریب والمھدوم علیہ والمبطون والمطعون والنفساء والمیت لیلۃ الجمعۃ، وصاحب ذات الجنب ومن مات وھو یطلب العلم، وقد عدّھم السیوطی نحو الثلاثین۔"

نیز درمختار میں عبارت سابقہ سے متصل فرمایا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔"ورنہ مرتث یعنی جو قتل کے فوراً بعد انتقال نہ کرے حکم آخرت میں شہید ہے اور یوں ہی جنابت کی حالت میں قتل ہونے والا اور اسکے مثل، اور یوں ہی وہ جو دشمن کے ارادے سے نکلے اور کسی وجہ سے خود ہلاکت میں پڑ جائے اور ڈوب کر، جل کر اور ① سفر میں انتقال کرنے والا اور وہ ② جس کی موت کسی چیز سے دب کر، جل کر ہو جائے اور شکم اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا نفاس کی حالت میں مرنے والی عورت اور ③ جمعہ کی رات میں انتقال کرنے والا اور مرض ذات الجنب میں مرنے والا اور وہ ④ جسے طلب علم کی حالت میں موت آئے اور سیوطی نے شہیدوں کو تیس (۳۰) تک گنا۔

"(قولہ ونحوہ) ای کالمجنون والصبی والمقتول ظلماً اذا وجب بقتلہ مال۔"
"ردالمحتار" میں نحوہ کے تحت بطور مثال مجنون اور بچے اور وہ بھی جو ظلماً قتل کیا جائے جبکہ نفس قتل سے مال واجب ہو شہید ہے۔(ان کو شہید آخرت میں شمار کیا)"(قولہ والمطعون) وکذا من مات فی زمن الطاعون بغیرہ اذا اقام فی بلدہ صابرا محتسبا فان لہ اجر الشھید کما فی حدیث البخاری، وذکر الحافظ ابن حجر انہ لا یسئل فی قبرہ۔اجھوری۔"

نیز "ردالمحتار" میں "درمختار" کے "قول المطعون" کے تحت فرمایا اور یوں ہی وہ شہید ہے جو زمانۂ طاعون میں بغیر مرض طاعون انتقال کرے جب کہ اپنے شہر میں صبر اور طلب اجر کے ساتھ ٹھہرا رہے اس لئے کہ اس کے لئے اجر شہید ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث ہے۔اور حافظ ابن حجر نے ذکر کیا کہ اس سے قبر میں سوال نہ ہوگا۔"

نیز ''ردالمحتار'' میں ہے: ''(قولہ والنفساء)ظاھرہ سواء ماتت وقت الوضع او بعدہ قبل انقضاء مدۃ النفاس۔'' اسکا ظاہر یہ ہے کہ ایسی عورت کے لئے حکم شہادت ہے عام از یں کہ ولادت سے پہلے مرجائے یا بعد ولادت نفاس کی مدت گزرنے سے پہلے۔

نیز ''ردالمحتار'' میں ہے: ''(قولہ والمیت لیلۃ الجمعۃ)اخرج حمید بن زنجویہ فی فضائل الاعمال عن مرسل ایاس بن بکیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات یوم الجمعۃ کتب لہ اجر شہید۔اجھوری'' ''حمید بن زنجویہ'' نے فضائل اعمال میں ''ایاس بن بکیر'' کی حدیث مرسل تخریج کی کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو جمعہ کے دن موت آئے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے۔اجھوری''

نیز ''ردالمحتار'' میں ہے: ''(قولہ وھو یطلب العلم)بان کان لہ اشتغال بہ تالیفا او تدریسا او حضورا فیما یظھر،ولو کل یوم درسا،ولیس المراد الانھماک۔''

یعنی طلب علم کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو علم سے شغف ہو تالیف یا تدریس یا مجلس علم میں حاضر ہونے کے طور پر اس وجہ کی رو سے جو ظاہر ہے اگر چہ ہر دن ایک درس ہو اور اس میں منہمک ہونا مراد نہیں۔

چناں چہ ''سیوطی'' نے فرمایا: ''جو مرض شکم میں مرجائے(شہید ہے)'' اور اس میں اختلاف ہے آیا مراد ''استسقاء'' ہے یا ''اسہال'' دونوں قول ہیں اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ حدیث کی بشارت دونوں کو شامل ہو یا جو ڈوب کر،دب کر یا مرض ''ذات الجنب'' میں مرے شہید ہے(مرض ''ذات الجنب'' کچھ زخم ہیں جو پہلو کے اندر سخت درد کے ساتھ رونما ہوتے ہیں پھر پہلو میں پھٹ جاتے ہیں)اور وہ عورت جو بوجہ ''جمع'' انتقال کرجائے ''جمع'' جیم کے ضمہ کے ساتھ اور کسرہ کے ساتھ اور کبھی جیم کے فتحہ ساتھ مستعمل ہوتا ہے،مراد اس سے وہ شے ہے جو عورت کے جسم میں مجتمع ہو حمل یا بکارت۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بوجہ جمع مرجائے شہید ہے۔'' ''دق'' میں(بیماری جو پھیپھڑوں میں ہوجاتی ہے)کی وجہ سے مرے وہ بھی شہید ہے۔جس کی وجہ سے جسم گھٹتا اور پیسلا

پڑنے لگتا ہے اور جو غریب الوطنی میں یا مرگی میں یا ⑤ بخار میں یا اپنے اہل یا اپنی جان یا حق کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے یا کسی کے عشق میں بشرطیکہ پرہیزگاری اور پوشیدگی سے لے، اگرچہ وہ عشق حرام و گناہ ہو یا جو اچھو لگنے سے مرے یا جسے درندہ پھاڑ کھائے یا ظلماً سلطان قید کردے یا سلطان ظالم کے مارنے سے مرجائے یا اس کے خوف سے چھپا ہوا اور اسی حالت میں مرجائے یا کوئی زہریلا جانور اسے ڈس لے اور وہ مرجائے یا علم شرعی کی طلب میں انتقال کرے یا بے اجر طلب ثواب کے لئے اذان دیتا ہو یا سچا تاجر ہو یا وہ جو اپنی بیوی اپنی اولاد اور اپنے مملوک غلام یا کنیز کے نفقہ کے سعی کرنے کی حالت میں مرجائے، ان میں اللہ کے حکم کو قائم رکھتا ہو اور ان کو حلال روزی کھلاتا ہو۔

اللہ کے ذمہ پر حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہداء میں رکھے، جس کی موت سمندر میں چکر آنے کی وجہ سے واقع ہو اور جس کو قے آئے اس کے لئے اجر شہید ہے اور وہ عورت جو غیرت پر صبر کی حالت میں مرے اس کے لئے اجر شہید ہے اور جو ہر دن ۲۵ ر مرتبہ یہ دعا پڑھے: ''اللّٰھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت۔'' اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا اجر دے۔ اور جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے تین روزے رکھے۔ اور ⑥ سفر وحضر میں وتر نہ چھوڑے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے، اور سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں: ''⑦ میری امت کے بے راہ رو ہونے کے وقت میں جو میری سنت کو مضبوطی سے تھامے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کے لئے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ہے اور جو اپنی بیماری میں چالیس (۴۰) مرتبہ ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔'' پڑھے اور مرجائے اس کو شہید کا ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو جائے تو اس حال میں اچھا ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

نیز امام اجھوری مالکی علیہ الرحمہ نے درج ذیل شہید گنائے، جو سرحد اسلام پر اس کی نگہداشت کے لئے گھوڑا باندھے اسی حالت میں اس کی وفات ہو جائے، اور وہ جو ہر رات سورۃ یٰسین پڑھتا ہو۔ اور جو گھوڑے وغیرہ کسی سواری سے گرا انتقال کر جائے، اور وہ جو رات بھر باوضو

رہے پھر اسی حالت میں دنیا سے چلا جائے۔ اور ⑧ جو زندگی بھر لوگوں سے تواضع و مدارات کے ساتھ پیش آئے اور جو ⑨ نبی ﷺ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجے اور جو اللہ کے راستہ میں شہید ہونے کی سچی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب دے۔

اور حضرت حسن بصری سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو برف سے نہایا تو اسے ٹھنڈ لگی پھر وہ مرگیا انہوں نے فرمایا یہ کیسی شہادت ہے، اور ترمذی نے معقل بن یسار سے حدیث تخریج کی انہوں نے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے جو صبح "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" تین مرتبہ پڑھے اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے کردے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اب اگر اس دن اس کا انتقال ہو جائے تو وہ دنیا سے شہید جائے گا اور جو شام کو یہ وظیفہ پڑھے اسی منزلت میں ہوگا یہاں تک کہ صبح ہو اب شہیدوں کا عدد چالیس (۴۰) سے زیادہ ہوگیا اور بعض علماء نے پچاس (۵۰) سے زیادہ شمار کئے۔ ھذا کلہ ملخص ما فی رد المحتار بتصرف یسیر وحذف تکرار۔

تفصیل موجب تطویل ہوئی از آں جا کہ اس میں فوائد کثیرہ تھے ہم وہ پورا کلام نقل کرلائے مقصود اس سے نفع مسلمین ہے۔

یہ باتیں لائق مطالعہ اور یاد رکھنے کے قابل ہیں ہمارے ممدوح کے لئے جو وجوہ شہادت مجتمع ہوئے ان پر نشان لگا دیئے ہیں، ان میں نمبر ④ اور نمبر ⑦ صدر وجوہ ہیں ہم امید کرتے ہیں صدر علماء صدر شہداء ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صدر العلماء نمبر، ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف/ اکتوبر ۲۰۰۷ء

خطبۂ صدارت

بموقع: پندرھواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

منعقدہ: ۱۸/۱۹/۲۰/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۶/۷/۸/اپریل ۲۰۱۸ء

از: تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ، مفتیٔ اعظم مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ سیدنا محمد وآلہ الصفوۃ وصحبہ القدوۃ ومن حذا حذوھم، ونحیٰ نحوھم، فاتخذھم أسوۃ

معزز علمائے دین ومفتیان شرع متین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ فقیر بے مایہ جامعۃ الرضا میں انعقاد پذیر اس پندرھویں فقہی سیمینار میں آپ حضرات کی شرکت پر بہت ہی ممنون ومسرور ہے، آپ حضرات کی علمی ودینی مصروفیات نے آپ کو جو رفعت ومنزلت عطا فرمائی ہے اس پر قرآن عظیم اور احادیث کریمہ شاہد ہیں، اس کے ساتھ ہی ہمہ دم خشیت الٰہی کا استحضار علماء ہی کا وصف لازم ہے۔

رفعت درجات وخشیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہم سب اخلاص وللّٰہیت کے سایہ میں مسائل جدیدہ کے استخراج احکام میں اپنی پوری بصیرت بروئے کار لائیں اور کتاب وسنت نیز فقہائے کرام کے اقوال راجحہ منقحہ کی روشنی میں دینی فکر کی صحیح سمت متعین کریں، جب مختلف رائیں سامنے آتی ہیں تو اس وقت دلائل کی تنقیح وترجیح اور متضاد نظائر میں سے کسی ایک کا مسئلہ دائرہ پر منطبق کرنا سخت آزمائش کا موقع ہوتا ہے، ایسے موقع پر اخلاص نیت ہی سے مسائل کا حل آسان ہوتا ہے۔

اس لئے مجھے یہ احساس دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ علمائے امت ہیں بالفاظ دیگر آپ شریعت کے امین ہیں یہ آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ آپ نئے مسائل میں پوری دیانت سے

اپنی فکر کو بروئے کار لائیں اور منہج اسلاف کو رہنما بنائیں اور اشباہ و نظائر میں نظر صحیح سے کام لیں اور نوازل کے احکام و علل اصول شرع کی روشنی میں دریافت کریں پھر آپ کی فکر جس نتیجے پر پہنچے اس پر خوب نظر کر کے کوئی فیصلہ سنائیں اور خود اعتمادی سے بچنے کے لئے ہماری رائے ہے کہ اپنے فیصلے کی تصویب و تصدیق کے لئے بہر حال اکابر کی طرف رجوع کریں، خصوصاً جب کہ ضرورت درپیش ہو تو پوچھنے سے اور مراجعت سے ہرگز گریز نہ کریں۔ فانما شفاء العی السوال، او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [سنن ابی داؤد] اور اگر ہم سے کوتاہی کے باعث دریافت احکام میں خطا ہوئی ہو تو بعد علم لازم ہے کہ رجوع کریں تاکہ اللہ ہم پر اپنی رحمت فرمائے اور ہم پناہ رحمت میں ہوں۔ یتوب اللہ من تاب

یہاں یہ یاد رہے کہ ظہور حق کے بعد اپنی جمی ہوئی رائے سے رجوع کرنا اور اعتراف خطا اور قبول حق امام اعظم ابوحنیفہ و دیگر مجتہدین اور ان کے متبعین کا شیوہ رہا ہے، کماھو فی الکتب مذکور ہمیں ان کی سنت سے روگردانی زیب نہیں دیتی کہ ہم ان کے مقلد ہیں۔ ''نہر الفائق'' پھر ''عالمگیری'' میں ہے: '' ولاینبغی لہ ان یحتج للفتویٰ اذالم یسأل عنہ واذااخطا رجع ولایستحی ولا یأنف۔'' (نہر الفائق ج ۳ ص ۵۹۹)

قرآن حکیم میں بظاہر اس سے خطاب ہوا جو اتباع ھویٰ سے معصوم ہے ارشاد ہوا: ''یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً (الی قولہ) فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ الآیۃ۔ اور حقیقتاً یہ خطاب حکام، علماء اور ناقلان فتویٰ سے ہے کہ وہ نصیحت مانیں اور اتباع ھویٰ کا ہولناک انجام سوچیں اور اس وعید کی شدت پر غور کریں جو بر سبیل فرض معصوم کو سنائی گئی تو ہم غیر معصومین کی کیا بساط؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت بخشے اور اتباع ہویٰ و تشہی کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔

ایک مقصد اس ''شرعی کونسل'' کے قیام سے یہ تھا اور ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکیں، ہلانے والے ہل جائیں۔

مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہو کہ مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگان کے لئے رہبر و رہنما ہے مگر صد افسوس! اب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیں تصریحات اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کر رہے ہیں اور ان کی تحقیقات کے برخلاف اپنی نئی تحقیقیں پیش کر رہے ہیں، جب کہ اس بارگاہ فیض سے منہ موڑنا نہ صرف سوئے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزادروی کو ہوا دینے کے مرادف ہے۔

بہر حال اہل حق کو اپنی فکر لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ شرعی کونسل اور اس کے فقہی سیمینار امتیازی شان کے ساتھ شریعت کے دائرے میں اپنا کام مستقبل میں بھی انجام دیتے رہیں گے اور حق گوئی اور حق پسندی اور حق پر استقامت اس کا طرۂ امتیاز رہے گا۔

اخیر میں بطور یاد دہانی گزارش ہے کہ درمیان بحث مخاطب کے حفظ مراتب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور اظہار حق کے لئے اپنے استدلال کو بلطف و نرمی و حکمت کے ساتھ پیش کریں اور کم سے کم وقت میں بحث کو سمیٹنے کی کوشش کریں اور لفظی بحث سے احتراز کریں، آپ جیسے تجربہ کار افراد کی کوششوں سے میں پوری امید رکھتا ہوں کہ زیر بحث مسائل:

(۱) ڈیجیٹل کرنسی (digital currency) کی شرعی حیثیت اور ان کی خرید و فروخت کا حکم۔

(۲) مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی شرعی حیثیت۔

(۳) نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم۔

جیسے اہم مسائل میں ہم کسی اہم فیصلے تک پہنچ جائیں گے۔ و باللہ التوفیق

یہ چند باتیں حسب دستور سابق آپ سے گزارش کی گئیں اور ان کی اہمیت آپ جیسے ہوش مند،

نکتہ سنج، حاملان امانت شرع اور مسلک اہلسنت کے دردمند اور اس کی شناخت بنام مسلک اعلیٰ حضرت کے نگہبان و پاسبان حضرات پر پوشیدہ نہیں، اس لئے ان کے اعادے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بار بار اس کا اعادہ بطور تجدید عہد وتسخیر خویش و یاد دہانی برائے دیگراں ضروری ہے، پھر بظاہر خطاب اگرچہ حاضرین سے ہے مگر ابلاغ واعلام غیر حاضرین کے لئے بھی ہے یا بالفاظ دیگران کو بھی سنانا ہے اس دور پرفتن میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شخصیت بحیثیت امام اہلسنت اور زیادہ اجاگر ہوئی ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہلسنت کی صحیح پہچان اور حنفیت اور تقلید ائمہ مجتہدین اور ان کے ساتھ نیازمندی کا امتیازی نشان بن کر ہر دور سے زیادہ اس دور میں ابھر رہا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ کہیں کہیں اس کے خلاف کوئی آواز دبی دبی سنائی دیتی ہے تو کہیں بعض تحریروں سے اس کی مخالفت نمایاں ہوتی ہے بلکہ شدہ شدہ اس امر میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور اعلیٰ حضرت سے اختلاف کا حوصلہ رکھنے والے گوناگوں رنگارنگ ہیں اور ان کے مقاصد جدا جدا ہیں مجھے اس جگہ اس کی تفصیل کی حاجت نہیں کہ یہ بات سب پر ظاہر ہے عیاں راچہ بیاں، البتہ مسائل میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کا حوصلہ رکھنے والے کہیں کہیں خود اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں جیسا کہ خود میں نے بعض سے سنا، کاش! ان لوگوں میں کوئی ایسا ہوتا جو اعلیٰ حضرت کی روش کو رہنما بناتا اور تشہی اور شخصی مفاد ولحاظ اغنیاء سے گریزاں خداداد لیاقت وتمیز وافر سے کام لے کر تنقیح مسائل غیر منقحہ کرتا اور ائمہ فتویٰ ومقتدایان قضا وافتاء کے نشان قدم پر قدم رکھتے ہوئے صحیح ورجیح کو جلوہ دیتا اور مرجوح سے مجتنب ہو کر خلاف اجماع سے بچتا اور نقول معتمدہ کی روشنی میں یہ ثابت کرتا کہ یہی امام اعظم کا قول ضروری ہے اور التزام مذہب معین سے اس پر جو عہد عائد ہوا اور جو امانت اس کے ذمے میں آئی، اس سے عہدہ برآ ہوتا کیا واقعہ یہی ہے اور یہی مشاہدہ! اس کا جواب اصحاب فکر ونظر واہل فہم پر چھوڑتا ہوں۔

آپ جیسے حضرات سے مجھے امید ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر اور زیادہ سختی کے ساتھ عملی طور پر دوسروں کو تعلیم اور تلقین کے لئے استقامت کا مظاہرہ فرمائیں گے اور یہ بتائیں گے کہ مسلک اعلیٰ

حضرت صرف عقائد اہلسنت ہی کا دوسرا نام نہیں بلکہ بہت سارے معمولات اہلسنت کی بھی صحیح پہچان ہے یہی نہیں بلکہ یہ سچی حنفیت خصوصاً اور عموماً تقلید ائمہ مجتہدین کی تاکید اور اتباع رخص و پیروی حیل کا سد باب اور التزام صحیح و ترجیح کا بھی داعی و متقاضی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے گلزار علم کے خوشہ چینوں سے کچھ پھول چننے والے اگر یہ تفریق کریں کہ یہ مسائل ہیں جن میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا جا سکتا ہے تو انہیں یہ بات زیب نہیں دیتی انہیں لازم کہ وہ خوشہ چینان گلشن اعلیٰ حضرت کی روش پر رہیں جن کو کبھی یہ خیال نہ گزرا، تو ہمیں کب شایاں ہے کہ ہم ان اکابر کی روش سے قدم باہر نکالیں۔

لہٰذا ہماری شرعی کونسل کا دستور ہے کہ ہم نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ تحقیقات اعلیٰ حضرت تو تحقیقات اعلیٰ حضرت، ان کے حاشیہ نشیں نامور علمائے کرام مثل صدر الشریعہ و مفتی اعظم کی تحقیقات کو تختۂ مشق بنائیں اور ان کی تحقیق پر تحقیق کریں۔ مجھے کہنے دیا جائے کہ شرعی کونسل کے جہاں کچھ اچھے پہلو ہیں وہاں کچھ افسوسناک پہلو بھی ہیں جو آپ شرکائے شرعی کونسل سے پوشیدہ نہیں اور ماضی قریب میں بعض پہلو رونما بھی ہوئے۔

اللہ جزائے خیر دے محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی کو جنہوں نے ہر جگہ اور یہاں بھی ان پر نظر رکھی اور بروقت ان کا سد باب کیا اور جن دردمندان مسلک اعلیٰ حضرت نے ان کا ساتھ یہاں یا جہاں کہیں دیا وہ بھی لائق صد تحسین اور مستحق دعائے خیر ہیں، اللہ ان سب کو ہمیشہ توفیق خیر اور برکات دارین سے نوازے۔

شرعی کونسل کی فکر کے بانی علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب میں ہوئے، جنہوں نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال اور رویت ہلال کے مسائل کے لئے ہنگامی نشست کا اہتمام جامعہ اشرفیہ میں فرمایا تھا، جس میں یہ فقیر بھی حاضر تھا، اس کے پیچھے یہ جزئیہ کارفرما تھا کہ عوام جن کو ان مسائل میں ابتلا ہے ان کے لئے بقدر امکان شرع سے کوئی راہ نکلے بصورت دیگر اکابر علمائے

اہلسنت جو امنائے شریعت ہیں کے فیصلے پر عوام وخواص سب کاربند ہوں مگر لاؤڈ اسپیکر، رؤیت ہلال و اقامت جمعہ کے مسائل کے سلسلے میں کیا ہوا؟ وہ سب پر ظاہر ہے، مجھے اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اپنی فکر لازم ہے موجودہ سیمینار میں جو مسائل درپیش ہیں، آپ حضرات سے امید ہے کہ ان کا شرعی حل بفیض اعلیٰ حضرت نکالیں گے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ تصریحات اعلیٰ حضرت کو رہنما بنائیں گے اور انہیں کی رہنمائی کی روشنی میں قول صوری کیا ہے؟ اور قول ضروری کیا؟ واضح فرمائیں گے اور کسی مسئلے میں ائمہ مذہب کی نص صریح اگر مل جائے تو اپنی بحث سے دست بردار ہوں گے اور ان کی نص کو حکم شرع مان کر تسلیم فرمائیں گے۔

ہمیں احساس ہے کہ آپ نے اپنے اوقات عزیز میں سے کچھ قیمتی وقت نکالا اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے آپ شریک اجلاس ہوئے ہیں ہم "شرعی کونسل" کے تمام شرکاء کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ تمامی حضرات کو کامیابی سے ہم کنار کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفر لہ

بانی وسرپرست اعلیٰ: شرعی کونسل آف انڈیا

رکن فیصل بورڈ: شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۶؍اپریل ۲۰۱۸ء
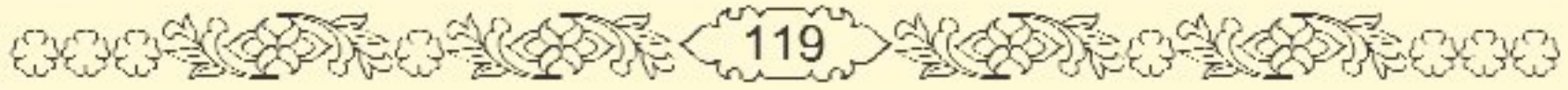
پیشِ لفظ

تقاریظ

دعائیہ کلمات

نام کتاب: دفاعِ کنزالایمان (حصہ اول)
مصنف رمرتب: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمہ
ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ، شاخ اورنگ آباد، ہند

پیش لفظ

کنزالایمان کی دفاع میں لکھا گیا۔فقیر کا ایک مقالہ آج سے تقریباً گیارہ سال قبل ماہنامہ المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں "امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔کن کن مراحل سے گزرنے کے بعد یہ "دفاع کنزالایمان" کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہو کر منظر عام پر آیا اس کی تفصیل آپ اگلے صفحہ پر عزیزی عبد النعیم عزیزی کی تحریر کردہ سطور سے جان لیں گے۔

مولائے قدیر انہیں جزائے خیر دے کہ ان کی کاوش سے فقیر کا برسوں پرانا مضمون کتابی شکل میں آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ و التسلیم قاسمی کے رد میں لکھے گئے مضمون کی قسطیں یکجا کر کے اعلان کے مطابق جلد ہی "دفاعِ کنزالایمان" حصہ دوم کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

دعا کریں کہ اللہ عزوجل ہم سب کو خدمت دین کے لیے تصنیفی و اشاعتی میدان میں آگے بڑھائے۔ (آمین)

دعا گو

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

سوداگران، بریلی شریف

نام کتاب: ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن
مصنف: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری علیہ الرحمہ
ناشر: آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، مہاراشٹر، انڈیا

....

عرضِ ازہری

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

ٹی وی اور ویڈیو کے متعلق فقیر کے سابق و لاحق جملہ مضامین ہدیۂ قارئین ہیں۔ ان سے اظہارِ حق مقصود ہے وبس۔ کسی کی تضحیک و تجہیل مقصود نہیں، برتری یا سخن پروری ہرگز مقصود نہیں، فقیر نے کسی واجب الاحترام ہستی پر ہرگز جسارت نہ کی، فقیر کی کسی تحریر سے کسی بزرگ پر جسارت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور کسی کے قول کے متعلق یہ کہہ دینا کہ یہ ہم پر حجت نہیں "اس کے قول کو صراحۃً مردود یا مرجوح بتانا بھی نہیں۔" پھر دلائل و براہین کی روشنی میں کسی کے قول کو رد کرنا کوئی جسارت نہیں ورنہ کوئی جسارت وسوءِ ادب سے نہ بچے گا اور میرے دلائل و براہین بفضلہ تعالیٰ معروف ہیں اور اکثر و بیشتر کو مقبول ہیں۔

فقیر نے اپنی تحریروں میں عناد و مکابرہ اور مجادلہ سے کام نہیں لیا ہے نہ اپنے انداز سے صدائے "ہم چنیں دیگرے نیست" بلند کی ہے۔ اور ان تہمتوں سے برأت کے لئے فقیر کو آقائے نعمت مخدوم گرامی منزلت سیدی وسندی و ذخری کنزی لیومی وغدی حضرت العلام سید مصطفی حیدر حسن میاں صاحب قبلہ، حسن زیب سجادہ سرکارکلاں مارہرہ مطہرہ کی تقریظ جمیل و تصدیق جلیل بس ہے، اور ممدوح مذکور بزرگوار جانبین ہیں۔

سابقہ مضامین کے بعد مختصر مضمون (حصہ دوم ٹی وی اور ویڈیو کا شرعی حکم) احباب کی فرمائش پر لکھا ہے۔ اس میں اصالۃً مقصود یہ ہے کہ ٹی وی اور ویڈیو کے عکوس کا شرعی حکم ظاہر کیا جائے۔ اس

سلسلے میں کتاب ''ٹی وی ۔ویڈیو'' کے جن کلمات سے اپنے دعوے کی تائید ہوتی ہے انہیں سے کچھ کو ذکر کر دیا ہے اور استطراداً وضمناً کہیں کہیں بعض عبارتوں کا رد بھی ہو گیا ہے اور استیعاب مقصود نہیں نہ اس کی ضرورت ہے اور اپنے نزدیک جو حق ہے وہ اسی قدر سے بفضلہ تعالیٰ ظاہر ہے۔ان تمام کلمات سے مقصود ہدایت عوام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ھو الھادی الیٰ سواء السبیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفرلہ

نام کتاب: الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ

مصنف/مرتب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

مترجم: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمہ

ناشر: دار النعمان، کراچی

....

تقریظ جلیل

از جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ

حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی زیدہ مجدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے عربی شاہکار "الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ" کو میرے اردو ترجمہ کے ساتھ جدید طباعت کے ساتھ شائع کرنے جارہے ہیں، جس میں انہوں نے نصوص کی تخریج، ترجمے کی تسہیل اور تشریح طلب مقامات میں مختصر تشریح کا خاص اہتمام کرتے ہوئے کتاب اور صاحب کتاب سے متعلق ایک تفصیلی مقدمہ بھی شروع میں تحریر کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ القوی

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/ مطابق ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۳ء

بریلی شریف، یوپی

نام کتاب: فوزمبین درردِ حرکت زمین

مصنف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ

مرتب: ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

ناشر: شبیر برادرز، لاہور، پاکستان

....

چند حروف

جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

فقیر کو فوزمبین درردحرکت زمین کا قلمی نسخہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی سے تقریباً ۳½ (ساڑھے تین) سال قبل ملا تھا جس کی تبییض اور اشاعت کا کام عزیزی عبد النعیم عزیزی کو سونپ دیا تھا۔ فقیر نے تبییض کے کام میں عبد النعیم عزیزی کی شروع میں مدد کی تھی بعدہٗ انہوں نے پورا نسخہ خود سے نقل کیا اور بیچ بیچ میں جہاں انہیں دقت محسوس ہوئی کبھی کبھی فقیر سے مدد لے لی، چوں کہ فقیر کے ساتھ دوروں پر عبد النعیم عزیزی بھی جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کی دیگر مصروفیات بھی ہیں، اس لئے تبییض، کتابت وطباعت میں اتنا عرصہ لگ گیا۔

بہر حال حتی الوسع عزیزی عبد النعیم عزیزی نے ترتیب وتصحیح کے کام میں کافی محنت کی ہے اور اب گردش زمین کے رد پر جدی الکریم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کی یہ مشہور زمانہ کتاب ہدیۂ ناظرین ہے۔

علماء، فضلاء، پروفیسر صاحبان ودانش وران اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم مطلع کریں تاکہ آئندہ اڈیشن میں اسے درست کرلیا جائے۔ ان ارباب علم ودانش سے یہ بھی گزارش ہے کہ کتاب ھذا پر تحقیقی کام بھی کریں اور اگر کوئی صاحب یا چند صاحبان مل کر اس کا انگریزی ترجمہ کرڈالیں تو اور بھی بہتر ہوگا اور پھر اسے جدید ہیئت وفلسفہ اور سائنس وریاضی کے ماہرین تک

پہنچا کر انہیں بھی اس پر تحقیقی اور تنقیدی کام کرنے کی دعوت دیں تاکہ حق ظاہر ہو۔

جہاں تک فقیر کا گمان ہے یہ کتاب آج تک مکمل شکل میں نہیں چھپ سکی ہے اور اسے پورا کا پورا چھپا کر منظر عام پر لانے کا شرف عبد النعیم عزیزی، ادارہ سنی دنیا بریلی شریف کو حاصل ہو رہا ہے۔

ہم اس کتاب پر ارباب علم و دانش کے تبصرے و تاثرات اور تنقیدات کا انتظار کریں گے۔

فقیر اختر رضا خاں ازہری قادری غفر لہٗ

بریلی شریف

نام کتاب: سفینۂ بخشش (رومن)
مصنف: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری علیہ الرحمہ
ناشر: انجمن فیض رضا، سری لنکا

FOREWORD

BY HUZŪR TĀJUSH SHARI'AH

Nahmaduhu Wa Nusalli Alā Rasūlihil Karīm

I have been told that Muhammad Tahir Raza from Colombo, Lanka has done the transliteration of Safīna-e-Bakhshish, my poetic collection in praise of Sayyiduna Rasūlullah صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم,

May Allah accept his effort and keep him firm on the path of Ālā Hazrat.

Wa SallAllahu Ta'Āla Alā Khayri Khaliqihī wa Nūrī arshihi Sayyidunā Muhammad wa Alā Ālihi Wa Sahbihi Ajma'īn.

Muhammad Akhtar Raza Khan

25th Safar al-Muzaffar 1433 Hijri [Bareilly Shareef]
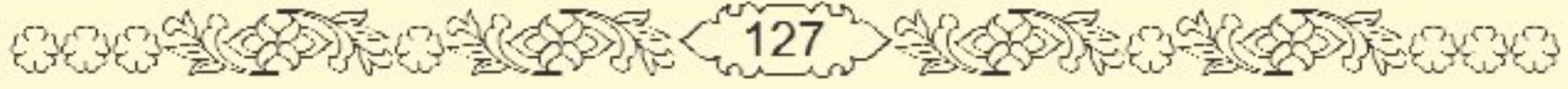
نام کتاب: شمس السالک الیٰ شرح مؤطا مالک
مصنف/مرتب: علامہ شمس الہدیٰ خان مصباحی
ناشر: مجلس البرکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، انڈیا

....

تقریظ

سماحة المحدث الفقيه تاج الشريعة محمد اختر رضا القادری الازهری

المفتي الاكبر بالديار الهندية

و مؤسس جامعة الرضا مدينة، بريلي الشريفة، الهند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله المسلسل آلاءه، المتصل نعماءه غير مقطوع جوده و بلاءه۔ ذكره لكل ضعيف سند، و هو المستعان فی وصل المقطوع و رفع الموضوع۔

و افضل الصلوات و العوالی النزول، و اكمل السلام المتواتر الموصول، على اجل مرسل، و كشاف كل معضل، العزيز الفرد فی كل غريب، و على آله و صحبه و كل صالح من حزبه، و رواة علمه، و دعاة شرعه، و رعاة ادبه، و على كل من له و جادة و مناولة من افضاله الواصلة الدارة و المتواصلة۔

و بعد فقد قرأ علی العزيز محمد عاشق حسين الكشميری من شرح المؤطا الذی عمله الفاضل البازغ محمد شمس الهدیٰ جعله الله كاسمه شمس الهدی شيئًا يسيرًا، ففرحت به فرحاً كبيرا، حيث الفيته قد جمع علما غزيراً أدل على نباهة جامع و علو كعبه فی علم الحديث، و زادنی فرحاً مابلغنی أن العامل المذكور صين عن الشرور قد اودع هذا الكتاب تحقيقات باهرة و ابحاثا فاخرة لجدنا الامام الاوحد

مولانا الشيخ أحمد رضا خان قدس الله سره۔

ومن أبرز ماوقفت على ميزات هذا الشرح أنه يتحدث عن المسائل الخلافية وعن ادلتها، ويتكلم عن جهة الاستنباط ويرجح مذهب الامام أبی حنفية رضی الله تعالیٰ عنه، كما يتناول الرد على التحامل الذی وقع من الفاضل اللكنوی على صاحب المذهب امامنا الاعظم، ويجلی للقارئين عرائس نفائس اجتلاها الامام أحمد رضا قدس سره فی فتاواه المسماة "بالعطايا النبوية فی الفتاویٰ الرضوية"

جزی الله العلامة شمس الهدیٰ صاحب هذا الشرح الجليل عن الاسلام والمسلمين خير الجزاء، وادخر له الاجر الجزيل، ورزق هذا الشرح حسن القبول فی كل قبيل وعصر وجيل، ونفع به المسلمين وادخر لمن عمله جزيل الثواب، انه علی مايشاء قدير، وبالاجابة جدير۔

قاله بفمه وأمر برقمه

محمد اختر رضا القادری الأزهری غفر له

۱۷/۱/۲۰۱۰م/۳۰/۱/۱۴۳۰ھ

نام کتاب: مجدد اسلام قدس سرہٗ

مصنف/مرتب: علامہ محمد صابر قادری رضوی نسیم بستوی

ناشر: مکتبۂ امجدی، پیچپڑوا بازار، گونڈہ، یوپی، ہند

....

نَصُّ مَا كتبهٗ

العلامة الاريب والفاضل اللبيب

الشيخ اختر رضا خان الرضوی البريلوی الازهری ابن المفسر الاعظم

المعروف بجيلانی ميان الرضوی البريلوی نور اللہ مرقدہٗ مقرضا علی هذا الكتاب

بسم اللہ الرحمن الرحيم

الحمد للہ وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى لا سيّما سيدنا مُحمّدٍ وآله وصحبه أولی الصدق والصفا۔ اما بعد فقد تصفحت كتاب "مجدد الاسلام" لمؤلفه الشيخ نسيم البستوی من بعض صفحاته ذالک الكتاب الذی يقدم فكرة واضحة جليلة عن مجدد المائة الحاضرہ الشيخ احمد رضا خان البريلوی عن نسبه وعن مولده وتأثيره فی البيئة الهندية الّتی كانت مشحونة بمختلف التيارات الفكرية التی كادت تجرف المسلمين لو لا انه قيّض اللہ لهذه الامة رجالاً غيورين عليها يبثّون فيها روح الاسلام الصحيح ويجددون لها ما قد عفی من معالمه وفيهم الشيخ المجدد احمد رضا خان رحمه اللہ تعالٰی فوجدته من أحسن الكتب سهولة تناول لم يطب فيه مولفه حتی يمل ولم يوجز فيه بحيث يعسر فهمه فكان خير كتاب للبادی والمنتهی جزاه اللہ تعالٰی خير الجزاء علی هذا العمل الجّدی عن المسلمين جميعاً۔

اختر رضا خان الهندی

فی ۲۰/من محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

نام کتاب: مشینی ذبیحہ کا حکم

مصنف/مرتب: محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہٗ

ناشر: دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی، انڈیا

....

کلماتِ خیر

وارث علوم اعلیٰ حضرت، فخر ازھر، سلطان الفقہاء، قاضی القضاۃ فی الہند

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و اصحابہ الکریم اجمعین

و من تبعھم احسان الیٰ یوم الدین۔

زیر نظر کتاب مصنفہ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری رضوی امجدی میں نہایت اہم مسئلے سے تعرض کیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ جس قدر اہم ہے اسی قدر عام مسلمانوں میں اس سے غفلت کا دور دورہ ہے۔ مشینی ذبیحہ سے احتراز ہی تقاضائے احتیاط ہے خصوصاً جب کہ یہ صورت عام طور پر رونما ہو کہ الیکٹرک چھری جانور کی گردن پر چلنے کے بجائے اس کے سینے یا کسی اور عضو پر چلے، اس صورت میں مذبوح وغیر مذبوح جانور اس طرح مختلط ہو جائیں کہ تمیز متعذر ہو تو سارے جانور حرام ومردود ہوں گے۔ ذبیحے کی علت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جانور کو سنی صحیح العقیدہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے اور اگر جانور کے ذبح میں دو آدمی شریک ہیں تو دونوں کو تسمیہ پڑھنا ضروری ہے۔ ذبح کے بعد جانور کا گوشت کاٹنے، بنانے، گاڑی پر لادنے محل بیع تک پہنچنے تک اس کا نگرانیٔ مسلم میں ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح ایکسپورٹ کرنے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ گوشت نگرانیٔ مسلم میں ایئر پورٹ تک پہنچے، کسٹم کے مرحلے سے نگرانیٔ مسلم میں گزرے، ہوائی جہاز پر مسلم کی نگرانی میں لوڈ کیا جائے، جس پورٹ پر پہنچے ہر مرحلے میں نگرانیٔ مسلم میں ہوتا ہوا اصل مالک کو ملے، اگر کسی مرحلے میں یہ مظنون ہو کہ گوشت نگرانیٔ مسلم میں نہ رہا اس صورت میں گوشت حلال نہ ہوگا، لہٰذا محتاطین کے لئے ایکسپورٹڈ میٹ سے احتیاط ہی سبیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال بفمہ وامر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری

۱۵ر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۶ر مئی ۲۰۱۳ء بروز اتوار بمقام بریلی شریف

نام کتاب: پندرہویں صدی کا مجدد
مصنف رمرتب: حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول قادری
ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی، انڈیا

....

تقریظ تاج الشریعہ

از: تاج الشریعہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ بریلوی زیدمجدہٗ السامی

۷۸۶/۹۲

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہٖ و صحبہ الکرام أجمعین

محب مکرم عزیز القدر قاری امانت رسول صاحب نوری رضوی قادری سلمہ ربہ کا مضمون دیکھا۔ اس مضمون میں عزیز ممدوح نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ پندرہویں صدی کے مجدد مرشد برحق حضور سیدنا مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز ہوئے۔ مضمون بفضلہٖ تعالیٰ ارشادات علماء سے مشحون و مؤید ہے اور مضمون میں عزیز فاضل نے بفضلہٖ تعالیٰ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان کی سیرت طیبہ (جس کا سب سے بڑا حصہ اشاعت سنت و ازالہ بدعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عبارت ہے) کی روشنی میں ثابت کیا کہ مجدد کے مصداق سیدنا مفتیٔ اعظم ہند ہیں وللہ الحمد اور اقوالِ علماء و حدیث کی روشنی میں مجدد کی تعریف حضرت پر صادق آتی ہے۔ مولائے کریم ان کی اس سعیٔ جمیل کو قبول فرمائے اور برکات دارین سے نوازے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فقیر محمد اختر رضا خان الازہری قادری غفرلہٗ

۱۶؍ شوال ۱۴۰۷ھ

نام کتاب: الإستمداد علیٰ اجیال الإرتداد
مصنف/مرتب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ
ناشر: مدرسہ قادریہ، ڈونٹا اسٹریٹ، ممبئی، انڈیا

....

ارشاد گرامی

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

و من اتبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ عزیزم محمد اقبال، سلیم جمانی اور محمد یوسف، محمد سلیم، مقصود پٹیل و دیگر متوسلین معظم المحترم سید عبد العلیم صاحب قادری نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے قصیدہ مبارکہ "الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد"، اس کی شرح "کشف ضلال دیوبند" مصنفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کی دیدہ زیب طباعت کا اہتمام کیا۔

یہ قصیدہ مبارکہ مع اس کی شرح کے زیور طباعت سے آراستہ مجھے پیش کیا گیا حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قصیدہ نعت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم و رد وہابیت و دیوبندیت پر مشتمل ہے ساتھ ہی امام اہل سنت نے اپنے جلیل القدر خلفاء کا اس میں ذکر فرمایا ہے۔ قصیدہ مبارکہ آسان اردو اور سلیس پیرایہ میں نظم ہوا ہے جس کو ازبر کرنا آسان ہے۔ معلوم ہوا کہ جناب سید عبد العلیم صاحب قادری اپنے شاگردوں کو جب لکھنا پڑھنا سکھاتے تو ان سے قصیدہ مبارکہ کے اشعار لکھواتے اور ان کو یاد کراتے تھے اس طرح انہوں نے ابتداء سے نوخیز بچوں کی دینی تربیت

کی بنیاد ڈالی جس کا اثر ان کے تربیت یافتہ نوجوانوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔میری خواہش ہے کہ اہل سنت کے بچوں اور بڑوں میں یہ قصیدہ عام ہو اور مدارس، مکاتب میں داخل نصاب کیا جائے۔ جن لوگوں نے اس مبارک قصیدہ کی طباعت میں کسی طرح تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان کو برکات دارین سے نوازے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و الہ و صحبہ و بارک وسلم

قال بفمه و أمر برقمه

فقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہٗ

نزیل بر مکان محمد توفیق رضوی

نائیگاؤں، ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر

شب ۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

بقلم محمد شعیب رضا

نام کتاب: امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات

مصنف/مرتب: یاسین اختر مصباحی

ناشر: فرید بک سٹال، لاہور، پاکستان

....

تقریظ

جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری

محلہ سوداگران۔ بریلی شریف

محب گرامی مولانا یٰسین اختر صاحب اعظمی

زیدت مکارمکم۔ سلام مسنون!

طالب خیر مع الخیر ہے۔ فقیر نے آپ کی کتاب مستطاب "امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات" کا کہیں کہیں سے سرسری مطالعہ کیا۔ بفضلہ تعالیٰ کتاب خوب اور بہت خوب ہے۔

آپ نے اپنی اس تصنیف لطیف کے ذریعہ ایک عظیم علمی اور مذہبی خدمت انجام دی ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام ہمام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان پر ان کے مخالفین کا یہ الزام کہ "ان سے بدعتوں کو فروغ ہوا" ایسا کافور فرمایا اور خود سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے کلمات طیبات سے ایسے دستاویزی ثبوت فراہم کئے کہ ہر مخالف منصف کا ضمیر پکار اٹھے گا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر ان کے بدگویوں کا الزام محض غلط ہے اور بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا: "مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ" (النور:۱۶)

مولائے کریم آپ کی اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کو برکاتِ دارین سے بہرہ مند اور مدارجِ عالیہ پر فائز فرمائے۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۴؍رجب ۱۴۰۵ھ

نام کتاب: بہتر (۷۲) فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنف/مرتب: مولانا رضوان الرحمٰن نوری شریفی

ناشر: آل انڈیا بزم گلزارِ ملت، ناگ پور انڈیا

....

تقریظ جلیل

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری

قائم مقام حضور مفتیٔ اعظم افاض اللہ علینا من برکاتہما

صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء وصدر مفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام اجمعین

ومن اتبعھم باحسان الی یوم الدین

میں نے زیر نظر کتاب "بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں" کا پیش لفظ پڑھوا کر بغور سنا، اس سے پہلے اس مضمون کی کچھ قسطیں بھی سن چکا ہوں، بحمدہٖ تعالیٰ یہ رسالہ اہل سنت و جماعت کے لئے بہت مفید ہے۔ خصوصاً اس کا پیش لفظ جس میں پوری کتاب کا اجمالی جائزہ لیا گیا، سب سے پہلے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجیب سلمہٗ القریب المجیب نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خوب تائید کی اور حدیث افتراق امت کا صحیح مفہوم آیات واحادیث سے اور شراحِ حدیث کے اجماعی کلمات سے خوب آشکار کیا، اور اس خود ساختہ تحقیق جس کے اندر صلح کلیت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور بزور زبان اسی کو مفہوم حدیث ٹھہرانا چاہا اس کا پردہ فاش کیا۔ اس خود ساختہ تحقیق کی حمایت پر مضمون نگاری ونشرو اشاعت کے ذریعہ سے جو لوگ کمر بستہ ہوئے وہ بھی بے نقاب ہوئے۔ عوام اہل سنت اس پیش لفظ کو بار بار پڑھیں اور جو افراد صلح کلیت کی حمایت پر کمر بستہ ہیں اور اس کے لئے وہ جو وسائل اختیار کر رہے ہیں ان سے ہوشیار رہیں اور مسلک اہل سنت جس کا دوسرا نام اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت

ہے پر قائم رہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام بخشے۔

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

قال بفمہ و امر برقمہ

محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ القوی

۲۵؍ جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸؍ اپریل ۲۰۱۳ء

نام کتاب: برکات الترتیل

مصنف رمرتب: مولانا قاری محمد افروز قادری

ناشر: اکبر بک سیلرز، لاہور، پاکستان

کلماتِ دعائیہ

تاج الشریعہ فقیہ الاسلام حضور علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہٖ و صحبہ اجمعین

میں نے عزیز گرامی قدر مولانا قاری محمد افروز قادری چریاکوٹی سلمہ کا رسالہ ''برکات الترتیل'' ان سے چند مقامات سے پڑھوا کر سنا، ان کی کاوش پسند آئی۔ مجھے اپنی علالت کی وجہ سے پوری کتاب بغور دیکھنے کی فرصت نہیں۔

دعا گو ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی کتاب کو اسم بامسمّٰی بنائے، اور ترتیل وتجوید قرآن کے انوار و برکات عام فرمائے، اور عزیز موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، برکات دارین سے نوازے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۱۱ رجب ۱۴۲۵ھ / ۲۸ اگست ۲۰۰۴ء

نام کتاب: امام احمد رضا رضی اللہ عنہ ایک مظلوم مفکر

مصنف/مرتب: مولانا عبد الستار ہمدانی برکاتی رضوی

ناشر: رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور، پاکستان

....

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

و آلہٖ و صحبہ الکرام اجمعین

میں نے عزیزم مکرم مولانا عبد الستار ہمدانی کی کتاب ”امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر“ کے چند اقتباسات مختلف مقامات سے خود ان کی زبانی سنے۔ یہ اپنے طرز کی منفرد تصنیف ہے۔ جس میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمات کو اُجاگر کیا ہے اور رد بدعات و منکرات میں جس قدر ان کی تصانیف ان کے علم میں ہیں انہیں مختلف عنوان کے تحت مفصل ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کر دی گئی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کارِ تجدید سب سے نمایاں ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنے دور میں متعدد فتنوں کا سد باب فرمایا ہے، اسی لئے بد مذہب جتنی عداوت اعلیٰ حضرت سے رکھتا ہے اور کسی سے نہیں رکھتا۔

میں دعا گو ہوں کہ مولائے کریم ان کی اس تصنیف کو قبولِ عام بخشے۔ آمین

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ صحبہٖ اجمعین

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہٗ

شب ۲۵/شوال ۱۴۱۷ھ/ ۵/مارچ ۱۹۹۷ء

نزیل پور بندر

....

نام کتاب:　　شیخ کامل

مصنف/مرتب: محمد اجمل رضا قادری

ناشر:　　ادارہ افکارُ القرآن، گوجرانوالہ، پاکستان

....

ارشادِ مرشد

شہزادۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتیٔ اعظم ہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ شیخ الاسلام والمسلمین پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری قادری دامت برکاتہم العالیہ

زیب مسند آستانہ عالیہ، بریلی شریف، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب مسمّٰی "شیخ کامل" تالیف عزیزم مولوی محمد اجمل رضا قادری سلمہ الباری کو دیکھنے کا موقع نہیں مگر مجھے معلوم ہوا کہ اس کتاب میں انہوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ کے احوال واقوال ترتیب دیئے ہیں۔ امید ہے کتاب خوب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ورؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقۂ جمیلہ میں قبول فرمائے اور اس سے عوام اہل سنت کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور مصنف کے علم وعمل میں برکت اور قلم میں پختگی عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری

نام کتاب: مدالابصار (ترجمہ تشریح حاشیہ جدالممتار)

مصنف رمرتب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

مترجم وشارح: مفتی ابوالظفر غلام یاسین امجدی اعظمی

ناشر: مکتبہ ماجد الازہری، ملیر، کراچی، پاکستان

تقریظ مبارک

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و الہ و اصحابہ الکرم اجمعین

فقیر نے حضرت مولانا مفتی غلام یٰسین صاحب اعظمی کی تصنیف لطیف کہیں کہیں سے دیکھی۔ اعلیٰ حضرت کے ''حاشیہ جدالممتار'' عربی کا سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور مطالب کی تفہیم کی کوشش بروجہ احسن فرمائی۔ مولائے کریم قبول فرمائے۔ آمین

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

نزیل کراچی، شب ۸ر ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ

8ر مارچ 1998ء اتوار

نام کتاب: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ

مصنف رمرتب: علامہ عبدالمجتبیٰ رضوی

ناشر: اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ، بنارس، انڈیا

....

۹۲ / ۷۸۶

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

محب محترم مولانا عبدالمجتبیٰ صاحب رضوی اپنی تصنیف ''مشائخ قادریہ رضویہ'' میرے پاس لائے میں یہاں بنارس میں جامعہ حمیدیہ رضویہ واقع مدن پورہ بنارس کے جلسہ دستار فضیلت میں حاضر ہوا تھا اس لئے کتاب مذکور کو دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ ایک آدھ جگہ سے دیکھا کتاب کے نام سے واضح ہے کہ یہ تصنیف سوانح و حالات مشائخ قادریہ رضویہ پر مشتمل ہے۔ مولانا کے اس اقدام سے خوشی ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

قائم مقام مفتی اعظم ہند، رضانگر سوداگران بریلی شریف

۱۴ شعبان ۱۴۰۷ء

نام کتاب: تجلیاتِ امام احمد رضا
مصنف/مرتب: علامہ امانت رسول قادری رضوی
ناشر: مکتبۃ المصطفیٰ، بریلی شریف

....

تقریظ مبارک

از: نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیشوائے اہلسنت یادگار حجۃ الاسلام جانشین ونواسۂ حضور مفتی اعظم ہند
تاج المشائخ، فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا قاری مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہٗ
فاضل جامعہ ازہر مصر، صدر آل انڈیا سنّی جمعیۃ العلماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

امابعد، فقیر سراپا تقصیر نے عزیز مکرم و محترم مولوی قاری محمد امانت رسول صاحب قادری رضوی نوری مدعمرہٗ کی یہ کتاب جس کا نام جدی الکریم حضور سیدی وسندی مفتی اعظم ہند وسندھ مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے تجلیات امام احمد رضا (۱۹۸۰ء) رکھا کہیں کہیں سے دیکھی بہت پسند آئی۔ مولائے کریم قاری صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے اور عمر و علم و عمل و اقبال میں برکات سے نوازے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

بارک اللہ امانت رضوی	زائر و حاج حافظ وقاری
یہ سوانح رضائے احمد کی	جذبۂ دل سے تم نے خوب لکھی
رکھ گئے میرے مفتی اعظم	اس سوانح کا نام تاریخی
بارگاہِ رضا میں ہو مقبول	ہے خدا سے یہی دعا میری

"عارفِ اولیا رضا" کہہ دو　　تم بھی اختؔر رضا سن ہجری

(۱۴۰۰ھ)

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۱؍رمضان ۱۴۰۲ھ بروز جمعۃ مبارکہ

نام کتاب: مصدقاتِ تاج الشریعہ
مصنف/مرتب: معظم بیگ رضوی
ناشر: معظم بیگ رضوی، بریلی شریف

دعائیہ کلمات

از: جانشین مفتیٔ اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ
شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب معظم بیگ رضوی صاحب مرکزی دارالافتاء کے کچھ منتخب فتاوی کا مجموعہ جن پر میری تصدیق بھی ہے شائع کرنے جارہے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۳۰/جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰/اپریل ۲۰۱۵ء

بریلی شریف

بقلم: عاشق حسین کشمیری استاد جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نام کتاب: کیا روحانی علاج جائز ہے؟

مصنف/مرتب: علامہ اشتیاق احمد اختر القادری

ناشر: بزم تاج الشریعہ، نارتھ ناظم آباد، کراچی

تقریظ مبارکہ

۹۲/۸۶ء

مسموع ہوا ہے کہ عزیزم مولانا اشتیاق احمد قادری نے ایک کتاب بعنوان ''کیا روحانی علاج جائز ہے؟'' تحریر کی ہے جس میں اجنّہ، سحر، جادو اور نظر بد سے متعلق امور پر شرعی تحقیق کی گئی ہے اور جائز طریقۂ روحانی علاج مذکور ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور بیش بہا اجر عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا محمد

وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین و بارک وسلم

دستخط: الفقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہٗ

نام کتاب: مفتیٔ اعظم ہند

مصنف/مرتب: علامہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (علیگ) بلرام پوری

ناشر: اختر رضا بکڈپو، سوداگران، رضا نگر، بریلی شریف

....

تقریظ جلیل

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، نواسۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

جدی الکریم مخدوم و مکرم حضور مفتیٔ اعظم ہند کے حالات و کشف و کرامات پر مشتمل عزیزی عبدالنعیم عزیزی کی کتاب ''مفتیٔ اعظم ہند'' کو فقیر نے دیکھا۔ کتاب میں ہر بات صحیح اور تصدیق شدہ ہے۔

یہ جدید ایڈیشن کتاب ''مفتیٔ اعظم ہند'' کا چھٹا ایڈیشن ہے یہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مفتیٔ اعظم ہند کے بارے میں کتاب لکھی ہے۔ یہ ان کا ایک کارنامہ ہے، انہوں نے آئندہ کے لئے دوسروں کے واسطے مفتیٔ اعظم ہند کے بارے میں لکھنے کی راہ کھول دی ہے۔ خداوند کریم جزائے خیر دے اور ان کی کتاب کو شرف قبول بخشے اور فقیر و تمام احباب اہلسنت کو حضور مفتیٔ اعظم دامت برکاتہم العالیہ کے فیوض سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر اختر رضا خاں قادری غفرلہٗ

نام کتاب: نوری قاعدہ

مصنف/مرتب: قاری محمد ذوالقرنین قادری رضوی

ناشر: اختر العلوم جامعہ رضویہ، کراچی، پاکستان

تقریظ مبارکہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ قاری شاہ محمد اختر رضا خاں قادری رضوی نوری ازہری مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر نے مولوی محمد ذوالقرنین قادری رضوی سلّمہ کا رسالہ ''نوری قاعدہ'' جگہ جگہ سے سنا، موصوف سلّمہ نے طلباء کے لئے بہتر اور سہل انداز میں تحریر کیا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

دستخط: الفقیر محمد اختر رضا القادری الرضوی

۱۰ رفروری ۱۹۹۵ء

نام کتاب: عرفانِ مفتیِ اعظم

مصنف رمرتب: مفتی سید شاہد علی رضوی نوری

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ رضویہ جمالیہ، رامپور، ہند

....

شرف قبولیت

مربی مجازی، استاذ المعظم، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتیِ اعظم، تاج الشریعہ، فخر ازہر

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

بانی سرپرست اعلیٰ جامعۃ الرضا و مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

مجھے معلوم ہوا کہ میرے جد کریم تاجدار اہلسنت حضور مفتیِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و تحقیقی خدمات پر عزیز القدر مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی سلمہ نے "عرفان مفتیِ اعظم" کے نام سے کتاب مرتب کی ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب کے مضامین صحیحہ و نافعہ کو قبولیت عطا فرمائے اور مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم

دعا گو

دستخط: فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۱۷ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ / ۲۳ر جنوری ۲۰۱۱ء

....

نام کتاب: فتاویٰ ملک العلماء

مصنف: ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

مرتب: مولانا ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی

ناشر: المجمع الرضوی، بریلی شریف

....

تقریظ جلیل

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

قائم مقام مفتیٔ اعظم ہند، بریلی شریف

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش نظر فتاویٰ ملک العلماء حضرت علامہ شاہ مفتی محمد ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ حضرت ملک العلماء میرے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے خاص فیض یافتہ تلمیذ، مسترشد اور خلیفہ ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی اعلیٰ حضرت کے مسلک عشق ومحبت یعنی سنّیت کی ترویج واشاعت میں گزاری۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی ملک العلماء کے ساتھ ہمیشہ خصوصی شفقت کا معاملہ رکھا۔ اپنے مشہور قصیدہ ''الاستمداد'' میں فرماتے ہیں۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے — اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

آج ملک العلماء کے مرتب فتاویٰ دیکھ کر دل ودماغ میں ان کی یاد پھر سے تازہ ہوگئی اور دل کو بے حد مسرت کا احساس ہوا۔ اپنی علالت کے سبب اس مجموعہ فتاویٰ کو خود تو نہ پڑھ سکا لیکن ان فتاویٰ کے مرتب عزیز القدر مولانا ارشاد احمد رضوی مصباحی ساحل شہسرامی سلّمہ سے کچھ اقتباسات اور ذیلی عنوانات سنے۔ جس قدر فتاویٰ میں نے سنے، خوب ہیں۔ مرتب نے مجھے بتایا کہ بیشتر فتاویٰ اس دور کے ہیں، جب ملک العلماء بریلی شریف میں قیام رکھتے تھے۔ حضرت ملک العلماء کے چھ

گراں قدر فقہی رسالے بھی اس میں شامل ہیں جو اس مجموعے کی افادیت کو دو چند کرتے ہیں۔

ملک العلماء کے ان چند منتشر فتاوی کو مرتب سلّمہ نے بہت کاوش سے مرتب کیا ہے اور اس پر ایک مبسوط تقدیم بھی تحریر کی ہے جو فقہ کی تعریف، تاریخ وغیرہ اور ملک العلماء کی فقاہت کے گوشوں کو محیط ہے۔ یہ تقدیم بہت معلوماتی اور شائقین فقہ کے لئے کارآمد ہے۔

اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کو اس فقہی خدمت پر جزائے خیر دے اور دین وسنّیت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور مجموعہ فتاوی کو مقبول عام اور مفید انام بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دستخط: الفقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفر لہٗ

نام کتاب: سامانِ بخشش

شاعر: مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری

ناشر: مصلح الدین پبلیکیشنز، کھارادر، کراچی

....

دعائیہ کلمات

مخدوم اہلسنت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتیٔ اعظم ہند

حضرت علامہ الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قادری

صدر مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

محب گرامی قدر جناب مولانا مولوی محمد فاروق رضا صاحب نوری سلمہٗ نے سیدی الکریم حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے نعتیہ دیوان ''سامانِ بخشش'' کی دیدہ زیب طباعت کا اہتمام فرمایا۔ کتابت بہت حسین ہے جسے دیکھ کر مسرت ہوئی اور تصحیح کا نظم بھی فرمایا جو باعث فرحت ہے۔ مسموع ہوا ہے کہ سامانِ بخشش کی تصحیح میں عزیز محترم قاری امانت رسول نے عرق ریزی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور مولانا فاروق صاحب نے ''جاء الحق ہندی'' بھی طبع کرائی ہے، یہ اقدام بھی لائق تحسین ہے۔ مولائے کریم موصوف کو جزائے خیر دے اور ان کی یہ خدمت قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم۔ آمین

فقط

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷/ ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

نام کتاب: قرآنی تعلیم (جلد اول)

مصنف رمرتب: مفتی عبدالواجد قادری

ناشر: شبیر برادرز، لاہور، پاکستان

....

حامیٔ سنن، فقیہہ زمن حضرت علامہ الحاج شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں مفتیٔ اعظم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وصحبہ الکرام اجمعین

میں نے محب ومکرم ومحترم مولوی مفتی عبدالواجد قادری صاحب کی تصنیف لطیف ''قرآنی تعلیم'' اپنے قیام ہالینڈ کے درمیان کہیں کہیں سے دیکھی ماشاء اللہ تصنیف مذکور دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ اس میں جو مضامین درج ہیں۔ وہ عقائد اہلسنت اور مسائل صحیحہ رجیحہ دینیہ ہیں جن پر اطلاع مسلمانوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ دارین میں فلاح کا ذریعہ ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ کتاب مستطاب ''قرآنی تعلیم'' اسم با مسمیٰ ہے۔ مولائے کریم مصنف کو جزائے خیر اور ناظرین کو نفع تام اور توفیق عمل اور استقامت بخشے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

نزیل ڈین ہاگ، ہالینڈ

....

نام کتاب: مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء (جلد اول)

مصنف رمرتب: محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی

ناشر: رضا اکیڈمی، بمبئی، انڈیا

....

تقریظ جلیل

از: جانشین مفتیِ اعظم فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی مدظلہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی مولوی محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی سلّمہ کی تصنیف مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء کو فقیر نے کہیں کہیں سے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ اچھا لکھا ہے۔ حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ پر گزشتہ چند سالوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، مگر خلفاء کے حالات میں اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ انہوں نے اس کمی کو پورا کیا ہے۔

مولوی شہاب الدین رضوی سلّمہ ایک ہونہار طالب علم ہیں، تعلیم سے ابھی فارغ نہیں ہوئے ہیں، دورِ طالب علمی میں یہ ان کی دوسری تصنیف ہے، اور کچھ کتابوں کے مسودے بھی تیار ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر و علم و عمل میں اضافہ فرمائے، اور بیش از بیش توفیق خیر مرحمت فرمائے، اور اس کتاب کی مقبولیت کو عام سے عام تر فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ و اکرم التسلیم الیٰ یوم الدین

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

....

نام کتاب: جامع الاحادیث

مصنف رمرتب: مفتی محمد حنیف خاں رضوی صاحب

ناشر: شبیر برادرز، لاہور، پاکستان

تصدیق جلیل

تاج الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

کتاب مستطاب "جامع الاحادیث" کے چند صفحات پڑھوا کر سنے طبیعت بہت خوش ہوئی، فاضل مصنف نے ان تمام احادیث کو جنہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ و مختلف تصانیف میں ذکر فرمایا ہے ان کو اپنی اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے اور سہولت کے لئے ان احادیث کے مراجع و مآخذ بھی لکھ دیئے ہیں، اس کتاب سے امید ہے کہ عظیم فائدہ پہنچے گا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعت اطلاع اور فن حدیث میں مہارت تامہ پر روشنی پڑے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور ان کی کتاب کو قبول عام بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

فقیر اختر رضا قادری ازہری

نام کتاب: ملک العلماء

مصنف / مرتب: مولانا ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی

ناشر: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

....

کلمات تکریم

تاج الشریعہ محمد اختر رضا قادری ازہری

جانشین مفتیٔ اعظم، بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیز القدر مولانا ارشاد احمد رضوی سلمہ المنان، ملک العلماء فاضل بہار شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات کے تعلق سے لکھے گئے اپنے چند مضامین کا مجموعہ لے کر میرے پاس آئے۔ میں نے فہرست مضامین سنی۔ میں سفر پر روانہ ہو رہا ہوں، اس لئے مضامین سننے کا موقع نہ ملا۔ مضمون نگار سلمہٗ نے بتایا کہ اس کتاب میں متعدد مشاہیر اہلسنت کے خطوط بھی درج ہیں جو حضرت ملک العلماء کے نام تحریر کئے گئے اور پہلی بار منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ان مکاتیب کی وجہ سے یقیناً یہ مجموعہ قابل قدر ہے اور دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔

ملک العلماء، فاضل بہار، میرے جد کریم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے فیض یافتہ شاگرد، مرید اور خلیفہ تھے، اس لئے فطری طور پر مجھے ان مقالات کی اشاعت سے خوشی ہوئی۔ عزیز القدر مولانا ارشاد احمد رضوی سلمہ شریف الطبع، پرخلوص طبیعت رکھتے ہیں۔ خاموشی اور یکسوئی سے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اس کی دلیل یہ کتاب، فتاویٰ ملک العلماء اور ان کی دیگر تصانیف ہیں ان کی لگن، محنت اور لیاقت کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے۔ دعا گو ہوں کہ مولائے کریم عزیز القدر موصوف سلمہ کی کاوش قبول فرمائے،

اسے مفید اور مقبول عام بنائے اور ہمیشہ دین وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۱۸ر ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/ ۲۷ر اپریل ۲۰۰۵ء

نام کتاب: جمیل الشیم
شاعر: علامہ بدر القادری صاحب
ناشر: اسلامک اکیڈمی، ہند

شرفِ قبول

رشحات قلم حضرت مفتیٔ اعظم ہند، علامہ الشاہ محمد اختر رضا خاں القادری

زیب سجادہ بریلی شریف

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

میں نے محب مکرم مولانا بدر عالم قادری (بدرؔ القادری) رضوی کا مجموعۂ کلام نعتیہ ”جمیل الشیم“ کہیں کہیں سے دیکھا اور پڑھوا کر سنا۔ ماشاء اللہ کلام سے طبیعت بہت خوش ہوئی۔ اللہ کرے زور بیان زیادہ۔ دعا ہے کہ ان کا یہ مجموعہ نعت سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بارگاہ میں شرف قبول پائے اور اس کے اثرات قبول عام کی شکل میں ظاہر ہوں۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری غفرلہ

نزیل دی ہیگ، ہالینڈ

نام کتاب: قھر الدیان علیٰ منھاج الشیطان

مصنف/مرتب: علامہ عاقب فرید قادری صاحب

ناشر: درج نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

مجھے معلوم ہوا کہ عزیز گرامی جناب عاقب فرید صاحب قادری نے "قھر الدیان علی منھاج الشیطان" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے، جس میں انہوں نے نام نہاد طاہر القادری کے عقائد و اقوال و اعمال سے اہل سنت و جماعت کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں جزائے خیر دے اور ہمارے آقا و مولیٰ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و سلم کے صدقے و طفیل ہم سب کو حق بولنے، دیکھنے، سننے، لکھنے اور حق پر چلنے اور باطل کے بطلان سے دور و نفور رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور علمائے اہل سنت کے حق نویس قلم اور حق گو زبان میں زیادہ سے زیادہ طاقت و تاثیر عطا فرمائے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ و صحبہ افضل الصلاۃ و التسلیم۔

قال بفمہ و امر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ القوی

۲۸/ربیع النور شریف ۱۴۳۵ھ

نام کتاب: شیر بہار (حیات وخدمات)
مصنف رمرتب: مولانا کیف الحسن قادری
ناشر: شیر بہار اکیڈمی، مظفر پور، انڈیا

....

تاثر عالی

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری، بریلی شریف

مفتی محمد اسلم رضوی صاحب علیہ الرحمہ کی رحلت کی خبر سن کر بڑا افسوس ہوا اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ مفتی صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے خادم تھے۔ بے نفسی کے ساتھ دین متین کی خدمت میں مصروف رہے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لئے ادارہ قائم کیا اور اس کی سرپرستی کرتے رہے بہار میں سنیت کی جو چمک ہے اس میں ان کی کاوشوں کا بڑا دخل ہے وہ وہاں کے علماء وعوام کے مرجع تھے ان کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا دشوار ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اس خلاء کو پُر فرمادے ان کے پسماندگان کو مسلک اعلیٰ حضرت کی استقامت کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور مرحوم و مغفور کو بہتر جزاء عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر اختر رضا خاں قادری ازھری

نام کتاب: فرقۂ اہل حدیث کے جرائم کا تحقیقی جائزہ

مصنف/مرتب: مولانا ساجد علی رضوی مصباحی

ناشر: رضا دار المطالعہ، دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن ممبئی، انڈیا

دعائیہ کلمات

تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری صاحب قبلہ

نائب حضور مفتیٔ اعظم، صدر آل انڈیا سنّی جمعیۃ العلماء

زیر نظر کتاب ''فرقۂ اہل حدیث کے جرائم کا تحقیقی جائزہ'' ایک جوابی تحریر ہے، جس کو جلیل القدر مولانا ساجد علی صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے ''پونہ'' کے غیر مقلد ابوزید کی خرافات سے بھری کتاب کا تحقیقی جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ عقائد اہلسنت کو روزِ روشن کی طرح واضح فرمایا۔

مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے اور انہیں دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

نام کتاب: شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واہل بیت اطہار میں ابن تیمیہ کی گستاخیاں

(ترجمہ اخطاء ابن تیمیہ)

مصنف/مرتب: مولانا ناظم علی قادری رضوی

ناشر: مرکز اہل سنت برکاتِ رضا، پور بندر، انڈیا

....

کلماتِ عالیہ

از: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

فاضل گرامی حضرت مولانا ناظم علی صاحب قادری رضوی زید مجدہ کی تازہ تصنیف "اخطاء ابن تیمیہ" کے ترجمہ کے چند ابتدائی صفحات پڑھوا کر میں نے عزیز سعید عاشق حسین قادری رضوی سے سنے۔ ترجمے کا انداز بہت دل نشیں ہے، ترجمہ بہت بامحاورہ ہے، طرز نگارش سے صاف ظاہر ہے کہ فاضل گرامی نے ترجمے میں دقت نظر اور عرق ریزی سے کام لیا ہے، کسی کتاب کا ترجمہ کر دینا آسان کام نہیں ہے اس کی صعوبتوں سے وہی واقف ہے جس کو اس سے کام پڑتا ہے، بفضلہ تعالیٰ فقیر نے بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض کتابوں کا ترجمہ اردو میں کیا اور بعض دیگر کی تعریب کی۔

اس سلسلے میں جو دشواریاں پیش آئیں اس کا اندازہ مجھی کو ہے، توفیق خداوندی اور اعانت سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور فیوض بزرگان دین میرے اس کام میں اگر مساعد نہ ہوتے تو مجھ سے یہ کام نہ بن پڑتا، اس سلسلے میں جن احباب نے میری حوصلہ افزائی فرمائی ان میں فاضل موصوف سر فہرست ہیں، میری فرمائش کے بغیر انہوں نے میرے تراجم پر باوقعت تقدیم و تقریظ لکھی، اللہ تعالیٰ ان تمام
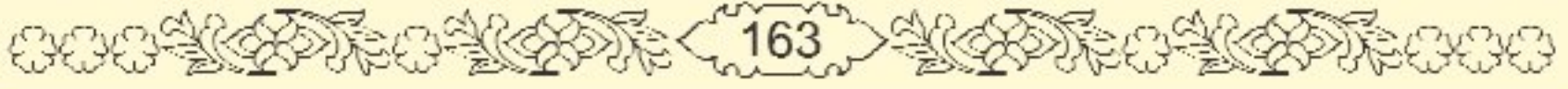
احباب کو اور فاضل گرامی کو جزائے خیر دے اور ان کی اس تصنیف کو قبول نظر اور اصابت فکر بیش از بیش عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

قال بفمہ وأمر برقمہ

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ

نام کتاب: مسئلۂ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق اور مسلک اعلیٰ حضرت

مصنف/مرتب: مولانا محمد منور عتیق رضوی

ناشر: درج نہیں

تقریظ جمیل و تائید جلیل

نائب اعلیٰ حضرت، حامیٔ سنّت و ماحیٔ بدعت، قاضی القضاۃ

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی بریلوی دامت فیوضاتہ العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

فاضل گرامی محمد منور عتیق رضوی کا مراسلہ مقالہ دربارۂ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزوی طور پر پڑھوا کر سنا، اس عقیدہ پر اہل سنت و جماعت کا اجماع چلا آرہا ہے، اس کا مخالف اہلسنت و جماعت سے خارج، تفضیلی، گمراہ ہے، اور تفضیل مزعوم رفض کا دروازہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر سنی کو ہر طرح کی گمراہی و بدعقیدگی سے محفوظ رکھے، اور فاضل مذکور کا یہ رسالہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو اور ہدایت عوام کا سبب بنے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

قال بفمہ و امر برقمہ

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

دار الافتاء بریلی

نام کتاب: نصر المقلدین فی جواب الظفر المبین

مصنف رمرتب: علامہ احمد علی بٹالوی علیہ الرحمہ

ناشر: طلبہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، انڈیا

....

گلہائے عنایت

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتھم القدسیہ

جانشین حضور مفتی اعظم ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے جماعت سابعہ کے طلبہ ہر سال علمائے اہل سنت کی کوئی کتاب جدید طباعت کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس سال بھی انہوں نے "نصر المقلدین" مصنفہ مولانا احمد علی بٹالوی کا انتخاب کیا اور تقریظ لکھنے کیلئے میرے پاس بھیجی، میری طبیعت اجازت نہیں دے رہی ہے کہ پوری کتاب کا مطالعہ کر کے ایک جامع تقریظ رقم کروں۔ بہر حال میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان طلبہ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلاۃ و التسلیم

قال بفمہ و أمر برقمہ

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازہری

۱۱ر ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

نام کتاب: انوار البیان

مصنف رمرتب: مولانا انوار احمد قادری رضوی

ناشر: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، انڈیا

کلمات دعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم ہند
شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محدث فقیہ الحاج الشاہ
محمد اختر رضا خاں قادری از ہری دامت برکاتھم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔ پی)

۷۸۶ / ۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلّمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمیٰ بہ "انوار البیان" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری از ہری غفرلہٗ

۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز شنبہ
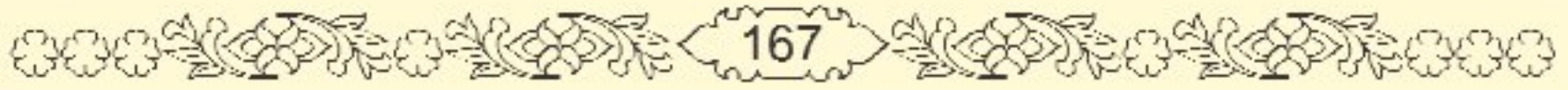
نام کتاب: الفرق الوجیز (سنی اور وہابی کا فرق)

مصنف رمرتب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ

تحقیق وتحشیہ: مولانا طفیل احمد مصباحی

ناشر: سنی علماء تنظیم، کٹیھار، انڈیا

....

دعائیہ کلمات

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں از ہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الفرق الوجیز "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا ایک مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ اہلسنت وجماعت کے عقائد حقہ کا بیان فرمایا ہے، چوں کہ اختصار ملحوظ خاطر تھا، اس لئے دلائل اور جزئیات سے قطع نظر فرمایا۔

مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا طفیل احمد رضوی مصباحی کو کہ انہوں نے وقت کے تقاضے کے مطابق معتمد کتب سے ان دلائل اور جزئیات کو نقل کر کے اس کار خیر کو انجام دیا، اور ساتھ ہی پوری کتاب کی کمپوزنگ کروا کے خوب صورت انداز میں شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ اکمل الصلاۃ واکرم التسلیم

قال بفمہ وامر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی

۷ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

نام کتاب: فن اسماء رجال میں مفتیٔ اعظم کی مہارت

مصنف رمرتب: مفتی ناظم علی رضوی مصباحی

ناشر: مخدوم جہاں اکیڈمی ممبئی، انڈیا

دعائیہ کلمات

از: حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا ناظم علی رضوی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ کی مختلف الجہات شخصیت کے بہت ہی اہم گوشے یعنی فن اسماء الرجال میں آپ کی مہارت پر ایک تحقیقی اور معلوماتی مقالہ قلم بند کیا، جس میں انہوں نے واضح کیا کہ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ ایک صاحب کرامت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔

مولیٰ تعالیٰ ان کو اور ان کے ساتھ جن لوگوں نے تعاون کیا، سب کو جزائے خیر عطا فرمائے بالخصوص عزیزم مولانا ابرار احمد قادری رضوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف کو جن کی کوشش سے یہ مقالہ مستقل رسالے کی شکل میں منظر عام پر آیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ القوی

۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

نام کتاب: تنویر القرآن (جلد اول)

مصنف رمرتب: مولانا کیف الحسن قادری

ناشر: شیر بہار اکیڈمی، مظفر پور، انڈیا

....

تقریظ مقدس

قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ

بانی: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا سی بی گنج متھرا پور، بریلی شریف

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا کیف الحسن قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی تفسیر خزائن العرفان کو نثر سے نظم کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ حتی الامکان اصل متن کو اپنی طرف سے کسی بھی طرح کے اضافے کے بغیر پیش کیا جائے۔

میں نے کچھ اشعار سماعت کیے۔ ماشاء اللہ خوب ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے اور ان کو دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۹ رصفر المظفر ۱۴۳۷ھ

بقلم عاشق حسین کشمیری

مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

نام کتاب: فتاویٰ علیمیہ

مصنف رمرتب: مفتی محمد اختر حسین قادری

ناشر: کتب خانہ امجدیہ، دہلی، انڈیا

تصدیق انیق

وارث علوم رضا، جانشین مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتھم القدسیہ

حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب جماعت اہلسنت کے معتمد اور ممتاز عالم دین ہیں برسوں سے تدریسی تحریری اور تقریری خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ نے ہزاروں فتاویٰ جاری کئے جو اکابر علمائے اہلسنت کی تصدیقات سے مزین ہیں۔

زیر نظر کتاب مسمیٰ بہ "فتاویٰ علیمیہ" آپ کے انہیں فتاویٰ کا حسین گلدستہ ہے جس کو آپ نے افادۂ عام کے لئے کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

(تاج الشریعہ) محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

بریلی شریف

۱۷/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

نام کتاب: جہان ملک العلماء
مصنف/مرتب: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی
ناشر: انجمن برکات رضا ممبئی، انڈیا

مفتیٔ اعظم، تاج الشریعہ، فخر الازہر حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

جہان ملک العلماء کی ترتیب اور اس کی طبع کا علم ہوا، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل، اس کے مضامین صحیحہ نافعہ سے لوگوں کو فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری رضوی غفرلہ

۳ر شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

نام کتاب: مفتیِ اعظم کا سفرِ حج و زیارت

مصنف/مرتب: علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی نوری

ناشر: ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ، رامپور، انڈیا

....

شرفِ قبولیت

مربی مجازی، استاذ نا المعظم، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتیِ اعظم، تاج الشریعہ، فخر ازہر

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتھم القدسیہ

بانی سرپرست اعلیٰ جامعۃ الرضا و مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جدی الکریم، تاجدارِ اہلسنت، حضور مفتیِ اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی سیرتِ مبارکہ پر محب گرامی مولانا مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی زید مجدہ نے کتاب تحریر کی ہے جس کا ایک حصہ بنام "مفتیِ اعظم کا سفرِ حج و زیارت" ہے ماشاء اللہ خوب بہت خوب ہے۔ سوانح مفتیِ اعظم میں قابل قدر اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ مکمل کتاب "سیرتِ مفتیِ اعظم" جلد از جلد مکمل کر کے شائع کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور غیب سے وسائل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دستخط

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۸/صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/ ۱۲/دسمبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات

نام کتاب: معارف صحابہ

مصنف/مرتب: علامہ محمد عارف قادری برکاتی رضوی

ناشر: امام احمد رضا ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اندور، انڈیا

کلماتِ دعا

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف

۲۰/ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

۱۲/جنوری ۲۰۱۵ء

۹۲/۷۸۶

مجھے معلوم ہوا کہ عزیز القدر مولانا محمد عارف قادری سلمہ استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھرانہ، اندور نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پر ایک کتاب "معارفِ صحابہ" لکھی۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے نیز مولانا سلمہ کو مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قال بفمہ و امر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری

نام کتاب: امام احمد رضا اور علوم عقلیہ

مصنف/مرتب: علامہ مفتی شبیر حسن رضوی

ناشر: جامعہ بک ڈپو، رونا ہی، انڈیا

تقریظ جلیل

تاج الشریعت، مرجع اہلسنت، سماحۃ الشیخ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب

قبلہ قادری ازہری، جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، بریلی شریف

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

میرے محب گرامی قدر حضرت علامہ شبیر حسن صاحب بستوی کا مقالہ ''امام احمد رضا اور علوم عقلیہ'' بغایت عجلت کہیں کہیں سے دیکھا ماشاء اللہ موصوف نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کے بے شمار فضائل میں سے اس گوشہ کو خوب خوب اجاگر کیا۔ طرزِ بیان علمی ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی و بامحاورہ اور عام فہم و دل نشیں ہے۔

مولائے کریم ان کا یہ مقالہ قبول فرمائے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

نزیل نانپارہ

۱۵/محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

۱۲/مئی ۱۹۹۸ء

نام کتاب: عرب کی آواز (ترجمہ: الصواعق الٰھیة)

مصنف: علامہ سلیمان بن عبد الوہاب

مترجم: علامہ محی الدین خان رضوی شیری

ناشر: درج نہیں

....

تقریظ

جانشین مفتی اعظم ہند تاج الاسلام حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف

خاندان شیری کے چشم و چراغ علامہ حافظ قاری غلام محی الدین خاں صاحب خطیب شیری رضوی جن کو جدی الکریم حجۃ الاسلام حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ وصدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ سے شرف تلمذ حاصل ہے اور جو دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فارغ التحصیل علماء میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں میں نے ان کی کتاب کہیں کہیں سے دیکھی زیر نظر کتاب ''الصواعق الالٰھیہ'' کا ترجمہ ہے۔

قاری صاحب موصوف نے کامیاب ترجمہ کیا ہے اور عقائد باطلہ کی تردید بلیغ فرمائی ہے مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک ﷺ اس کتاب کو شرف قبول بخشے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

....

نام کتاب: تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت

مصنف/مرتب: مولانا محمد شاہد القادری

ناشر: امام احمد رضا سوسائٹی، کولکاتا، انڈیا

....

دعائے تاج الشریعہ

(قاضی القضاۃ فی الھند، بریلی شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے جس طرح تصنیف کتب کے ذریعے عالم اسلام کو فیض یاب فرمایا یوں ہی افراد سازی کا بھی عظیم الشان کارنامہ انجام دیا، آپ کے خلفاء و تلامذہ نے دنیا کے گوشے گوشے میں عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کر کے بے شمار ظلمت کدوں کو بقعۂ نور بناڈالا ضرورت ہے کہ اسلام کے ان جاں باز مجاہدین کے کارنامے سے دنیا کو روشناس کرایا جائے اوران کی علمی، دینی، ملی، مسلکی، تصنیفی اور روحانی خدمات سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا جائے۔

میرے عزیز مفتی محمد اختر حسین قادری زیدہ مجدہٗ نے بتایا کہ جدّ کریم سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے خلفائے عظام کے حالات اور کارناموں سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنے کے لئے عزیز القدر مولانا شاہد القادری رضوی سلّمہٗ (کلکتہ) نے سوانح حیات مرتب کی ہے، مولانا موصوف کا یہ تحریری مرقع یقیناً ایک تاریخی دستاویز ہوگا۔

عزیزی سلّمہٗ مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اوران کی خدمات کو قبول فرمائے۔ (آمین)

محمد اختر رضا قادری ازہری

۲۲ رصفر المظفر ۱۴۳۶ھ

نام کتاب: اورادِ قادریہ

مصنف/مرتب: مفتی ڈاکٹر محمد ارشاد احمد ساحل شہسرامی

ناشر: عرشی کتاب گھر، حیدر آباد، انڈیا

....

کلماتِ دعا

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری

جانشین مفتیٔ اعظم ہند، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبی بعدہ

عزیز القدر مولانا محمد ارشاد احمد ساحل شہسرامی سلّمہٗ میرے پاس اپنی تالیف ''اورادِ قادریہ'' کا مسودہ لے کر حاضر ہوئے، جس میں انہوں نے حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصنیف کردہ درود ہائے مبارکہ اور دیگر اوراد کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ساتھ ہی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ بھی بیان کی ہے اور سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں دیگر مشائخ کی تحریر فرمودہ منتخب مناقب بھی شامل کتاب کی ہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے حیرت انگیز خوشی ہوئی کہ عزیز القدر نے میرے جد امجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ مناقب غوثیہ کو بطور وظیفہ شامل کیا ہے۔ واقعی یہ مناقب دربار غوثیت میں قبولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کی دلیل یہی ہے کہ ان مناقب کے سننے کے بعد ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور دل فضائل غوث اعظم کی عظمتوں کے اعتراف سے سرشار ہو جاتا ہے۔ بلا شبہ ان اشعار کے ورد کے بعد پڑھنے والے کی جانب حضرت غوث اعظم کی خصوصی نگاہ کرم متوجہ ہوگی اور پھر آپ کے وسیلے سے جو دعا مانگی جائے گی،

ان شاء المولیٰ تبارک وتعالیٰ مقبول ہوگی۔

یہ فقیر قادری دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کے مؤلف اور قاری کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے نوازے اور اپنے محبوب بندے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں انہیں دارین کی سعادتوں سے مال مال کرے اور اس مجموعے کو قبول عام اور شرف دوام عطا کرے۔ آمین!

فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا

محمد وآلہ وصحبہ وابنہ الکریم غوثنا الأعظم الجیلی وبارک وسلم۔

فقیر قادری

محمد اختر رضا قادری عفی عنہٗ

نام کتاب: اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفیٰ و الآل و الاصحاب

مصنف رمرتب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

ناشر: ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی شریف، انڈیا

....

نوٹ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاحباب" آپ کے پیش نظر ہے۔ یہ رسالہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی نادر روزگار تصنیف لطیف ہے۔ ادارہ نے پہلی بار اسے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ عقائد اہل سنت کو جس حسن اسلوب کے ساتھ چند صفحوں میں اعلیٰ حضرت نے سمیٹا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جگہ جگہ بیاض تھا جسے کہیں حاشیہ پر اور کہیں اصل کتاب میں قوسین کے درمیان اپنی وسعت بھر پر کر دیا گیا ہے اور ضروری تصحیح کر دی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ جائے تو ناظرین با تمکین متنبہ فرمائیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

....

نام کتاب: انتصار الحق فی إکساد أباطیل معیار الحق

مصنف: علامہ مفتی ارشاد حسین فاروقی مجددی رامپوری علیہ الرحمہ

ناشر: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، انڈیا

....

از:۔ جانشین حضور مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف

۷۸۶/۹۲

حامدا و مصلیا و مسلما

آج مورخہ ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷مارچ ۲۰۱۴ء بروز پیر الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور سے آئے ہوئے جماعت سابعہ کے طلبہ سے یہ خبر موصول ہوئی کہ سابقہ روایت کے مطابق جشن مفتیٔ اعظم ہند کے موقع سے امسال بھی جماعت سابعہ کے طلبہ حضرت مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری کی تصنیف ''انتصار الحق'' کو ترتیب جدید کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ یہ نہایت ہی مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ نئی نسل اشاعت کے کام کی طرف راغب ہے۔

مولیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کی سعی کو قبول فرمائے اور تمام طلبہ کو مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا پاسبان بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر محمد اختر رضا قادری غفرلہٗ

تاریخ ۲۰ر رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

نام کتاب: اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت تحقیق کے اجالے میں

مصنف: علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

ناشر: طلبہ بزم رضا، دار العلوم امام احمد رضا، رضا نگر دھارمک گچھ، انڈیا

....

تقریظ جمیل

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، یادگارِ حجۃ الاسلام، جانشین و نواسۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، تاج الشریعہ، فقیہ اعظم و مفتیٔ اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ اسماعیل رضا المعروف بہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ و القدسیہ، صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء

۷۸۶/۹۲

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

''اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت تحقیق کے اجالے میں'' بعض مقامات سے پڑھوا کر سنا۔ میرے شاگرد عزیز مولانا محمد یونس رضا سلمہ المنان نے بھی پڑھ کر اطمینان کا اظہار کیا خوب پایا جو کچھ سنا خوب ہے۔ امید کہ کتاب شرعی غلطی سے محفوظ ہوگی۔

مولانا مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کی کاوش عمدہ کاوش ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں فرقہائے باطلہ سے امتیاز کے لئے مسلک اہل سنت و الجماعت کا دوسرا نام ہے۔ جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات سے روشن ہے اور اس سے انحراف تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ جو گمراہی کا پیش خیمہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا موصوف کی کاوش کو مقبول عام کرے اور اس کو اپنوں کے لئے ذریعۂ استقامت اور غیروں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

دعا گو

محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ

نام کتاب: لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا شرعی حکم

مصنف: مفتی نفیس احمد رضوی مصباحی

ناشر:

....

دعائیہ کلمات

از:۔وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین

قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ العالی

۷۸۶/۹۲

مولیٰ تعالیٰ زیر نظر کتاب "لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا شرعی حکم" کو لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے اور اس کے مرتب مولانا نفیس احمد رضوی مدرس و مفتی دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف فیض آباد، یوپی کو جزائے خیر دے اور دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم

محمد اختر رضا قادری ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ

بریلی شریف

۲۰رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

بقلم

عاشق حسین کشمیری

جامعۃ الرضا بریلی شریف

....

نام کتاب: صغروی سادات بلگرام ترجمہ نظم اللآلی فی نسب السید علاء الدین العالی

مصنف: حضرت مولانا سید محمد بن علامہ سید غلام نبی بلگرامی علیہما الرحمہ

مترجم: مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل شہسرامی

ناشر: سلطان شیر شاہ سوری پبلی کیشنز، شہسرام، انڈیا

تقریظ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ عارف باللہ قاضی القضاۃ فخر ازہر حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

جانشین مفتیٔ اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد!

بلگرام شریف ہمارے اکابر مشائخ سلسلہ کی جلوہ گاہ رہا ہے جہاں فاتح بلگرام حضرت سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ قدس سرہٗ اور ان کے مقدس اخلاف آٹھ سو سال سے اسلام وسنیت اور دین وملت کی اشاعت کی ہمہ جہت خدمات انجام دیتے آرہے ہیں اور آج بھی حضرت مولانا سید اویس میاں زیدمجدہٗ کی ذات گرامی اپنے اسلاف کے مشن کو زندہ وتابندہ رکھے ہوئے ہے۔ زیر نظر کتاب ''نظم اللآلی'' انہیں صغروی سادات بلگرام کے نسب ناموں اور کارناموں کے تعارف پر مشتمل ہے جو آج سے دو سو سال پہلے لکھی گئی اور آج اس کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت عزیز القدر مولانا مفتی ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی (علیگ) کو حاصل ہوئی۔ میں اپنی علالت کی وجہ سے تو اسے پڑھوا کر نہ سن سکا لیکن ارشاد میاں کے علمی تجربے کی وجہ سے مطمئن ہوں کہ ترجمہ مناسب ہوگا۔ مولانا ارشاد میاں سلمہ کے بیان کے مطابق انہوں نے اس کتاب پر گراں قدر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ جس میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی افادات بھی درج کئے ہیں، خاص کر

مسئلۂ تفضیل میں اہل سنت کا موقف سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ اور رسائل سے اخذ کر کے پیش کیا ہے۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ عزیز القدر ارشاد احمد رضوی کی یہ علمی کاوش قبول فرمائے اور اصل کتاب کی طرح اس ترجمے کو بھی مقبول انام بنائے اور مترجم کو دارین میں سعادتوں سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

نام کتاب: مآثر الکرام تاریخ بلگرام
مصنف: حسان الہند حضرت علامہ سید میر غلام علی آزاد بلگرامی علیہ الرحمہ
مترجم: مفتی ڈاکٹر یونس رضا مونس اویسی
ناشر: مرکز الدوسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف، انڈیا

تقریظ جلیل

سراج الاولیاء تاج الشریعہ قاضی القضاۃ جانشین مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دام ظلہ

بانی: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں نے عزیز سعید مولانا یونس رضا اویسی کا ترجمہ کہیں کہیں سے پڑھوا کر سنا، انہوں نے حضرت مولانا غلام علی آزادؔ بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف "مآثر الکرام تاریخ بلگرام" جو فارسی میں ہے کا ترجمہ کیا ہے۔

الحمد للہ! یہ ایک اچھی کاوش ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور عامۃ المسلمین کو "مآثر الکرام" سے نفع بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

نام کتاب: شرح مثنوی رد امثالیہ

مثنوی نگار: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ

شارح: علامہ غلام محی الدین خاں قادری مجددی شیری

ناشر: قاری حافظ سخاوت حسین خطیبی شیری، مدرسہ آستانِ شیریہ، پیلی بھیت، انڈیا

تقریظ

نبیرہ ٔ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مولوی علامہ اختر رضا خاں صاحب فاضل جامعہ ازہر، مصر

فقیر نے حضرت مولانا و بالفضل اولینا قاری غلام محی الدین صاحب کی یہ تصنیف خود ان سے کہیں کہیں سے سنی۔ یہ تصنیف شرح مثنوی رد امثالیہ مصنفہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ جو میں نے سنا وہ بہت خوب ہے۔ مولائے کریم مولانا المحترم کو جزائے خیر دے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفر لہ

محلہ سوداگراں بریلی شریف

نام کتاب: ارمان بخشش

شاعر: علامہ سید تسنیم محبوبی القادری

ناشر: بزم تسنیم محبوبی، جام نگر، انڈیا

....

دعائیہ کلمات

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری

(شہزادہ مفسر اعظم ہند و قائم مقام سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا شہزادہ مجدد اعظم امام احمد رضا

وصدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما و صدر مفتی دار الافتاء، بریلی شریف (یوپی)

مولانا تسنیم محبوبی صاحب ہماری جماعت کے جانے پہچانے ادیب اور شاعر ہیں اور ان کی صدائے عشق ملک کے ہر گوشے میں گونج رہی ہے۔ زیر نظر مجموعہ کلام ''ارمانِ بخشش'' ان کا پانچواں شعری مجموعہ ہے۔ فقیر نے اسے کہیں کہیں سے سنا بہت خوب ہے۔

مولائے قدیر ان کے دوسرے مجموعوں کی طرح اسے بھی شرف قبول بخشے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

نزیل پڑدھری

شب ۲۳ ذی القعدہ ۱۴۰۴ھ

دستخط عبد النعیم عزیزی (پروفیسر)

....

نام کتاب: فیضانِ سنت (باراول)

مصنف/مرتب: مولانا الیاس قادری

ناشر: مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان

تقریظ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری

۸۶/۷/۹۲

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہٖ الکرام اجمعین

میں نے زیر نظر کتاب مستطاب فیضان سنت کا ابتدائی حصہ چند صفحوں سے دیکھا طرز نگارش سے دل بہت خوش ہوا۔ مصنف فاضل نے لوگوں کے لئے مختلف کتب سے بہت مفید باتوں کا ذخیرہ فراہم کیا ہے اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا والتحیۃ کا فیضان آشکار ہے۔ مولائے کریم "فیضان سنت" کو مقبول اور مبلغ سنیت وسنت بنائے اور مصنف کو جزائے خیر دے۔

آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

دستخط: فقیر محمد اختر رضا خاں الازہری غفرلہٗ

۱۷/ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ

نام کتاب: حیات اعلیٰ حضرت

مصنف: ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ

مرتب: مفتی مطیع الرحمن رضوی

ناشر: اکبر بک سیلر، لاہور، پاکستان

....

کلمات دعائیہ

از:۔جانشین مفتیٔ اعظم حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہٗ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' مکمل عنقریب پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہی ہے۔ مولانا المحترم مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب مضطر رضوی نے جس جدو جہد سے اسے حاصل کیا پھر اس کی ترتیب وتہذیب، تصحیح وتحشیہ اور فہرست سازی میں جو عرق ریزیاں فرمائیں ان کے لئے وہ مبارک باد اور لائق صد ستائش ہیں۔

حضرت مولانا موصوف نے چند مقامات مجھے دکھائے جہاں توقیت کے حساب میں ہندسے غلط چھپ گئے تھے اور ترتیب میں الٹ پھیر کاتب کی غلطی سے ہوگیا تھا۔ الحمدللہ! انہوں نے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ساتھ ساتھ ''فتاویٰ رضویہ'' میں بھی مطبوعہ ان غلطیوں کی تصحیح کر دی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب موصوف کو بہتر جزاء اس عمل خیر کی عطا فرمائے اور اس میں جو بھی ان کے ممد ومعاون ہوئے ان سب کو برکات دارین سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۳؍ جمادی الثانی ۲۳ ہجری

نام رسالہ: ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور (سیدین نمبر)

مدیر: مبارک حسین مصباحی

ناشر: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

پیغامِ تاج الشریعہ

جانشین مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں

خانقاہِ عالیہ رضویہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ''ماہنامہ اشرفیہ'' مبارکپور احسن العلماء اور سید العلماء علیہما الرحمہ پر ''سیدین نمبر'' شائع کر رہا ہے۔ اپنے اسلاف و اخلاف کا تذکرہ اور ان کے فرامین پر عمل کرنا اہل سنت و جماعت کا شیوہ ہے۔

فقیر بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدیر اشرفیہ اور جملہ ارکانِ ادارہ کو جزائے خیر دے، اور دارین کی نعمتوں سے نوازے اور مقبول خاص و عام کرے۔

آمین ثم آمین

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ
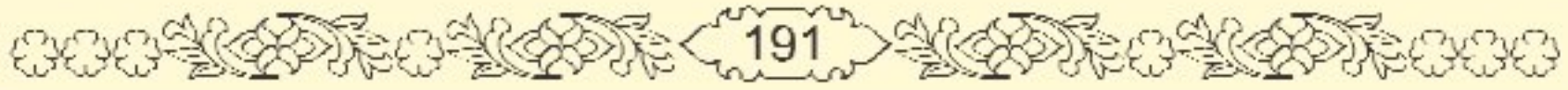
نام رسالہ: دوماہی ''الرضا'' انٹرنیشنل، پٹنہ (جولائی/اگست ۲۰۱۶ء)

مدیر: ڈاکٹر امجد رضا امجد

ناشر: احمد پبلیکیشنز (پرائیوٹ، لمیٹڈ) پٹنہ، ہند

دعائیہ کلمات

حضور تاج الشریعہ محمد اختر رضا قادری ازہری، بریلی شریف

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ کچھ اہل قلم ڈاکٹر امجد رضا امجد کی ادارت میں دوماہی ''الرضا'' انٹرنیشنل شائع کرتے ہیں۔ جس میں معتقدات و معمولات اہل سنت کو بڑی خوش اسلوبی سے قارئین تک پہنچایا جاتا ہے اور مسلک اہل سنت و جماعت (جس کو پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے) کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بہت ضروری کام تھا، جوکہ یہ رسالہ بحسن وخوبی انجام دیتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول عام عطا فرمائے، اس کو نظر بد سے بچائے، اس کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، اس کو مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا نقیب و ترجمان بنائے، اس کے جملہ معاونین بالخصوص اس کی مجلس ادارت و مجلس مشاورت کو سلامت رکھے اور انہیں دین وسنیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد اختر رضا قادری ازہری، بریلی شریف

بقلم عاشق حسین کشمیری غفرلہ

نام رسالہ: سہ ماہی ''امین شریعت'' بریلی شریف (امین شریعت نمبر)

مدیر: مولانا اشرف رضا قادری سبطینی

ناشر: تحریک امین شریعت

دعائیہ کلمات

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے یہ سن بڑی خوشی ہوئی کہ عزیز القدر مولانا اشرف رضا قادری زیدمجدہ امین شریعت حضرت مولانا سبطین رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات وخدمات پر مشتمل مقالات کا مجموعہ منظر عام پر لارہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

قال بفمہ وامر برقمہ

۲۰؍مارچ ۲۰۱۶ء

نام رسالہ: سہ ماہی "رضا بک ریویو" پٹنہ (حجۃ الاسلام نمبر)

مدیر: ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ

ناشر: القلم فاؤنڈیشن، پٹنہ، انڈیا

....

دعائیہ کلمات

میرے جدِّ کریم شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے پہلے جانشین اور ان کے علم وفضل کا عکس جمیل تھے، اکابر سے اصاغر تک آپ کی سحر انگیز شخصیت کے گرویدہ تھے، آپ نے تاحیات اپنے مجاہدانہ کردار وعمل سے قوم وملت کے ایمان واسلام کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا، یہ جان کر روحانی مسرت ہوئی کہ عزیزی ڈاکٹر امجد رضا سلّمہ "رضا بک ریویو" کا "حجۃ الاسلام نمبر" شائع کررہے ہیں جو تقریباً سات سو (۷۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، یقیناً یہ ایک اہم اور بروقت کارنامہ ہے، اس سے قبل انہوں نے "کنز الایمان نمبر" اور "رضویات کا اشارہ نمبر" بھی شائع کیا تھا، دوماہی الرضا پٹنہ کے ذریعہ بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں، ان کارناموں سے سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور حجۃ الاسلام سے ان کی والہانہ عقیدت ومحبت ظاہر ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اس محبت اور خدمت کو قبول فرمائے۔

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت ان کو اور ان سبھی علماء ومشائخ کو جو اپنی اپنی بساط بھر دین وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مصروف ہیں، اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دنیا وآخرت میں انہیں اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

فقیر محمد اختر رضا قادری غفرلہٗ

نام اخبار: ہفت روزہ ''ہجوم'' نئی دہلی (امام احمد رضا نمبر)

مدیر: جاوید حبیب

....

جناب جاوید حبیب صاحب،

ایڈیٹر ہفت روزہ ''ہجوم'' نئی دہلی

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی حیات اور ان کی دینی خدمات و علمی کارناموں پر مشتمل ایک خصوصی نمبر نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ ولادت آیت کریمہ: ''أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ''(یہ ہیں وہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔) سے نکالی۔

ہم اور آپ سب کے لئے یہاں لمحۂ فکریہ ہے اور ادنیٰ تامل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ممدوحِ مذکور کو ان کی تاریخِ ولادت کے لئے مادہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ان کے قلب پر منکشف ہوا۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی آئینہ کی طرح ہمارے سامنے جلوہ گر نظر آتی ہے۔ انہوں نے عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زندگی کا محور بنایا اور ان کے جملہ اقوال و افعال پر عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا چھایا ہوا نظر آتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ: ''وہ سراپا عشق سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنا تھے تو یہ بات ان کی زندگی کی بالکل صحیح اور سچی عکاسی ہوگی۔''

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان کی زندگی تھی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان کا پیغام تھا۔ جو وہ اپنی گفتار اور کردار سے لوگوں کو دیتے رہے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسے گم تھے؟ اس مختصر تحریر میں اس قدر گنجائش نہیں کہ اس کا بیان ہوسکے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے ان کے نعتیہ دیوان سے یہ شعر لکھ دینا کافی ہے۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزہ، نازِ دوا اٹھائے کیوں

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ان کا عشق دیوانگی نہیں تھا، جس میں روشنی وخرد کی قیدو بند سے آزادی ہوتی ہے۔ بلکہ ان کا عشق، مرضیٔ محبوب میں فنائیت سے عبارت تھا۔ اور یہ عشق کا وہ بلندو بالا مقام ہے جہاں آدمی کی اپنی کوئی خواہش اور اس کا کوئی ارادہ نہیں رہتا، بلکہ اس کے حرکات وسکنات کی طرح اس کا ارادہ بھی مرضیٔ محبوب کے تابع ہو جاتا ہے۔

اور یہ وہ مقام ہے جس کو حدیث میں ارشاد فرمایا گیا: ''وان یکون ھواہ تبعالما جئت بہ'' کہ آدمی کی خواہش اس دین کے تابع ہو جائے جو آقائے نامدار، مدنی تاجدار علیہ الصلوۃ والسلام سے عبارت تھا۔ اور ان کی ساری علمی اور دینی کاوش میں یہی روح کارفرما تھی، اور اس کے لئے ''مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء'' کا مطالعہ کافی ہے، جس میں آپ نے شریعت کا اعزاز اور اس کا مقام ظاہر کیا ہے اور شرع سے آزاد جاہل صوفیوں کا ردِ بلیغ کیا ہے۔

اور اپنی بہت ساری دوسری تصانیف میں خلاف شرع رسوم پر سخت گرفت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو ان سے اجتناب کی تعلیم دی ہے۔ مثلاً فرضی قبروں کی زیارت، عورتوں کا مزارات پر جانا، عرس کے موقعوں پر میلے اور تماشے، سجدۂ تعظیمی، تعزیہ داری وغیرہ ان سب سے بچنے اور پرہیز کرنے کی آپ نے سخت تاکید فرمائی ہے۔

آپ نے مسلمانوں کو نماز روزہ و دیگر اسلامی عبادات کی مکمل پابندی کا درس دینے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو بھی ان تعلیمات کا نمونہ بنا کر پیش کیا۔ مثلاً: ایک بار وہ سخت بیمار تھے اور مسجد تک چل کر نہیں جاسکتے تھے کہ جماعت سے نماز ادا کرسکیں۔ لیکن جماعت کے اہتمام کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ اصرار کر کے کرسی پر مسجد تک لے جائے گئے اور پھر آپ نے باجماعت نماز ادا کی۔

اتباعِ سنتِ رسول اللہ ﷺ کا آپ کی زندگی پر ایسا غلبہ تھا کہ آپ نے ریاضی، توقیت، ہندسہ، جبر ومقابلہ وغیرہ کو بھی خدمتِ دین مبین میں لگا دیا۔

حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام: ''اطلبوا لعلم ولو بالصین ''یعنی علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین کا سفر کرنا پڑے۔'' سے ہدایت حاصل کرتے ہوئے آپ نے دینی علوم کی تحصیل وتبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم وفنون کی بھی سیر کی۔ جو محض نظری نہیں تھی بلکہ اس میدان میں ریاضی، توقیت، ہندسہ، جبر ومقابلہ جیسے وقیع موضوعات پر بڑے بڑے اصحاب فکروفن سے اپنی صلاحیت ومہارت کا خراج تحسین وصول کیا۔

مسلمانوں کے عمومی مفادات کے تحفظ اور مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لئے آپ نے اپنے فتاویٰ میں جگہ جگہ ہدایت فرمائی ہے اور اس سلسلے میں ''تدبیر فلاح ونجات'' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرما کر آپ نے شائع کیا۔ جس میں مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ، وہ اپنے مقدمات باہم فیصل کریں اور بڑے بڑے شہروں میں بنک قائم کریں اور تعلیم وتجارت کی طرف خصوصی توجہ دے کر اپنی دنیا وعاقبت کو سنواریں۔

ضرورت ہے کہ ان تعلیمات وہدایات کو عام کیا جائے اور ایسے عظیم دینی وعلمی رہنما کی حیات وخدمات کی سچی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جائے تاکہ صحیح حقائق مسلمانوں کے سامنے آکر ان کی ہدایت ورہنمائی کرسکیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین
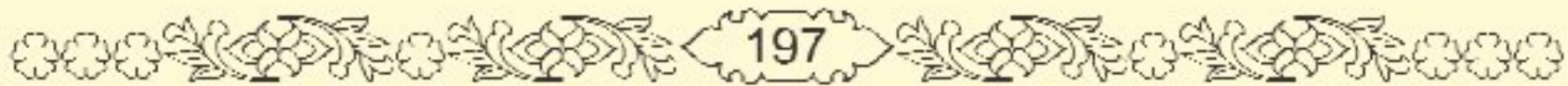
تصدیقاتِ فتاویٰ

تتمہ وتصدیق برشرعی فیصلہ☆

نائب مفتیٔ اعظم (علیہ الرحمہ) کے جواب پر حضرت علامۃ الفاضل نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی ازہری دامت برکاتہم العالیہ کا تتمہ وتصدیق

لقد اصاب من اجاب واللہ تعالیٰ اعلم فی الواقع مولوی خلیل احمد بجنوری ثم بدایونی کا دیابنہ کی تکفیر سے کفِ لسان بے بنیاد بلکہ کھلا فساد اور اشرف علی وانبیٹھوی کے مفروضہ انکار کو بہانہ بنانا ظاہر الفساد اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا اور دیوبندیوں کی حمایت میں خود دیوبندیوں سے آگے قدم بڑھانا اور خوب خوب داؤ مکر وفریب دینا ہے۔ مولوی مذکور صاف واشگاف بہ دروغ بے فروغ بول رہے ہیں۔ کہ جب سے میں نے ''بسط البنان''۔۔۔الخ

☆مولوی خلیل احمد بجنوری ضلع بجنور کے گاؤں گھنگورہ (جھالو) کے ایک کٹر دیوبندی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا باپ مولوی حکیم ظفریاب، مولوی احمد حسن امروہوی کا شاگرد خاص تھا اور مولوی احمد حسن امروہوی صاحب تحذیر الناس، منکر ختم نبوت مولوی قاسم نانوتوی کا خاص شاگرد تھا۔ امروہہ ضلع مراد آباد میں دیوبندیت مولوی احمد حسن ہی کے ذریعہ آئی اور پھیلی۔

مولوی خلیل بجنوری اپنے بڑے بھائی مولوی عبدالعزیز خاں کا شاگرد تھا اس کی تمام تعلیم وتربیت اپنے بڑے بھائی کی زیرنگرانی ہوئی۔ مولوی خلیل بجنوری کی کتاب ''انکشاف حق'' میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس کا بڑا بھائی مولوی عبدالعزیز خاں تکفیر کے فتوے کو آخر میں درست نہیں جانتا تھا۔

موصوف نے بدایوں منتقل ہو کر ایک عرصے تک سنی بریلوی ہونے کا ڈھونگ رچائے رکھا۔ تاج العلماء سید محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ، مارہرہ شریف سے مرید ہونے کا سوانگ بھرا۔ زمانہ دراز تک بدایوں میں رہ کر اپنا حلقہ وسیع کیا، شاگردوں، مریدوں اور عقیدت مندوں کا ایک ہجوم اکٹھا کیا اور جب محسوس کیا کہ میرے علم وفضل اور تقویٰ وطہارت کی دھاک بیٹھ گئی ہے تو اپنے اصل منصوبے پر عمل درآمد شروع کیا اور طواغیت اربعہ دیابنہ کی تکفیر کا نا صرف انکار کیا بلکہ ان کے حق میں کتاب ''انکشاف حق'' لکھ ماری۔

علمائے اہل سنت نے افہام وتفہیم سے متعلق اپنی سی تمام کوششیں کیں۔ یہاں تک کے صاحب سجادہ خانقاہِ عالیہ مارہرہ مطہرہ، احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ جذبہ خیرخواہی کے تحت ایک ماہ میں دو مرتبہ بدایوں تشریف لائے اور مولوی خلیل بجنوری سے بات چیت کی لیکن میں نامانوں کا کوئی علاج نہیں۔ (بقیہ اگلے صفحے پر)

اولاً: عرصہ دراز سے ''بسط البنان''، ''حفظ الایمان'' کے ساتھ چھپ رہی ہے اور ظاہر یہ کہ انھوں نے بھی بہت پہلے دونوں کتابیں ضرور دیکھی ہیں۔ اور ان کے جو رد لکھے گئے وہ بھی ضرور ان کی نظر سے گزرے اور ان تمامی پر مطلع ہو کر ایک طویل مدت تک ''حفظ الایمان'' کی عبارت مندرجہ جواب پر اشرف علی کی تکفیر کرتے رہے تو ان کی یہ بے خبری بناوٹ ہے اور اب ان کا یہ عذر کہ انھوں نے اب ''بسط البنان'' دیکھی، عذر لنگ ہے جو کسی ذی شعور کے نزدیک نہیں چلے گا۔ اور اس ادعاء خلاف ظاہر میں ان کو سچا نہ جانا جائے گا کہ خلاف ظاہر دعویٰ نامسموع۔

''درمختار'' میں ہے۔ ''ان الامین انما یصدق فیما لا یخالفه الظاھر۔'' بلکہ خلاف ظاہر پہ شہادت بھی مردود۔

(گذشتہ سے پیوستہ)   مقامی علماء کے علاوہ حضرت علامہ مفتی قاضی شمس الدین جونپوری، مفتی اندور حضرت علامہ مفتی رضوان الرحمٰن، حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی، حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری، مشاہد ملت حضرت علامہ مفتی مشاہد رضا خان پیلی بھیتی، حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، حضرت علامہ مولانا محمد ایوب نعیمی مرادآبادی، حضرت علامہ مفتی مظفر احمد برکاتی داتا گنجوی اور دیگر بہت سے علماء نے افہام وتفہیم کی کوشش کی لیکن خلیل احمد بجنوری کو نا ماننا تھا اور نا مانا۔ بالآخر مناظرہ ہوا اور اہلسنت کی جانب سے حضور مشاہد ملت اور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی نے مناظرہ فرمایا اور بجنوری کے موقف ''کف لسان'' کی دھجیاں بکھیر دیں۔ یہ مناظرہ ''مناظرۂ بدایوں'' کے نام سے معروف ہے۔

مناظرہ کے ایک دن بعد عوام اہلسنت نے ایک شاندار جلسے کا اہتمام کیا اور سرکار مفتی اعظم ہند کو دعوت دی۔ اس جلسہ میں بدایوں کے سنی عوام کی ایک بہت بڑی تعداد مفتی اعظم ہند کے دامن کرم سے وابستہ ہوئی جن میں بجنوری کے حمایتیوں اور مریدین کی بھی ایک کثیر تعداد شامل تھی۔ مناظرے میں شکست کے بعد بھی بجنوری نے توبہ نہ کی گھر سے نکلنا چھوڑ دیا اور بعد ازاں اپنے بڑے بیٹے کے پاس غازی آباد چلا گیا۔

اس معاملے کی تفصیلات، بجنوری کے تبدیلئ مذہب پر حضور شارح بخاری کے فتوے، حضور تاج الشریعہ کے تتمے اور ۱۸۰؍ اکابر علماء کی دستخط وتصدیقات سے مزین کتاب ''اقوال القاطعه فی ردمؤید الوھابیه المعروف شرعی فیصلہ'' بزم قاسمی برکاتی، بدایوں نے شائع کی تھی۔ (تفصیلات کے لئے مقالات شارح بخاری جلد دوم اور مذکورہ کتاب ملاحظہ کریں۔ کتاب ہماری ویب سائٹ www.muftiakhtarrazakhan.com پر دستیاب ہے۔)

''لسان الحکام'' میں ہے ''وفی المنبع قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اذا قال المدعی لیس لی بینۃ علی ھذا الحق ثم اقام البینۃ علی ذالک لم تقبل لانہ اکذب بینتہ۔اھ'' اور جب انھوں نے بہت پہلے دونوں کتابیں دیکھ رکھی ہیں اور ان کے رد بھی ضرور دیکھ رکھے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو جناب کے دل میں تکفیر سے کفِ لسان کا خیال جبھی سے پیدا ہوا ہوگا، اگر ایسا تھا تو اتنی مدت تک کیوں تکفیر کرتے رہے یا پہلے علماء اہلسنت کی طرح جناب کو بھی وہ انکار مزعوم تسلیم نہ ہوگا۔ اب مولوی خلیل احمد صاحب بتائیں کہ پہلے جناب کو انکار نامسلم کیوں تھا اور اب کیوں مسلم ہو گیا؟

ثانیاً: اشرفعلی کو اپنی کفری عبارت یا مضمون سے منکر بتانا بھی مولوی مذکور کا سفید جھوٹ ہے۔ اشرف علی کو اسی ''بسط البنان'' میں جا بجا اپنی عبارت کا اقرار ہے، چنانچہ وہ رقم طراز ہے: ''وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر پھر لکھا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔۔۔الخ دیکھو ص ۱۱، ص ۱۲ بسط البنان

اور اس مضمون کفری سے اشرف علی کا رجوع بتانا اس پر کھلا افتراء ہے۔ جو اسے مسلم نہیں ہو سکتا کہ اسی ''بسط البنان'' میں وہ رجوع سے صاف منکر چنانچہ وہ رقم طراز ہے۔ اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اب تک کیوں نہیں لکھا۔ شاید اب رجوع کر لیا ہو سو وجہ نہ لکھنے کی یہی تھی کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا، باقی رجوع تو وہ ہے جو پہلے اور قول اور عقیدہ ہو اور اب اسے ترک کر کے دوسرا قول اور عقیدہ اختیار کیا ہو۔ بالجملہ اشرفعلی اپنی عبارت سے منکر نہیں۔

یونہی خلیل احمد انبیٹھوی بھی اس کفری عبارت مندرجہ جواب سے منکر نہیں ورنہ بھاولپور میں اس عبارت پر مناظرہ نہ ہوتا رسالہ ''تقدیس الوکیل'' میں یہ پورا مناظرہ چھپا ہے۔

''تذکرۃ الخلیل'' مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی میں ہے: ''اس تحریر ذیل سے فہیم شخص مسائل مختلف فیہا کی ابحاث فریقین کو بالاجمال سمجھ سکتا ہے۔ کہ مباحثہ مسائل (۱) خلف وعید (۲) بشریت حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) وسعت علم ملک الموت وشیطان (۴) مجلس میلاد اور (۵) رسم فاتحہ مروجہ کے متعلق تھا۔ جن کی تفصیل "براہین قاطعہ" میں مذکور ہوئی اور ان دونوں کی دونوں عبارات کا مضمون کفری متعین ہونا خود جناب خلیل احمد صاحب بدایونی کو بھی مسلم ہے ورنہ انکار کی آڑ نہ لیتے بلکہ ان عبارتوں میں تاویل کرتے تو عبارات کے اقرار کے باوجود متعین مضمون کفری سے انکار کو توبہ و رجوع بتانا فریب میں حد سے گزرنا ہے اور ہر کافر مرتد بے دین کے لئے راستہ صاف کرنا ہے کہ کھلا کفر بکے اور کہہ دے کہ میرا یہ مطلب نہیں اور اس کا یہ انکار مولوی بدایونی کے بقول توبہ ورجوع قرار پائے۔ مثال کے طور پر قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی مانا جائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بھی کہتا جائے تو خاتم النبیین حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو کہنا اس مضمون کفری سے جو مرزا غلام احمد کو نبی کہنے کا ہے انکار ہے تو ضرور کہ قادیانی کی تکفیر سے بھی کفِ لسان کیجئے! یہ وہ الزام ہے جو اثنائے مناظرہ میں مولوی خلیل احمد بدایونی کو دیا گیا مگر جناب قادیانی کو بے دھڑک کافر کہتے ہیں۔ تو وجہ فرق کیا ہے اگر کہئے کہ قادیانی کا مضمون کفری متعین ہے ہم کہیں گے اشرف علی و خلیل احمد کی عبارتوں کا بھی مضمون کفری متعین ہے ورنہ جناب نے انکار کی آڑ کیوں لی؟ اور ان کی تحریر کردہ تاویلات خود کوئی تاویل کیوں نہ ذکر کی؟

ثالثاً: یہ بھی ایک رہی کہ انکار مزعوم تو توبہ ٹھہرا مگر اشرف علی و خلیل احمد کو صاف مسلمان نہیں کہتے۔ بلکہ کفِ لسان فرماتے ہیں۔

رابعاً: مناظرہ میں جب ہمارے مناظر محدث کبیر فاضل نوجوان مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب نے خلیل احمد صاحب کے اس دعویٰ پر (کہ انکار کے باوجود کفِ لسان کیا جائے گا) جزئیہ طلب کیا تو "شفاء" و "شرح شفا" سے ایک ہی چھانٹ کر لائے، جس کی عبارت یہ ہے: "والقول الخرائی الروایۃ الاخریٰ عن مالک انہ ای سبّہ دلیل علی الکفر ای بحسب ظاھر الامر فیقتل حدا وان لم یحکم لہ بالکفر قطعا الا ان یکون متما دیا ای مصر او مستمر علی قولہ

غیر منکر لہ ای لمضمونہ۔"

قطع نظر اس سے کہ یہ قول مرجوع ہے جیسا کہ اس کے سیاق سے ظاہر ہے اور وہ بھی اس کے باب میں جو اپنے قول پر مصر و متمادی نہ ہو جیسا کہ استثناء کا صاف مفاد ہے نہ اس کا قول صریح کفر جیسا کہ آئندہ عبارات سے ظاہر چنانچہ اسی شفاء میں کفری قول پر اصرار کرنے والے بلکہ اس کا اعتراف کرنے والے کو کافر بلا خلاف فرمایا اور اس کے انکار کو ہرگز معتبر نہ ٹھہرایا۔

چنانچہ اسی میں ہے: "وقولہ اما صریح کفر کا لتکذیب بہ و نحوہ او من کلمات الاستھزاء و الذم فاعترافہ بھا و ترک توبتہ دلیل استحلالہ لذالک و ھذا کفر ایضا فھذا کافر بلا خلاف قال اللہ تعالیٰ فی مثلہ یحلفون باللہ ما قالوا و لقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم۔" اور اشرفعلی و خلیل احمد بلاشبہ مصر و متمادی و مقرونافی رجوع ہیں جیسا کہ نقول مقدمہ سے روشن تو ان کے لئے اس عبارت سے استناد صریح مقر سے استناد ہے جو دیوبندیوں کی عادت ہے۔

اور "شرح شفاء" میں "غیر منکر" کی تفسیر "ای لمضمونہ" سے یہ سمجھ لینا کہ مضمون کفری متعین سے انکار باوجود اقرار یہ عبارت تو ہے آپ کی طرفہ سمجھ دانی کا کرشمہ ہے۔ ورنہ متعین مضمون کا انکار بے انکار عبارت ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے "نسیم الریاض" میں "غیر منکر لہ" کے تحت "ما قالہ" فرمایا۔ پھر وہ کفِ لسان کا دعویٰ جس کے لئے یہ عبارت پیش کی اس کے کس لفظ سے ثابت ہے۔

خامساً: "حفظ الایمان" کی عبارت سے تو اشرف علی کو منکر بنالیا مگر مرید کا خواب و بیداری میں "اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی" اور اس پر اشرف علی کا یہ کہنا کہ: "اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے۔" (الامداد۔ص ۳۵) اس کا کیا علاج ہے۔ اور اگر کوئی علاج نہیں اور بے شک نہیں تو اس کے ہوتے تکفیر سے کفِ لسان کے کیا معنی۔ اور یہ خیال رہے کہ اشرف پر درود خوانی میں اس مرید کی زبان نہیں بہکی اور یہ کہ سبقت

لسان کا دعویٰ نامسموع ہے۔"شفا" میں ہے:"لا یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ ولا بدعوی زلل اللسان۔"اور ایسے ہی فتاویٰ رشیدیہ میں نقل کر کے مقرر رکھا ہے۔

سادساً: دیوبندیوں کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی نے"تقویۃ الایمان" کا رکھنا عین اسلام بتایا ہے اور اسماعیل دہلوی کی توبہ کی خبر کو بدعتیوں کا افتراء بتایا ہے۔دیکھو"فتاویٰ رشیدیہ" تو صاف ظاہر کہ رشید احمد گنگوہی کے نزدیک"تقویت الایمان" کی کفری عبارتیں صحیح بلکہ عین اسلام ہیں اور وہ ان سے راضی ہیں تو رشید احمد کافر ہوئے اور یہ تمام دیابنہ بھی کافر ہوئے کہ رشید احمد کو امام ربانی جانتے ہیں۔پھر بھی خلیل احمد صاحب بدایونی کفِ لسان کی رٹ لگائیں تو یہ عناد اور آنکھ بند کر کے دیابنہ کی حمایت نہیں تو اور پھر کیا ہے۔

سابعاً: امام غزالی سے جناب کا یہ نقل کرنا کہ تکفیر مسلم میں خطرہ ہے صاف بتا رہا ہے کہ دیوبندی آپ کے نزدیک مسلم ہیں تو کفِ لسان کی چلمن کا ہے کو رکھی ہے۔صاف سامنے آجائیے اور دیوبندیوں کو مسلمان بتائیے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد جبہ الفرد العلم وآلہ نجوم الھدیٰ وصحبہ مصابیح الظلم۔

ثامناً: جناب دیابنہ کی تکفیر سے کفِ لسان بھی کرتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ"حسام الحرمین" کے مخالف نہیں جیسا کہ بارہا کہہ چکے ہیں اور خود جناب کی تحریر بنام مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب زید مجدہٗ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔اب جناب بتائیں کہ کفِ لسان میں اور"حسام الحرمین" کی تصدیق میں باہم تخالف ہے یا نہیں اگر تخالف نہیں تو کیوں؟ اور ہے تو یہ تخالف کیوں کر اٹھے گا؟ اور جب آپ"حسام الحرمین" کے مخالف نہیں تو اس کا بھی صریح مفاد یہ ہے کہ"حسام الحرمین" کے احکام جناب کو مسلم اور اس میں یہ بھی ہے کہ:"من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔"جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔اب بتائیے کہ جناب نے دیوبندیوں کی تکفیر سے بربنائے | حمایت | "کفِ لسان" کر کے خود کو"حسام الحرمین" کے مسلمہ فتویٰ سے کافر کہہ لیا کہ

نہیں ضرور خود کو کافر کہہ لیا اور انکار کی آڑ جناب نہیں لے سکتے کہ آپ نے یہ نہیں کہا ہے کہ میں ''حسام الحرمین'' کا اب تک مخالف نہ تھا اور اب انکار دیکھ کر ہو گیا ہوں بلکہ یہی کہا ہے یہی لکھا ہے کہ میں ''حسام الحرمین'' کا مخالف نہیں ہوں اور یہ کہنا عین تصدیق ہے۔

تاسعاً: اب آپ خواہ ''حسام الحرمین'' کے مصدق رہے، خواہ دیوبندیوں کو منکر بتانے پر اڑے رہیں، بہرصورت ''حفظ الایمان'' کی عبارت: ''ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون۔۔۔الخ'' آپ کے نزدیک کفری ہے، پھر یہ کیسی پینترابازی ہے؟ کہ جناب نے مناظرہ میں اس عبارت کے توہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے میں بحث کی اور علامہ امام جلال الدین سیوطی کی عبارت ''کغیرھما من الحیوانات۔'' جو آیہ کریمہ ''کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ'' کے تحت ہے بطور معارضہ ذکر کردی۔ چونکہ یہ جناب کا موضوع مناظرہ کہ (اشرف علی کا انکار تھا جس کے مدعی جناب تھے) سے فرار تھا۔ لہٰذا ہمارے مناظر مولانا مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب کا یہ جواب برمحل تھا کہ چونکہ آپ ''حسام الحرمین'' کے حکم کو صحیح جانتے ہیں لہٰذا اس عبارت کا جواب آپ پر ہے جس کا جناب نے کوئی صحیح جواب نہ دیا اور اصل بات تو یہ ہے کہ توہین تو جناب نے اپنے ترجمہ سے پیدا کی کہ ترجمہ یہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا جانوروں کی طرح کھاتے تھے۔ اور اس اہانت میں مزید تاکیداپنی گفتگو میں ''ایسا کھانا'' کہہ کر پیدا کیا۔ یوں ترجمہ کرتے کہ جانداروں کی طرح کھاتے تھے تو کیا توہین ہوتی اور حیوان عربی میں ذی روح کے لئے آتا ہے یہاں سے ظاہر ہوا کہ جناب کو ''کل انسان حیوان'' کا ترجمہ بھی نہیں آتا ہے اور اب تک آپ طلباء کو یہی ترجمہ کراتے رہے ہوں گے کہ ''ہر انسان جانور ہے''۔ سبحان اللہ! توہین آمیز ترجمہ خود کریں اور امام جلال الدین سیوطی کے سر منڈھیں۔

پھر یہ بھی نظر نہ آیا کہ یہاں تشبیہ کھانے میں ہے اور کھانا کوئی بری بات نہیں نہ یہ مقتضائے بشریت کھانے کی حاجت ہونا عیب ہے (یہاں سے بیضاوی کی عبارت کا بھی جواب ہو گیا جو

مناظرہ میں مولوی خلیل احمد صاحب نے پڑھی تھی) اور علم غیب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخصیص کی نفی کرنا پھر یہ کہنا کہ "ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون ۔۔۔الخ" صاف علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر کہنا ہے، اور یہ صریح اہانت اور کھلا کفر ہے۔ پھر جناب نے اثنائے مناظرہ میں بھر منہ یہ بھی کہہ دیا کہ اس میں (جلالین میں) یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ انہیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم رضی اللہ عنہا) کو پیشاب پاخانہ کی حاجت بھی جانوروں کی طرح ہوتی تھی۔ اس پر جناب سے مطالبہ کیا گیا کہ عبارت پڑھ دیجئے تو جناب نے بات بدل دی۔ ہم نے اسی لئے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جناب دیوبندیوں کی حمایت میں خود دیوبندیوں سے آگے ہیں۔

ع

قدم درراہ عشق پیشتر بہتر

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی لعظیم

چلتے چلتے جناب سے اتنا اور کہہ دوں کہ اثنائے مناظرہ میں جناب نے اشرف علی کی عبارت کے توہین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے پر یہ معارضہ بھی کیا تھا کہ "جلالین" میں پارہ سترہ (۱۷) کی ایک آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ شیطان نے حضور علیہ السلام کی زبان پر قبضہ کرلیا اور حضور علیہ السلام سے بتوں کی تعریف کرادی۔ پھر کہا تھا کیا یہ توہین نہیں ہے؟ آپ سے ہمارے گرامی مناظر محدث کبیر مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب اطال اللہ عمرہٗ نے عبارت دیکھنے کو کہا مگر جناب نے نہ دکھائی۔ لہٰذا جواب نہ ملنے کا گلہ بے محل ہوگا بلکہ عبارت دیکھنے کے بعد بھی ہمارے مناظر پہ اس کا جواب لازم نہ تھا کہ موضوع سے جدا سوال کا جواب خصم سے مانگنا بے قاعدہ ہے۔ مگر حسرت یہ بھی کاہے کو رہ جائے لہٰذا جناب

(۱) پوری عبارت پڑھ کر بتائیں کہ جناب کا یہ کہنا کہ "شیطان نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر قبضہ کرلیا" اس عبارت کے کون سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ نیز "بتوں کی تعریف کرادی۔" کس لفظ کا

ترجمہ ہے۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری ہوجانا بے خبری میں تھا یادانستہ عبارت سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

(۳) برتقدیر اول جناب نے یہ قید کیوں حذف کر دی۔

(۴) وہ عبارت امام جلال الدین محلی کی اپنی عبارت ہے یا دوسروں سے روایت ہے۔

(۵) یہ روایت کن کن مفسرین اور محدثین نے ذکر کی ہے اور ان کے بارے میں جناب کا کیا حکم ہے؟ وہ مسلمان ہیں یا آپ کے نزدیک کافر ہیں؟

(۶) ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی تصحیح میں بہت بسط سے کام لیا ہے ان پر کیا فتویٰ ہے؟

(۷) جناب نے اس عبارت کا مضمون بطور معارضہ پیش کیا اور معارضہ میں دو چیزوں میں قوت کے لحاظ سے تساوی ضرور بتائیے کہ اس عبارت میں اور اشرف علی کی عبارت میں توہین ایک مرتبہ قوت پر ہے یا تفاوت ہے؟

(۸) بہر تقدیر اول دلیل لائیے اور بہر تقدیر ثانی معارضہ کیوں کر صحیح ہوگا؟

(۹) یہ روایت مندرجہ "جلالین" جس آیت کے شان نزول میں لکھی گئی ہے جمہور مفسرین نے جو اس کی تاویل کی ہے اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اسے یہ کہہ کر: "بہترین انچہ گفتہ شدہ است وروی و مشہور است قول جمہور مفسرین۔۔۔الخ" (مدارج جلد اول ص ۱۱۴) مقرر رکھا ہے۔ وہی تاویل اس روایت میں کی جائے تو جناب کی کیا رائے ہے؟

(۱۰) کیا اس امکان سہو کا قول توہین ہے؟ اگر ایسا ہے تو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور بیضاوی جنہوں نے تصریح کی کہ: "والآیۃ تدل علی جواز السہو علی الانبیاء وتطرق الوسوسۃ الیھم۔" اور جمہور مفسرین کو جناب کیا کہیں گے؟

(۱۱) اور اگر جواز سہو کا قول توہین نہیں تو روایت مذکور میں توہین کی کیا وجہ ہے؟

(۱۲) اگر کوئی یوں کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا "تلک الغرانیق العلیٰ" فرمانا بتوں کی تعریف نہیں بلکہ بطور طنز واستہزاء ہے اور ہمزہ استفہام مقدر ہے جیسے "ھذا ربی۔ الآیۃ" میں اور "طربت وما شوقا الی البیض اطرب ولا لعبا منی وذو الشیب بلعب" میں خط کشیدہ فقرہ میں ہمزہ استفہام مقدر ہے۔ تو مراد یہ ہوئی کہ کیا یہی تمہارے بلندی والے بت ہیں؟ کہئے یہ تعریف بتوں کی ہوئی یا توہین؟

(۱۳) اور اگر ملائکہ مراد لیں تو سرے سے بتوں کے بارے میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ دیکھئے "شفا شریف" پھر آپ نے ایک ہی معنی پر تکیہ کرکے یہ کیسے کہہ دیا کہ بتوں کی تعریف کرادی؟ مگر یہ کہئے کہ اشرف علی کا کفر اٹھانے کی فکر ہے۔ خواہ توہین کے الزام سے سلف کافر ٹھہریں۔ "ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الصادق الوعد الامین وآلہ العز وصحبہ المیامین وتابعھم باحسان الیٰ یوم الدین واللہ تعالیٰ اعلم۔"

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تصدیق فتویٰ

سند المحققین، سید المحدثین، اعلم علمائے مسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، وارث علوم امام احمد رضا

تاج الشریعہ سیدی سرکار مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی

جانشین حضور مفتی اعظم ہند، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہٖ و صحبہ الکرام اجمعین

و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

عزیز گرامی قدر مولانا ناظر اشرف قادری رضوی کا فتویٰ ''چلتی ٹرین پر ادائیگی نماز'' کی بابت پڑھوا کر سنا۔ ماشاء اللہ دلائل سے مزین ہے۔ انہوں نے متعدد جزئیات اس امر کے اثبات پر پیش کئے، کہ منع من جھۃ العباد عذر نہیں ہوسکتا۔ ان جزئیات سے، ان جیسی بیشتر تصریحات سے یہ امر خود روشن ہے کہ منع من جھۃ العباد، کا عذر نہ ہونا امر اجماعی ہے۔ اسی پر یہ حکم متفرع ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض و واجب و ملحق بالواجب ادا نہیں ہو سکتے۔ کہ یہ صورت بلاشبہ من جھۃ العباد کی صورت ہے۔ اور جو اصل اجماعی پر متفرع ہو وہ ضرور اجماعی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، صدر الشریعہ، حافظ ملت وغیرہم (رضی اللہ تعالی عنھم) مستند علمائے اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس امر کا خلاف نہ کیا۔ جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ، اس مسئلہ پر اب تک جمیع علمائے اہل سنت کا اجماع چلا آرہا ہے۔ اب اس دور حادث میں احداث خلاف ضرور احداث فی الدین وخرق اجماع مسلمین ہے۔ اور یہ نہ صرف اس مسئلہ اجماعی میں خرق اجماع ہے۔ بلکہ یہ اصل مجمع علیہ کہ منع من جھۃ العباد ہرگز عذر نہیں، کا بھی رد و ابطال ہے۔ اور اس اصل اجماعی پر جو احکام متفرع ہوتے ہیں۔ ان کے رد و ابطال کو بھی یہ احداث متضمن ہے۔ اور یہ بطور تشہی و اتباع

ہوی تتبع رخص کا دروازہ کھولنا اور امان اٹھانا ہے۔ جو لوگ چلتی ٹرین پر نماز کو روا رکھتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ بتائیں کہ قاعدہ کلیہ مانع من جھۃ العباد نامعتبر ہے، کا تخلف اس جگہ کس دلیل سے ہوا اور اجماع سابق کا خلاف کیوں کر جائز ٹھہرا۔ بالجملہ مولانا ناظر اشرف صاحب کا جواب حق وصواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال بفمہ وامر برقمہ

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری

۱۹؍شوال المکرم ۱۴۳۴ھ؍ ۲۷؍اگست ۲۰۱۳ء

مطبوعہ: چلتی ٹرین نمبر، ماہنامہ ''سنی آواز'' ناگپور، ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۳ء
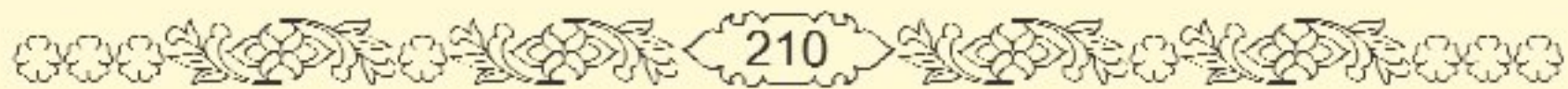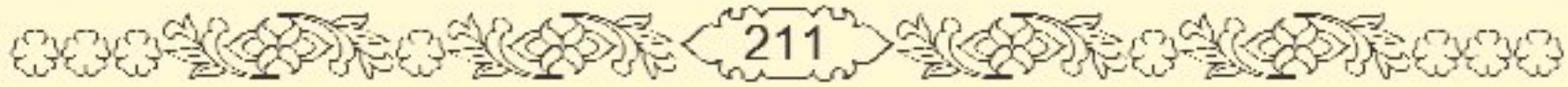
معائنہ جات

اپیلیں

معائنہ تاج الشریعہ

بحیثیت سرپرست اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ رام پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ ادارہ (مرکزی درس گاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ، رام پور) سرزمین رام پور پر اہل سنت کا واحد ادارہ ہے جس کا قیام ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے جلسۂ تعزیت کے موقع پر عمل میں آیا اور ۱۵؍محرم الحرام ۱۴۰۳ھ کو جامعہ کا سنگ بنیاد فقیر قادری نے معززین شہر و احباب اہلسنت کی موجودگی میں رکھا۔ اس وقت جامعہ میں شعبۂ حفظ و قرآت کے ساتھ درجہ عالم تک تعلیم باقاعدہ جاری تھی۔

۹؍شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ کو الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کے مبارک موقع پر شریک ہو کر فقیر قادری نے مذکورہ بالا تأثرات کا اظہار کیا تھا، میرے مرید و مخلص صغیر احمد ازہری سلمہٗ محاسب جامعہ کے مکان ''ازہری منزل'' میں قیام تھا مگر آج جب پھر اس علمی و دینی ادارہ میں جلسۂ افتتاح بخاری شریف میں شریک ہونے کا موقع ملا تو یہ دیکھ کر انتہائی مسرت و شادمانی ہوئی کہ جامعہ تعمیری اعتبار سے ایک عظیم الشان دینی قلعہ بن چکا ہے اور تعلیمی لحاظ سے دورۂ حدیث شریف سے آگے بڑھ کر اس میں شعبۂ تخصص فی الفقہ بھی قائم ہو چکا ہے۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم نور اللہ مرقدہٗ کی دیرینہ خواہش تھی کہ سرزمین رام پور پر ایک ایسا علمی و دینی مرکزی ادارہ قائم ہو جو دین حق کی سربلندی، باطل کی سرکوبی اور ضلع رام پور کے احباب اہلسنت و جماعت کی تمام مذہبی و ملی ضرورتوں کو پورا کرے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں رول ادا کرے۔ میں چشم بصیرت سے دیکھ رہا ہوں کہ اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کماحقہٗ ہو رہی ہے اس کے لئے میں اراکین و اساتذہ و خیر خواہان جامعہ کو اور خاص طور سے

جامعہ کے شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم، قاضیٔ شرع و مفتی ضلع رام پور حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی نوری رضوی کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کی مساعیٔ جلیلہ سے یہ ایک دینی قلعہ بن گیا۔

اس وقت الجامعۃ الاسلامیہ کے شعبۂ درس نظامی میں ۱۰ (دس) اساتذہ کرام، شعبۂ حفظ میں ۵ (پانچ) اساتذہ کرام بحسن وخوبی کام انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ میں ازہری جونیئر ہائی اسکول کا قیام بھی خوش آئند ہے جس میں فی الحال ۹ (نو) مدرسین نونہالان ملت اسلامیہ کی تدریسی و تربیتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دیگر ضروریات کے لئے ایک چپراسی، خانسامہ، اور خاکروب بھی مقرر ہے۔ مسجد سے متعلق نظام درست رکھنے کیلئے امام، نائب امام اور مؤذن بھی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ کا بندوبست کرنے کے لئے مجلس اعلیٰ اور مجلس انتظامی دو ذمہ دار کمیٹیاں ہیں جو اپنا کام بحسن وخوبی انجام دے رہی ہیں۔

میری دیرینہ آرزو کی تکمیل اور مسلم لڑکیوں کی عصری و دینی تعلیم کے لئے جامعہ کے زیر اہتمام ''انوری جامعۃ المحصنات'' بذریعہ ہمت خاں نہایت خوبی سے چلایا جارہا ہے جس میں ۱۰ (دس) معلمات و دیگر اسٹاف درس وتدریس میں مشغول ہیں۔

یہ بات بھی نہایت اطمینان بخش ہے کہ جامعہ کے سارے اراکین پرخلوص ہیں اور اس کی ترقی وفلاح کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس کے تعمیری و توسیعی پروگرام روز افزوں ترقی پر ہیں جو اس درس گاہ کو ماضی قریب میں قائم ہونے والی درس گاہوں سے ممتاز کرتے ہیں۔

جامعہ کی تین منزلہ عمارت ۲۵ (پچیس) کمروں پر مشتمل ہے، ''جمالی دارالاقامہ'' کی پہلی منزل ۳ (تین) کمروں اور ایک ہال پر مشتمل ہے۔ ''دارالحدیث'' کی تین منزلہ جدید طرز کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ جامعہ کی توسیع کی غرض سے نینی تال روڈ پر اڑتیس (۳۸) بیگھہ آراضی اور جامعہ سے متصل ۳ (تین) دکانوں پر مشتمل دوسواسی (۲۸۰) گز زمین خرید لی گئی ہے۔ مسجد جامعہ کی توسیع کے لئے مسجد سے ملحق ایک قطعہ آراضی خرید لی گئی ہے جس میں تعمیر جدید ہونا ہے۔

اس وقت جامعہ میں حسب ذیل شعبہ جات قائم ہیں۔

تعلیم القرآن، دارالحفظ ، دارالقرآت، نوری دارالقرآت، درس نظامی، تخصص فی الفقہ، دارالتحقیق، نوری دارالافتاء، ازہری جونیئر ہائی اسکول، دارالتربیت، مجلس رضا، تحریک اسلامی، ارشادی کتب خانہ، جمالی دارالاقامہ، ازہری دارالاشاعت، ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ، مجلس جمال مصطفیٰ، انوری جامعۃ المحصنات، رضا کمپیوٹر سیکشن ۔ یہ ۱۹ (انیس) شعبہ جات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ جامعہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ خدا کرے اس کے علمی و عملی مینار چہار دانگ عالم میں مذہب حقہ کی روشنی پھیلائیں۔ علم و عمل کے باہمی ربط سے جامعہ کے فارغین ایک مثالی استاذ، ایک مثالی معلم، مثالی مصلح اور ایک مثالی رہنما بن کر جامعہ کے نام کو روشن کریں اور عشق رسول، عظمت صحابہ، محبت اہلبیت اور تعظیم اولیائے کرام سے سرشار ہو کر ایسی تبلیغ دین متین کریں کہ دوسروں کو بھی سنواریں اور خود بھی دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔ آمین۔

دستخط

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

(سرپرست اعلیٰ مرکزی درس گاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رام پور)

بانی و سربراہ اعلیٰ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا سی بی گنج، متھرا پور، بریلی شریف

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ر دسمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ

(روداد الجامعۃ الاسلامیہ رام پور، ص ۳ تا ۶، مجریہ از یکم ستمبر ۲۰۰۹ء تا ۳۱ جولائی ۲۰۱۲ء)

مطبوعہ: تاج الشریعہ کا وصال و فراق، تالیف مفتی سید شاہد علی حسنی نوری، رامپور، انڈیا

معائنہ

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، اعظم گڑھ، انڈیا

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

حقیر سراپا تقصیر آج شب ۴ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ عرس امجدی میں حاضر ہوا، جامعہ امجدیہ کی عمارت بھی دیکھی، جسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور طلباء کی عربی تقاریر بھی سنیں اور سن کر خوش ہوا۔ طلباء کی عربی تقاریر سے اندازہ ہوا کہ عربی ادب پر بھی اساتذہ نے خاصی توجہ دی ہے اور طلباء کو عربی بول چال اور انشاء کی بھی خوب مشق کرائی ہے، یہ میری دیرینہ تمنا تھی جو بحمدہٖ تعالیٰ امجدیہ رضویہ نے پوری کردی۔ مولائے کریم جامعہ امجدیہ رضویہ کو فروغ و استحکام بخشے اور مؤسس و ناظم و معاونین جامعہ کو برکات دارین سے نوازے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

وہ عمارت جو فقیر نے دیکھی کلیۃ البنات کی ہے جس میں لڑکیوں کے لئے درس عالیہ فوقانیہ کا نظم ہے یہ امر باعث مسرت ہے۔

عکس: دستی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ
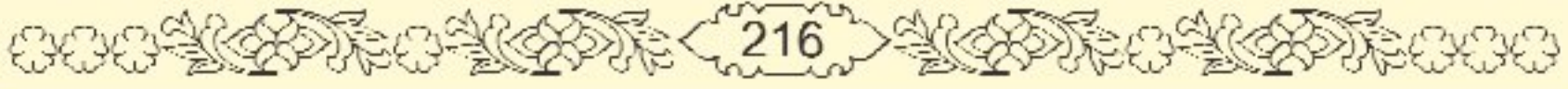
معائنہ

(اختر رضا لائبریری، لاہور، پاکستان)

۷۸٦

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہٖ و صحبہ الکرام

آج فقیر اس لائبریری کے معائنہ کے لئے حاضر ہوا جو چند احباب اہل سنت نے میرے نام سے موسوم کی ہے۔ لائبریری کو دیکھ کر اور نوجوانوں کے طرز عمل کو جان کر بڑی مسرت ہوئی۔ مولائے کریم ان حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے اور سنیت کو فروغ بخشے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ و بارک وسلم

دستخط: فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰٦ھ
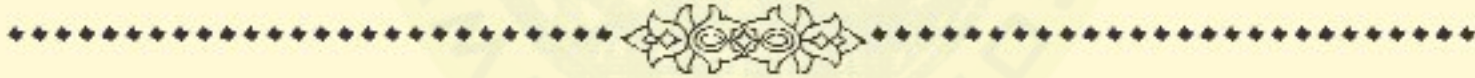
عکس: دستی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ
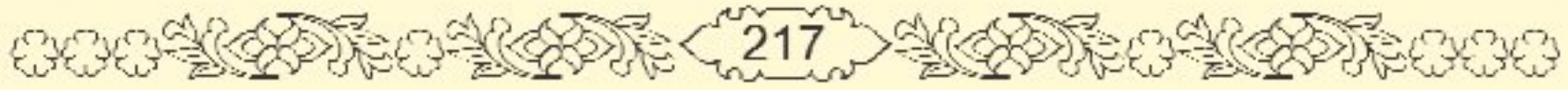
معائنہ جات

(مدرسہ مخدومیہ اہل سنت، ردولی شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر آج صبح "مدرسہ مخدومیہ اہلسنت" واقع ردولی شریف کے نزدیک ایک مکان میں قیام پذیر ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ پورے ضلع بارہ بنکی میں معیاری شان کا واحد یہی مدرسہ ہے۔ مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ کو ڈیڑھ دو سال کا قلیل عرصہ گزرا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ مدرسہ عزیز مکرم مولانا عبد المصطفیٰ صاحب گونڈوی کے حسن انتظام سے ترقی پذیر ہے ۳۰۰ (تین سو) طلبہ مقامی زیر تعلیم ہیں اور ۲۵ (پچیس) بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا بھی مدرسہ کفیل ہے۔ مولائے کریم مدرسہ کو یوماً فیوماً ترقی عطا فرمائے اور معاونین کو برکت دے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفر لہ

جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

....

۷۸۶/۹۲

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الکرام و صحبہ العظام اجمعین

فقیر نے "مدرسہ مخدومیہ" واقع ردولی شریف کا معائنہ کیا۔ طلبہ سے قرآت سنی صحت ادا اور حُسنِ ترتیل سے طبیعت بہت خوش ہوئی۔ مولائے کریم مدرسہ کو بام عروج پر پہنچائے اور مدرسین، معاونین و منتظمین کو برکت دارین سے نوازے آمین۔ خصوصاً عزیز سعید مولانا عبد المصطفیٰ صاحب حشمتی کو بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جن کی کاوشوں سے مدرسہ اور طلبہ کی تعلیمی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ آمین

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفر لہ

....

مطبوعہ: نقوش تاج الشریعہ نمبر، ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف، ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۸ء

معائنہ جات

(مدرسہ حمیدیہ رضویہ، بنارس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

آج بتاریخ ۲۱ر شعبان ۱۳۹۵ھ بروز ہفتہ "جامعہ حمیدیہ رضویہ" واقع مدن پورہ بنارس میں حاضر ہوا۔ ختم بخاری کے جلسہ میں شرکت کی جن امور کی طرف حضرت حافظ ملت مدظلہ العالی نے توجہ دلائی وہ واقعی قابل توجہ ولحاظ ہیں۔ مولائے کریم اراکین کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور مدرسہ کو اعلیٰ مدارج ترقی پر پہنچائے۔

فقیر اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام

ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم القیام

فقیر سراپا تقصیر، آج بتاریخ ۱۷ر شعبان ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۵ر اگست ۱۹۷۶ء "مدرسہ حمیدیہ رضویہ" کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی غرض سے حاضر ہوا۔ ۹ (نو) طالبان دورۂ حدیث جن کی دستار بندی آج کے اجلاس میں ہوگی، کا امتحان بھی فقیر نے لیا۔ فی الجملہ طلبہ کو بحمدہ تعالیٰ مستعد پایا۔ مولائے کریم مدرسہ کو قائم ودائم رکھے نیز تعلیمی اور دیگر امور میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

فقیر اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

نزیل بنارس

مطبوعہ: نقوش تاج الشریعہ نمبر، ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف، ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۸ء

معائنہ

(مدرسہ آفتاب رسالت، بنارس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

آج بتاریخ یکم ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء فقیر "مدرسہ آفتاب رسالت" علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام واقع لوہتہ، بنارس حاضر ہوا۔ مدرسہ کی جدید تعمیر جو ہنوز جاری ہے دیکھ کر اور تعلیم کی بابت حالات سن کر خوشی ہوئی۔ مولائے کریم مدرسہ کو روز افزوں ترقی واراکین ومعاونین ومدرسین کو برکات سے نوازے۔ وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔ فقط

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفر لہ

یکم ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

لوہتہ، بنارس

مطبوعہ: نقوش تاج الشریعہ نمبر، ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف، ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۸ء

معائنہ

(جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا)

جانشین حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ، قاضی القضاۃ، حضور تاج الشریعہ

الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

آج مورخہ ۱۱ر مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارکہ جامعۃ الحبیب کے زیر اہتمام جلسۂ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنام پیغام شریعت کانفرنس کے لیے رسول پور، اڈیشا آنا ہوا۔ اس کے منتظمین اور اساتذہ ادارہ کی ترقی میں ہمہ تن مصروف ہیں اور مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا کام اس ادارہ سے انجام دے رہے ہیں۔ پروردگار عالم سے دعا گو ہوں کہ یہ ادارہ خوب پھولے پھلے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس خطہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم قلعہ بنائے۔ اور اس کے منتظمین، اساتذہ اور طلبہ کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

مطبوعہ: سالنامہ ''الحبیب'' ۲۰۱۸ء / ۱۴۳۹ھ، جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا، انڈیا

معائنہ

(الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور)

حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

آج بروز ایمان افروز دوشنبہ مبارکہ بتاریخ ۳/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ فقیر الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور میں حاضر ہوا۔ طلبہ کی ایک جماعت کثیرہ دیکھی یہاں کا نظم وضبط دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اسی طرح الجامعۃ الاشرفیہ کی پرشکوہ عمارت اور بالیاقت مدرسین کی کثرت سے بھی بہت جی خوش ہوا۔ اشرفیہ کے مبلغ ماہنامہ اشرفیہ کو تو فقیر عرصہ سے دیکھ رہا ہے۔ جس کی کتابت وطباعت اور معیار مضامین بحمدہٖ تعالیٰ لائق تحسین ہیں اور اس کے لئے ہمارے مخلص محترم بدر عالم صاحب قادری اور ان کے جملہ معاونین لائق مبارک باد ہیں۔

مولائے کریم الجامعۃ الاشرفیہ اور اس کے مبلغ ماہنامہ کو بیش از بیش ترقی عطا فرمائے اور اس کے مدرسین واراکین ومعاونین ومدیران کو برکتیں مرحمت فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری

۳/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

مطبوعہ: ماہنامہ "اشرفیہ" مبارکپور، نومبر ۱۹۷۷ء

اپیل

برائے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا

یکم جنوری ۲۰۰۰ء

برادر دینی و یقینی عالی جناب عزیزم الحاج محمد سعید نوری زید مجدہٗ (رضا اکیڈمی ممبئی)

سلام مسنون و دعاءِ خیر مشحون

بعد سلام مسنون ۔۔۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے فقیر نے بعض مخلص احباب کے اصرار پر بریلی شریف میں ایک عظیم الشان مدرسہ کے قیام کا مکمل ارادہ کرلیا ہے۔

بریلی شریف اہل سنت و جماعت کا مرکز ہے اور یہاں پر بریلی کے شایان شان ایک ہمہ جہت ادارے کی ضرورت تھی۔ اسی ضرورت کا اظہار سالوں قبل تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا اور اس بات کی طرف کوشش بھی فرمائی تھی کہ مرکزی ادارہ قائم ہو جائے، انہیں آرزوؤں کی تکمیل کے لئے فقیر نے

"مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا"

کے نام سے ادارہ کا کام شروع کرادیا ہے۔ درگاہِ اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے صرف ڈھائی کلومیٹر کے فاصلے سے رام پور دہلی روڈ سے بالکل متصل ایک وسیع قطعہ اراضی کی خریداری کا عزم مصمم کیا ہے۔

مرکز کے شعبہ جات میں حفظ و قرآت، مکمل درسِ نظامیہ، تربیتِ افتاء، لائبریری، کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر، ہندی، انگریزی، سائنس، اشاعت و تصنیف اور مختلف شعبہ جات قائم کرنے کا ارادہ ہے۔

اس مرکزی دارالعلوم کو قومی ادارہ کی شکل دینے کے لئے چند مخصوص اشخاص پر مشتمل ایک ٹرسٹ تشکیل دیا جارہا ہے۔ حامل رقع جناب مولانا محمد شہاب الدین رضوی سلمہٗ آپ کے پاس آرہے ہیں۔ آپ ہر ممکن سطح سے خود تعاون کریں اور دوسرے حضرات سے تعاون کرادیں تاکہ یہ

عظیم منصوبہ جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔ فقیر آپ سب کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کرتا ہے۔

دعا گو:

دستخط

(فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ)

عکس: دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ
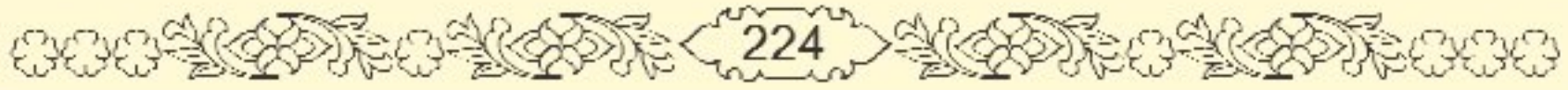
اپیل

جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، اعظم گڑھ، انڈیا

۷۸۶

۹۲

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

بڑی خوشی کی بات ہے کہ جامعہ امجدیہ رضویہ واقع گھوسی ضلع اعظم گڑھ جسے قائم ہوئے چند سال کا عرصہ ہوا ہے ترقی کے منازل کی طرف بفضلہ تعالیٰ تیز گام ہے۔ حضرت مولانا علاء المصطفیٰ صاحب زیدمجدہ السامی صاحبزادہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اطلاع دی ہے کہ جامعہ ہذا میں ۵ رمدرسین اور ۴۵ رطلبہ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں۔ میری دعا ہے کہ جامعہ حضرت محدث کبیر مدظلہ کی زیر نگرانی بام عروج تک پہنچے اصحاب خیر جامعہ کی معاونت کریں اور اپنے لئے آخرت میں سامان خیر کریں مولائے کریم بانی و سرپرست اور معاونین مدرسین جامعہ کو برکات دارین سے نوازے۔

آمین و صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد العلی الامین و اٰلہ و صحبہ الغر المیامین

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
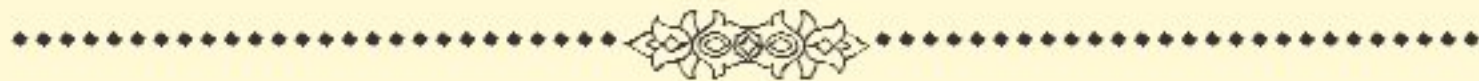
عکس دستی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اپیل

(برائے جامعہ شیخ شہید بھکاری، رانچی، انڈیا)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر دینی ویقینی ------------------ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ضرورت ہے کہ ہر صوبہ میں کوئی ایسا ادارہ ہو جو صوبائی مدارس کا مرجع ہو، اور وہ ادارہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کا نمائندہ اور جامعۃ الرضا کا نقیب وترجمان ہو۔

الحمدللہ! جھارکھنڈ میں اس امر اہم کے لئے ضلع رانچی میں مولانا مولوی محمد یونس رضا سلمہٗ جو علمی کاموں میں میرے معین، عزیز ومعتمد اور تلمیذ وخلیفہ ہیں وتلمیذی مولوی محمد اسلام القادری سلمہٗ نے زمین حاصل کرلی ہے، میں انہیں وہاں کی خدمت پر مامور کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جدوجہد اور صبر وخلوص کی توفیق بخشے۔

مسلمانان اہل سنت سے گذارش ہے کہ ان کی ہر موڑ پر، ہر طرح سے معاونت کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذہب اہل سنت کو خوب سے خوب تر فروغ عطا فرمائے اور ادارے کے معاونین و خدمت گاروں کو دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین

دعاگو

دستخط: فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

عکس: دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ
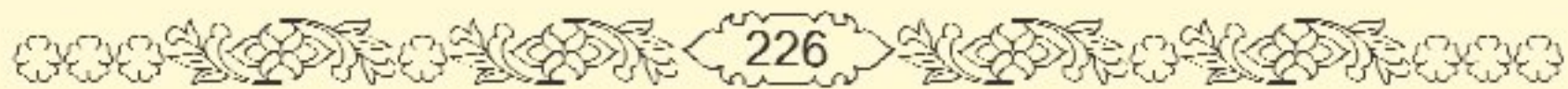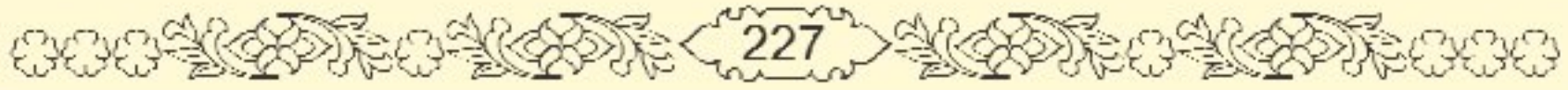
تاثرات

تعزیت نامے

تاثرات

(برائے علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ)

....

نبیرۂ اعلیٰ حضرت نائب حضور مفتیِ اعظم ہند

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں بریلوی صاحب

(بریلی شریف، ہندوستان)

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری کی میرے دل میں بہت قدر ہے۔ میں قبلہ شاہ صاحب کو پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کی حیات کے دور سے جانتا ہوں۔

آپ نہایت ہی محتاط اور بے باک شخصیت ہیں۔ مسلک اہلسنت المعروف مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان ہیں اور پاکستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی پہچان ہیں۔ میں جب بھی پاکستان آتا ہوں اگر زیادہ مصروفیات نہ ہوں تو پہلا جمعہ شاہ صاحب کی مسجد میں پڑھاتا ہوں۔ شاہ صاحب سادات کرام میں سے ہیں، ان کی موجودگی میں مجھے نماز جمعہ پڑھانا زیب نہیں دیتا مگر حکم ادب پر فوقیت رکھتا ہے۔ شاہ صاحب کا یہ حکم ہوتا ہے کہ آپ نماز جمعہ کی امامت فرمائیں، اس لئے میں بطور حکم نماز جمعہ پڑھا دیتا ہوں۔

مجھے شاہ صاحب کی مسجد ”میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی“ سے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے۔ میں جب آپ کی مسجد میں آتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں بریلی شریف میں ہوں۔ شاہ صاحب کی مسجد بریلی شریف ثانی ہے۔

آپ کی دینی خدمات کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور عوام اہلسنت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ شاہ صاحب کے ساتھ مل کر مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کریں۔ شاہ صاحب کا بھرپور ساتھ دیں

مسلک کے کاموں میں ان کی مدد کریں۔ میں شاہ صاحب پر بھرپور اعتماد کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دوام عطا فرمائے۔ آپ کو صحت و عافیت عطا فرمائے۔ مسلک اہلسنت المعروف مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت جو آپ انجام دے رہے ہیں، اس کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین ثم آمین

مطبوعہ: علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی۔ شخصیت و خدمات

صدر العلماء ایک فرد جلیل

جانشین مفتیٔ اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ

للہ ما اعطیٰ و للہ ما اخذ و کل شئ عندہ بمقدار

اللہ ہی کا ہے جو اس نے دیا اور جو اس نے لیا اور ہر شئ کی اس کے یہاں ایک مقدار مقرر ہے دنیا میں جو آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن جانا ہے، ہر دن ہزاروں آتے ہیں ہزاروں جاتے ہیں، نہ ان کا آنا کوئی بڑی خوشی کی بات نہ ان کا جانا کوئی بڑا صدمہ شمار ہوتا ہے، لیکن بندگان خدا میں کوئی فرد ایسا ہوتا ہے جس کے آنے سے ان گنت لوگوں کو خوشی ہوتی ہے اور جانے پر بے شمار آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں، حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ ایسے ہی مقبولان بارگاہ خداوندی میں سے ایک فرد جلیل تھے جن کا ورود مسعود زمانے کے لئے فرحت وانبساط کا موجب تھا وہ بہجت زمن اور برکت زماں تھے ان کے جانے سے اہل سنت و جماعت میں عظیم خلاء رونما ہوا اور جس کا پُر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک عظیم بزرگ کی حیثیت سے ان کا وجود باجود خاندان کے لئے بڑی رونق تھا، ان کے جانے سے وہ رونق چلی گئی، ''جامعۃ الرضا'' میں وہ تھوڑے عرصے رہے مگر اس طرح انہوں نے جامعہ کا کام سنبھالا کہ انہیں جامعہ کا ستون کہا جائے تو بجا ہے۔ افسوس کہ جامعہ ایسے مشفق و کرم فرما شیخ الحدیث وصدر المدرسین اور صدر المفتیین سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے اور ان پر رحمت و مغفرت کی بارش فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کا سچا وارث بنائے اور ان کا جانشین بنائے اور ان کی نیک روش پر چلائے۔ انہیں مظہر مفتیٔ اعظم ہند ان کی زندگی میں کہا گیا ایسا لگتا ہے کہ کسی کے منہ سے فرط عقیدت میں نکلنے والے اس لقب کو خدا نے وہ قبول عام بخشا کہ اپنوں بے گانوں

دیوانوں اور فرزانوں سب نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور سب نے بیک زبان اس کو قبول کیا اور ان کی وفات کے بعد اور آشکار ہوگیا کہ وہ واقعی مظہر مفتیِ اعظم ہند تھے۔ ان کے جنازہ میں عقیدت مندوں کے ہجوم سے مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جنازہ کی یاد تازہ ہوگئی، مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ان کو "گل سرسبد" فرمایا واقعی وہ گلزار رضویت کے ایک منفرد مہکتے ہوئے پھول تھے۔ ان کے مستفیدین وتلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مجھے بھی ان سے گاہے گاہے کچھ استفادہ کا اتفاق ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے فیوض علمی کو عام فرمائے اور ان کے شاگردوں کو توفیق رفیق ہو کہ وہ ان کی علمی خصوصیات کو آشکار کریں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفر لہٗ

۸ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

مطبوعہ: صدر العلماء محدث بریلوی نمبر، سالنامہ "تجلیات رضا" بریلی شریف، ۲۰۰۷ء

آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب تھے

سراج المفسرین، شیخ المحدثین، مفتیٔ اعظم، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی

بانی: مرکز الدرسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے برادر نسبتی محب گرامی حضرت مولانا صوفی شاہ محمد حبیب رضا قادری صاحب ۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ/ ۲۸؍مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعہ انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون موصوف حضرت استاذ زمن مولانا محمد حسن رضا قدس سرہٗ کے پوتے اور حضرت علامہ شاہ محمد حسنین رضا علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ خاندانی روایتوں کے امین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بے لوث خادم اور سچے نقیب تھے۔ آپ نے پوری زندگی نہایت سادگی سے گزاری اور اپنا سارا وقت اسلام و سنیت کی خدمت کے حوالے کردیا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اچھی فکر کے حامل تھے۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے بچوں کو ان کی روش اپنانے کی توفیق بخشے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رکھے اور اس کی ترویج و اشاعت کا کام لے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۷؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

مطبوعہ: تاج الاصفیاء نمبر، ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی شریف، جون رجولائی ۲۰۱۴ء

دعائیہ کلمات

حضورتاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں دام ظلہ علینا

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام کی مغفرت فرمائے جو ایمان وسنت پر، مسلک اہل سنت پر دنیا سے چلے گئے اور ان کو اس کا ثواب اور اجر جزیل عطا فرمائے جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت، مسلک اہل سنت وجماعت (جس کو پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے) پر سختی سے استقامت کو اپنا طرّہ امتیاز بنایا اور اپنے دوست، احباب، اقارب اور اپنے حلقۂ اثر میں مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی تلقین کی اور صلح کلیت سے اور صلح کلیت کے مختلف روپ سے لوگوں کو ہوشیار کرتے رہے اور خود بھی ہوشیار رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قمر میاں کی مغفرت فرمائے اور ان کے بیٹوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے استقامت کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور خاندان اعلیٰ حضرت کے تمام افراد کو صلح کلیت کے فتنوں سے محفوظ ومامون رکھے اور تمام خانوادۂ اعلیٰ حضرت مسلک اعلیٰ حضرت کا مبلغ ہو اور اس کا ہر فرد مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف ہو۔

حضورتاج الشریعہ دام ظلہ علینا

یکم جولائی ۲۰۱۲ء بروز اتوار

بریلی شریف

مطبوعہ: ''تجلیاتِ قمر''، صفحہ: ۶، ناشر: انجمن ضیائے طیبہ، کراچی، پاکستان

تعزیت نامہ

(بموقع وصال علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ)

۹۲/۷۸۶

مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب، رضویوں کے حبیب، مقبول خاص وعام، مرد حق حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب کے وصال پُر ملال سے مجھے افسوس ہوا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

آواز گرفتہ ہونے کی وجہ سے ریکارڈ نہ کرا سکا۔

قال بفمه وامر برقمه

الفقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہ

بریلی الشریفة، اتر بردیش، الهند

مطبوعہ د اعیانِ فکر رضا نمبر، سالنامہ "تجلیات رضا" بریلی شریف، ۲۰۱۷ء

تعزیت نامہ

منجانب: جانشین مفتیِ اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ

دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی کے جواں سال لڑکے عزیز القدر مولانا حافظ محمد منیف رضا مرحوم و مغفور کی رحلت کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا، مجھے معلوم ہوا کہ مرحوم ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین کمپوزر بھی تھے۔ آپ نے اپنے والد کی نگرانی میں شائع ہونے والی علمائے اہلسنت بالخصوص رئیس المحققین اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم قدست اسرارھم کی علمی یادگاروں کی عمدہ کمپوزنگ اور سیٹنگ کر کے انہیں بے حد جاذب نظر اور دوسری تمام طباعتوں سے ممتاز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ان خدمات کو قبول فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلاۃ و اکرم التسلیم

محمد اختر رضا قادری ازہری

۲۶ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ

نزیل کولمبو، سری لنکا

مطبوعہ داعیانِ فکر رضا نمبر، سالنامہ "تجلیات رضا" بریلی شریف، ۲۰۱۷ء
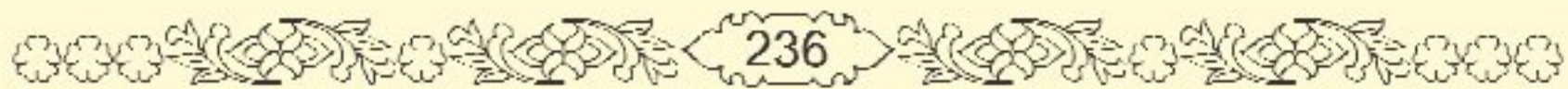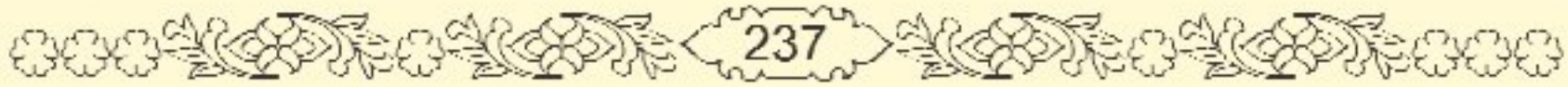
اجازات

متفرقات

سند اجازت وخلافت

شہزادۂ حضور شیر بیشۂ اہلسنت کو سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا عطا فرمودہ منفرد خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ولی الحمد وکفی :وسلم ربی العلی علی عبا دہ الذین اصطفی ، خصوصاً علی سیدھم نبی الحمد حبیبہ سیدنا محمد المصطفی نبیہ المجتبی ورسولہ المرتضی ۔احمد رضاہ ۔ورضاء من والاہ وعلی آلہ وصحبہ اولی الصدق والصفا ۔لا سیما الاربعة الخلفاء ذوی التقی والنقی والرضا والشوکة والحشمة والعلاامیر المومنین امام المشاھدین فی رب العالمین مشاھد رضاہ فی جمیع امور الدنیا والدین ۔سیدنا ابی بکرن الصدیق ، امام العادلین غیظ المنافقین ، سیدنا عمر الفاروق الاعظم بین المحقین والمبطلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المومنین امام المتصدقین فی رضا ربہ بالیقین ، ورضاء مصطفاہ نبیہ خاتم النبیین جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم آمین ، سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، وامیر المومنین امام الواصلین الفاصل بین السنیین والمارقین من الدین ، مروق السھم من الرمیة والخارجین منہ خروج الشعر من العجین ، اسداللہ الغالب امام الاولیاء المشارق والمغارب علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الاسنیٰ والسبطین الطیبین الطاھرین رضی اللہ تعالیٰ عنھما وارضاھما عنا فی الملوین وابنہ الاکرم الغوث الاعظم محی الدین محمد الشیخ عبد القادر الجیلانی وسیدنا الامام الاعظم ابی حنیفة نعمان الکوفی ۔

اما بعد فقد سالنی قرة عینی الولد العزیز السعید الرشید بفضل ربنا المجید العزیز الحمید مولانا المولوی مشاھد رضا سلمہ ربہ القوی ، ولد اسد الملة ناصر اھل السنة کاسر البدعة ، شیر بیشہ سنت ، مظھر اعلیٰ حضرت ، ناصر احکام الشریعة الغراء والطریقة البیضاء ، حضرت مولانا ذی الفضل الجلی المولوی محمد حشمت علی القادری الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنا وعنہ مولانا ومولاہ العلی

الولی اجازۃ ما اجازنی بها شیخنا المجدد سیدنا الوالد الماجد من السلاسل و الاذکار والاشغال والاوفاق والاعمال۔ظنا منه انی اهل لذالک ولست هناک ووجدته اهلا سلمه ربه وابقاه وعلی مدارج الکمال رقاه واوصله الی غایة مایتمناه واجد نور السعادة فی سیماہ واشارنی ایضاً الی هذا اعز الاخوان الحافظ محمد عمران فاجزته علی برکات اللہ تعالیٰ ثم علی برکات رسوله الاعلیٰ بجمیع ما اجازنی بها شیخنا اعلیٰ حضرت مجدد المائة الحاضرة موئد الملة الطاهرة قدس سرہ واوصیته بعض النواجذ علی السنن وصرف اوقاته فی نکایة البدع واماطة الفتن وحمایة اهل السنة السنیة الرضیة واهانة اصحاب البدعة الغیر المرضاة للنبی والرب عز جلاله وعم نواله وصلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وصحبه وابنه وحزبه وبارک وسلم آمین۔

قاله بفمه وامر برقمه الفقیر :مصطفیٰ رضا القادری النوری غفرلہ

۲۲/صفر ۱۳۸۰ھ

....

مترجم: حضور تاج الشریعہ جانشین حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف

ترجمہ مبارکہ: تمام خوبیاں ثابت ہیں اس معبود برحق کے لئے جو تعریف وثناء کے لائق اور سب کو کافی ہے۔سلام ورحمت نازل فرمائے میرا بلند وبالا پروردگار اپنے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا، خاص طور پر ان کے سردار و پیشوا پر جو ستودہ اور سراپا ہوا پیغمبر ہے، اللہ کا حبیب ہے، ہمارا سردار ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو اللہ کا برگزیدہ نبی ہے اور اس کا پسندیدہ رسول ہے، بہت زیادہ محمود ہے، اس کی خوشنودی اور ان حضرات کی بھی خوشنودی جنہوں نے آپ کی نصرت ومدد کی اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر بھی درود وسلام نازل ہو جو سچائی اور ستھرائی والے ہیں، خاص طور پر چاروں خلیفہ پر جو پرہیزگاروں، پاکیزگیوں، خوشنودیوں، قوتوں، عظمتوں، رفعتوں والے ہیں۔ان میں سے اول امیر ہے ایمان والوں کا، امام ہے ان حضرات کا جو رب

کائنات کے انوار و تجلیات کا نظارہ کرنے والے ہیں۔ دین و دنیا کے تمام کاموں میں اس رب کی خوشنودی کو مدنظر رکھنے والا ہے یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ ان میں سے دوم امیر ہے ایمان والوں کا، امام ہے تمام دادگروں کا، سراپا قہر و غضب ہے نفاق رکھنے والوں کے حق میں، یعنی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا، جو بہت بڑے فرق کرنے والے ہیں، حق پرستوں اور باطل پرستوں کے مابین۔ ان میں سوم امیر ہے ایمان والوں کا، امام ہے ان لوگوں کا جو صدقہ کرنے والے ہیں یقین کے ساتھ اس کے رب کی رضا میں اور اس کے مصطفیٰ پیارے کی رضا میں جو اس کے نبی اور آخر الانبیاء ہیں۔ جل و علیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ ان میں چہارم امیر ہے ایمان والوں کا، امام ہے قرب مولیٰ حاصل کرنے والوں کا، خط فاصل کھینچنے والا ہے سُنّیوں اور ان لوگوں کے درمیان جو دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح کہ تیر شکار سے چھید کر پار نکل جاتا ہے اور ان کے درمیان جو دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جس طرح کہ بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے، شیر ہے خدا کا، جو ہمہ وقت غلبہ پانے والا ہے جو امام ہے مشارق و مغارب کے ولیوں کا یعنی حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجھہ الاسنیٰ۔ اللہ تعالیٰ ان کے روشن چہرے کی عزت بڑھائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے پاک و طاہر دونوں نواسوں پر بھی درود و سلام نازل ہو، اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو اور دونوں ہم سے راضی رات و دن میں اور آپ کے بہت کرم والے فرزند پر بھی درود و سلام نازل ہو جو بہت بڑا فریاد رس ہے، دین کو زندہ فرمانے والا ہے یعنی حضرت محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔ اور ہمارے سردار امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی درود و سلام نازل ہو جو کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

امابعد! مجھ سے میرے نور نظر، فرزند ارجمند نے جو ہمارے بزرگ مولیٰ اور غالب و ستودہ رب کے فضل و کرم سے سعادت مند اور بابرکت ہے یعنی حضرت مولانا مولوی محمد مشاہد رضا سلمہٗ ربہ القوی

(اس کا قوت والا پروردگار اس کو سلامت رکھے) جو فرزند ہے ملت کے شیر کا، اہلسنت کے مددگار کا، سنت کے جنگل کے شیر، اعلیٰ حضرت کے مظہر کا، درخشاں شریعت اور تاباں طریقت کے احکام کی نشر و اشاعت کرنے والے کا یعنی صاحب فضیلت ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد حشمت علی قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا مولانا و مولاہ العلی الولی کا، درخواست کی جملہ سلاسل و افکار و اشغال، اوفاق و معمولات کی اجازت دینے کی جن کی اجازت مجھ کو ہمارے شیخ مجدد سیدنا والد نے یہ خیال کرتے ہوئے دی تھی کہ میں ان سب کا اہل ہوں، حالانکہ میں حقیقتاً ایسا نہیں تھا (یہ فرمانا از راہ تواضع ہے) لیکن میں نے اس (مشاہد رضا) کو ان سب کا اہل پایا، اس کا پروردگار اس کو سلامت رکھے اور اس کو اس چیز کی منتہیٰ تک پہنچائے جس کی وہ آرزو رکھتا ہے۔ اس حال میں کہ میں اس کی پیشانی میں سعادت کا نور پاتا ہوں اور اس جانب مجھے برادر عزیز حافظ محمد عمران صاحب نے بھی اشارہ کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی برکت سے، پھر اس کے عالی مرتبت رسول کی برکت سے ان سب چیزوں کی اجازت دے دی جن کی اجازت مجھے میرے شیخ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی جو موجودہ صدی کے مجدد ہیں اور پاکیزہ مذہب کو تقویت عطا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے راز کو پاک کرے اور میں نے اس (محمد مشاہد رضا) کو پختہ حکم دیا سنتوں کو دانتوں سے پکڑے رہنے کا اور اپنے وقتوں کو بدعتوں کی بیخ کنی میں اور فتنوں کو دفع کرنے میں صرف کرنے کا اور پسندیدہ بلند رتبہ سنت کے پیروکاروں کی نصرت و مدد کرنے کا اور ناپسندیدہ بدعت کے متبعین کو ذلیل کرنے کا۔ کیونکہ یہی اللہ و رسول جل جلالہ و عم نوالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ و بارک وسلم کے قرب و وصل کا ایک عظیم ذریعہ اور خوشنودی و رضا کا ایک بڑا وسیلہ ہے۔

اپنی زبان سے فرمایا اور اس کے لکھنے کا حکم دیا: فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفر لہٗ نے

مطبوعہ: فکر و تدبیر نمبر، سہ ماہی ''پیغام رضا'' ممبئی، اپریل تا جون ۲۰۰۹ء

اجازت نامه

الحمدلله الولی العلی الجلیل، والصلوة والسلام۔ الأتمان الأکملان الأیمنان الأزکیان المقرونان بالتعظیم والتبجیل، علی جمیع الأنبیاء الکرام لاسیما نبیه الجمیل محمد الخلیل المحبوب الحبیب شفاء العلیل ورواء الغلیل وعون الکلیل، الماذون بالشفاعة لأمثالنا أولی الکبائر والشناعة، المجاز بالاجازة العامه یوم تقوم الطامة، وبعد فانی أهنئ حبرا ذا الهدی الأحمد المولوی أحمد میان البرکاتی بما نال من برکات مشایخنا الکرام علی یدو الده الکریم وکان به أحری وأهله بارک الله له و حقق أملی و أمله وأصلح عملی وعمله وبلغنی و ایاه مدارج السعادة ورزقنا الحسنی و زیادة آمین و صلی الله تعالی علی حبیبه محمد الأمین وآله الغر وصحبه المیامین و من تبعهم باحسان الی یوم الدین۔

الفقیر الی رحمة ربه الغنی

محمد اختر رضا خان الأزهری القادری غفرله

۲۸، جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ/ ۹، فروری، ۱۹۸۶م

مطبوعہ: جہان تاج الشریعہ، ناشر: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

اجازت نامہ

۷۸۶

۹۲

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الکرام أجمعین

امابعد فقد اجزت علیٰ برکۃ اللہ جل وعلا ثم علیٰ برکۃ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کما اجازنی سیدی وسندی وذخری لیومی وغدی مولانا الجد محمد مصطفیٰ رضا خان المفتی الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی لشریطۃ العلم والعمل واللہ المسئول أن یوفقنی وایاہ لما یحبیہ ورضاہ وصلے اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

الفقیر الیٰ رحمۃ ربہ الغنی

محمد اختر رضا خان الازہری القادری غفر لہٗ

لیلۃ ۱۵ من رجب ۱۴۰۴ھ

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

یہ اجازت نامہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مرید مفتیٔ اعظم محترم جناب لئیق احمد نوری صاحب کو عنایت فرمایا تھا۔ دانش

اجازت نامہ

۷۸۶

۹۲

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہٖ الکریم و آلہٖ و صحبہ الکرام اجمعین

فقیر علیٰ برکۃ اللہ ثم علیٰ رسولہٖ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ و سلم محب محترم غلام قمر الدین صاحب چشتی سیالوی مدظلہٗ کو بشرط استقامت و علم و عمل ان تمام امور کا مجاز کرتا ہے جن کا فقیر خود حضور مفتیٔ اعظم ہند و دیگر مشائخ کرام سے مجاز ہے۔ مولائے کریم مجھے اور مولانا ممدوح کو استقامت کے ساتھ خدمت دین متین کی توفیق رفیق مدام مرحمت فرمائے۔

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

شب ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۹ھ

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اجازت مجموعۂ اعمالِ رضا

۷۸۶

۹۲

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ آجمعین

فقیر سراپا تقصیر سے محب گرامی قدر حضرت سید آل رسول زین العابدین زید مجدہ نے مجموعۂ اعمالِ رضا کی اجازت طلب فرمائی۔

علیٰ برکۃ اللہ ثم علیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فقیر انہیں اعمال رضا کی اجازت دیتا ہے نیز قصیدۂ غوثیہ و قصیدۂ بردہ و دلائل الخیرات کی اجازت دیتا ہے۔

امید ہے کہ حضرت سید صاحب اپنی مخصوص دعاؤں میں فقیر کو یاد رکھیں گے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۴؍صفر ۱۴۲۲ھ

۱۹؍مئی ۲۰۰۱ء

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اجازت قصیدہ بردہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمدللہ الملک المنعام،

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد النعمۃ المھداۃ رحمۃ للانام،

وعلیٰ آلہ الکرام وصحبہ العظام،

ومن تبعھم باحسان الی قیام الساعۃ وساعۃ القیام، وبعد!

فقد استجزت لقرأۃ" بردۃ المدیح" فھا أنا ذا اجیز المستجیز... بھا وبکل ما اجزت من مشائخی الکرام- رحمھم اللہ تعالیٰ۔

وأسئل اللہ سبحانہ وتعالیٰ -أن یسدد خطای وخطاہ ویوفقنا بمایحبہ ویرضاہ اوصیہ بملازمۃ السنۃ ومصاحۃ اھلھا ومجانبۃ البدعۃ ومفارقۃ أھل الھویٰ والاستقامۃ علی نھج الھدیٰ"۔

مطبوعہ: تجلیات تاج الشریعہ، ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

وکالت نامہ

میں محمد یونس شاکر (کراچی) اور محمد ثاقب قادری (کراچی) کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت کے لئے اپنا وکیل مقرر کرتا ہوں۔ تاکہ جو حضرات میرے ذریعہ سے داخل سلسلہ ہونا چاہیں لیکن کسی وجہ سے مجھ سے رابطہ میں دشواری پیش ہو تو وہ ان حضرات کے ذریعہ سے مجھ سے مرید ہو سکیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ انہیں سنت وسنیت پر استقامت و دین متین کی ترویج واشاعت کی توفیق اور اس میں کامیابی نصیب فرمائے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ
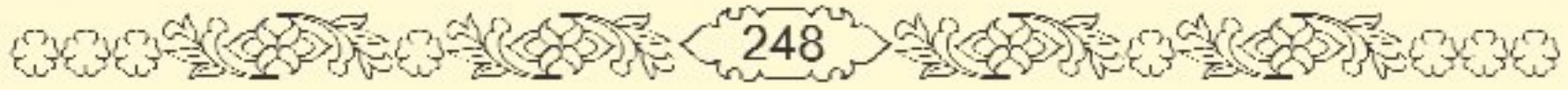
WAKAALAT

Announcement Made by

HUZOOR TAAJUSH SHARIAH

On The Occasion Of Urs-e-Ala'Hazrat

in Durban - 16th May 2010
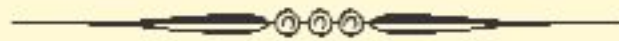
I would like to announce that i am just appointing MAULANA AFTHAB CASSIM as a wakeel.

In my absence he can make you mureed. Whoever wants to become mureed in SILSILAH AALIYAH QAADRIYAH RAZVIYAH so he can come, proceed to MAULANA AFTHAB CASSIM and i just gave him wakaalat so he can make you mureed on my behalf. He is already my khalifa.
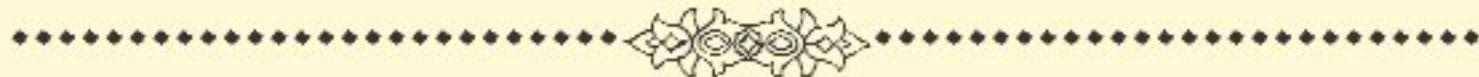
The Miracle of Raza Taajush Shariah Sayyidi Akhtar Raza, Page # 103, Published By: Imam Mustafa Raza Research Centre Overport, Durban, South Africa

نام کتاب: ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن

مصنف: تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری علیہ الرحمہ

ناشر: انجمن انوار القادریہ، کراچی، پاکستان

انتساب

فقیر اپنی اس کتاب کو جدّی الکریم حضور مفتیٔ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری نور اللہ مرقدہٗ کے نام منسوب کرتا ہے۔ جنہوں نے ہر موقع پر صدائے حق بلند کی اور فقیر کو بھی اسی حق گوئی کا درس دیا۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

ایک ضروری وضاحت

۹۲/۶/۸ء

رمضان المبارک سے کئی مہینے پہلے فقیر کی آنکھ کا آپریشن ہوا۔ جس کے بعد بہت دنوں تک لکھنا پڑھنا بند رہا۔ اب بھی خود بہت کم لکھ پڑھ رہا ہوں پھر رجب، شعبان کے مہینے میں مسلسل ملی اسفار میں گزرا اور رمضان المبارک میں زیارتِ مدینہ طیبہ کے لئے حاضر ہوا۔ میرے غائبانہ میں یہاں دفتر کے لوگوں نے رمضان کا پوسٹر مرتب کرا کے شائع کرایا۔ جس میں مرکزی دارالافتاء کے مزید اخراجات کی تکمیل کے لئے لوگوں سے جہاں عطیات اور صدقاتِ نافلہ دینے کی اپیل کی وہیں بے توجہی سے صدقۂ فطر وزکوٰۃ اور عشر کے الفاظ بھی اس میں شامل کر دیئے۔ شوال کے آخر میں بریلی شریف میری واپسی ہوئی تو میں اس پر مطلع ہوا۔ پوچھنے پر یہ بھی پتہ چلا کہ شاید کبھی اور بھی اسی طرح کی کوئی اپیل شائع ہوگئی تھی جس کی مجھے اطلاع نہیں۔ "مرکزی دارالافتاء" کے تمام تر اخراجات فقیر اپنی جیب خاص اور کچھ ملت کے بہی خواہوں کے عطیات سے کرتا ہے۔ اس میں دانستہ صدقاتِ واجبہ کی رقم صرف نہیں کی جاتی۔

امر برقمہ

فقیر محمد اختر خاں ازہری غفرلہٗ

عکسِ دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اعلانِ تقرر قاضی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ الکرام اجمعین

میں بحیثیت قاضی القضاۃ فی الھند، حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری ابن حضرت سید شاہ شاہد حسین واسطی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ صغرویہ رزاقیہ محلہ میدان پورہ، بلگرام شریف کو ضلع ''ہردوئی'' یوپی کا قاضی شرع مقرر کرتا ہوں۔

موصوف بموجب شرع شریف قاضی کے فرائض مذہب حنفی کی روشنی میں انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ ممدوح مذکور کو توفیق خیر بخشے اور برکات دارین سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلاۃ و التسلیم

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری

قاضی القضاۃ فی الھند

۸۲ رسوداگران، رضانگر، بریلی شریف، یوپی

۲۵ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰ رجنوری ۲۰۱۲ء

بموقعہ عرس رضوی

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اعلان تاسیس

(رضوی فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان)

....

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

قائم مقام حضور مفتی اعظم، صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء و صدر مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلک حق اہلسنت و جماعت کی وساطت سے دین کی ترویج و اشاعت اور عوام اہلسنت کی فلاح و بہبود کیلئے کوشاں رہنا ہر سنی مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی تنظیموں کی ضرورت ہے جو کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی تعلیمات کی روشنی میں مذکورہ منشور پر عمل پیرا ہوں۔ اس سلسلے میں لاہور (پاکستان) سے میرے محب، عزیزم غلام اویس قرنی قادری رضوی سلمہٗ اور ان کے رفقاء نے ''رضوی فاؤنڈیشن'' کے نام سے ایک تنظیم کے قیام کی خواہش کی ہے۔

لہٰذا آج مورخہ ۲۶ رصفر المظفر ۱۴۲۶ھ / ۷ را پریل ۲۰۰۵ء بروز جمعرات عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک موقع پر میں ''رضوی فاؤنڈیشن'' کے قیام کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ''ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور'' کی ترویج و اشاعت کا کام بھی اسی ''رضوی فاؤنڈیشن'' کے زیر انتظام کرتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم ''رضوی فاؤنڈیشن'' کے کارکنان اور وابستگان کو مقاصد حسنہ میں کامیابی و ترقی عطا فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فروغ اور اس پر ہمیشہ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین لے۔

آمین بجاہ النبی الرؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم
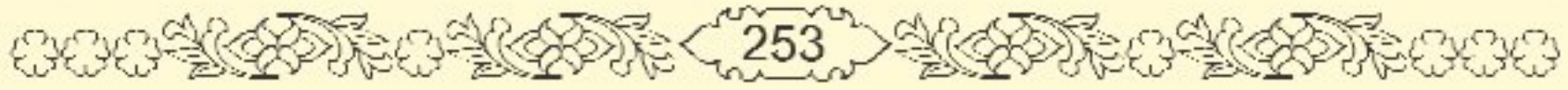
دستخط

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

مطبوعہ: فتاوی فقیہ ملت، ناشر: شبیر برادرز، لاہور

تحریر برائے رضوی کتب خانہ

رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی شریف ایک مذہبی ادارہ ہے جس کو خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران کی طرف سے اجازت ہے اور جس کی نگرانی کے واسطے جناب محمد اطہر صاحب مصطفوی ولد صوفی عزیز احمد صاحب محلہ بازار صندل خاں بریلی شریف کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس ادارہ کا مشن تجارتی نہیں تبلیغی ہے اور اسکا مقصد اشاعت دین ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

عکس دستخطی تحریر مرشد کریم علیہ الرحمہ

اظہار تشکر

ادارہ حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا خالد علی خاں صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی کچھ غیر مطبوعہ کتابیں بغرض اشاعت ادارہ کو دیں۔ اسی سلسلہ میں ادارہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولوی قمر رضا خاں صاحب اور [ماہنامہ] ''اعلیٰ حضرت'' کے سابق مدیر عبد النعیم عزیزی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے کتب کی حصول یابی اور اشاعت میں کافی تعاون دیا۔

اور ادارہ اپنے ان تمام معاونین و مخلصین کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے رضا لائبریری و رضا اکیڈمی کے لئے دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح کی مدد فرمائی اور انہیں کے تعاون سے آج ادارہ اس لائق ہوا کہ اعلیٰ حضرت کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف کو منظر عام پر پیش کر رہا ہے اور بقیہ کتب جلد ہی طبع ہو کر منظر عام پر آنے والی ہیں۔

مندرجہ ذیل حضرات قابل مبارک باد ہیں اور ادارہ ان کا بے حد شکر گزار ہے۔

''ادارہ اشاعت تصنیفات رضا'' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی اس تصنیف کی اشاعت کے ذریعہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتھم العالیہ کی اس پاکیزہ تمنا ''اعلیٰ حضرت کی تمام غیر مطبوعہ تصنیفات شائع کر کے منظر عام پر لائی جائیں'' کی تکمیل کی پہلی کوشش ہے اور ادارہ اس کوشش کو حضور مفتیٔ اعظم کی ''مقدس آرزو'' کی نذر کر رہا ہے۔

اختر رضا خاں ازہری، محمد منان رضا خاں

وارا کین ادارہ اشاعت تصنیفات رضا (رجسٹرڈ)

مطبوعہ: الاعتقاد الاحباب، از: اعلیٰ حضرت، ناشر ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی شریف

تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

کی حیات و خدمات پر پاکستان میں چھپنے والی ضخیم ترین کتاب

صفحات: ۵۰۴